UNIVERSAL LIBRARY
OU_228479
UNIVERSAL LIBRARY

دہلی

بارھویں صدی ہجری میں

مطبوعہ

تاج پریس حیدرآباد دکن

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

مرقع دہلی

از

نواب ذوالقدر درگاہ قلی خاں سالار جنگ خان دوران

مقدمہ

از

حکیم سیّد مظفر حسین

تصاویر

(۱)۔ نواب میر یوسف علی خاں بہادر سالار جنگ

(۲)۔ نواب نورو زقلی خاں۔

(۳)۔ نواب ذوالقدر درگاہ قلیخاں سالار جنگ خاندوران۔

(۴)۔ منظر مقبرہ سالار جنگی۔

(۵)۔ مرقد نواب ذوالقدر درگاہ قلی خاں سالار جنگ خاندوران

(۶)۔ منظر باغ دلکشا۔

(۷)۔ دروازہ جلوخانہ قدیم۔

(۸)۔ نواب مؤتمن الدولہ خان عالم امام قلیخاں سالار جنگ۔

(۹)۔ عاشورخانہ خان عالم۔

نواب میر یوسف علی خان بہادر سالار جنگ دام اقبالہ

انتساب

سنہ ۱۱۳۵ھ میں حضرت مغفرت مآب نظام الملک آصفجاہ اول طاب ثراہ جب عازم دہلی ہوئے اس وقت خاندوراں ذوالقدر نواب درگاہ قلی خاں سالار جنگ و نواب حیدر خاں شیر جنگ آپ کے ہمرکاب تھے۔

یہ تالیف خان دوران نواب ذوالقدر کے ذوق سلیم اور اس عہد کی بہترین یادگار ہے ان دونوں مذکورہ بالا خانوادوں کے ارکان کو یہ فخر حاصل ہے کہ حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ کے عہد سے اس مبارک عہد عثمانی تک ہمیشہ عہدہائے جلیلہ و مناصب رفیعہ پر سرفراز اور نہایت نیک نامی وفاشعاری و جاں نثاری سے متصف ہے۔

نواب مختار الملک سر سالار جنگ اسی خاندان کے رکن رکین اور دولت علیہ آصفیہ کے سچے جاں نثار تھے۔ جن کے گوہر شب چراغ عالیجناب نواب میر یوسف علی خان بہادر سالار جنگ دام اقبالہٗ (جو متذکرہ صدر خانوادوں کے فضائل و فواضل کے حقیقی وارث خلاصہ دودمان ہیں) دولت علیہ آصفیہ کی کرسی مدار المہامی کو زینت بخش چکے ہیں۔

یہ تذکرہ بمناسبت خاندانی موصوف ہی کے نام نامی سے معنون کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔

احسان فراموشی ہوگی اگر اس موقع پر میں اپنے سراپا عنایت مجسم اشفاق نواب عنایت جنگ بہادر دام اقبالہٗ (خلف خانِ دوران نواب رکن الدولہ رکن الملک مغفور) کی اس ذوق علمی و عنایت کا ذکر نہ کروں کہ موصوف ہی کے الطاف کریمانہ سے حقیر کو خان دوران نواب ذوالقدر کے متعلق مفید معلومات عکس تصاویر وغیرہ کا ذخیرہ حاصل کرنے کا موقع ملا۔

حکیم سید مظفر حسین حیدرآبادی

فہرستِ مضامین

مضمون	صفحہ
انتساب	۰
نواب میر یوسف علیخاں	۰
مقدمہ	۱
دہلی بارہویں صدی ہجری میں	۱
دہلی اور اس کے بانیوں کے نام اور اس عہد کا مختصر خاکہ	۲
مؤلف کا تعارف	۴
نام و خطابات تخلص اور اوصاف ذاتی وطن و سلسلہ نسب	۵
خاندوراں نواب ذوالقدر کے آبا و اجداد	۶
خاندان قلی خاں	
درگاہ قلی خاں اول	۸
نوروز قلی خاں	۹
عکس نوروز قلی خاں	''
خاندان قلی خاں (۲)	''
عہد حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ	
خاندوراں نواب ذوالقدر درگاہ قلیخاں سالار جنگ	۱۱
تاریخ و مقام ولادت	۱۱
تعلیم و تربیت	۱۱
منصب و جاگیر	۱۲

مضمون	صفحہ
سفر دہلی	۱۲
خدمت داروغگی ہرکارہ پر سرفرازی	۱۳
نادرگردی	۱۴
خاندوراں نواب ذوالقدر کی رفاقت و وفاداری	۱۸
حضرت مغفرت مآب کو نواب ذوالقدر پر اعتماد	۲۰
تالیف تذکرہ	۲۰
ایک تاریخی انکشاف	۲۱
شباب زندہ دلی	۲۱
ترتیب تذکرہ	۲۱
انشاء پردازی	۲۲
حسن عقیدت	۲۳
قدم شریف حضرت سرور کائنات	۲۳
قدم مبارک حضرت علیؑ	۲۳
مزارات درگاہ اولیا	۲۴
نواب ذوالقدر کی پاک مشربی	۲۵
عرس خلد منزل	۲۵
بارہویں صدی کی خوش حالی اور دولتمندی	۲۶
خوش حالی کا دوسرا واقعہ	۲۶

مضمون	صفحہ
ادب و تہذیب	۲۶
شاہ سعد اللہ	۲۷
شاہ غلام محمد داول پورہ	۲۷
روساء و نواب ذو القدر کے ہم بزم احباب	۲۹
اعظم خاں	۲۹
نواب ذو القدر کی راست گوئی	۲۹
مرزا منو	۲۹
لطیف خاں	۳۰
اس عہد کی وضع داری	۳۰
یازدہم میرن	۳۲
سرائے عرب	۳۳
کسل پورہ	۳۳
ناگل کا میلہ	۳۴
رینی مہابت خاں	۳۴
شعرائے معاصرین مرثیہ گو ارباب طرب وغیرہ	۳۴
نواب ذو القدر کی موسیقی دانی	۳۸
دکن کو مراجعت	۳۹
عہد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید	۴۱
انعقاد جشن اور ہاتھیوں کی بہادری کا تماشہ	۴۲
خاندوران کے ہاتھی کی بہادری	۴۳
خدمت کوتوالی پر سرفرازی	۴۳
عہد نواب امیر الممالک صلابت جنگ	۴۶
خان دوران کی داروغگی فیلخانہ پر سرفرازی	۴۸
خان دوران نواب ذو القدر کا صوبہ داری اورنگ آباد	
و اضافہ منصب و عطائے خطاب سے سرفراز ہونا	۴۸
رگھناتھ راؤ سے مقابلہ	۴۸
عہد حضرت غفران مآب نواب نظام علیخاں آصفجاہ ثانی	۴۹
خاندوران نواب ذو القدر کا خطاب اعلیٰ اور منصب جلیلہ پر سرفراز ہونا	۵۰
اورنگ آباد میں سواری جلوس	۵۱
حسن انتظام	۵۲
عکس مقبرہ سالار جنگی	۵۲
غزل	۵۳
وفات	۵۳
عکس مزار خاندوران نواب ذو القدر	۵۳
خاندوران کی لطیفہ گوئی و بذلہ سنجی	۵۴
تاریخ گوئی	۵۷
شاعری و بزم افروزی	۵۸
کلام فارسی	۶۰
کلام اردو (قصیدہ)	۶۱
شوق عمارات	۶۴
عکس باغ دلکشا موسوم دیوڑھی سالار جنگ	۶۴
عکس دروازہ جلوخانہ قدیم	۶۵
اولاد و ازواج	۶۵
عکس نواب خانعالم فرزند نواب درگاہ قلیخاں	۶۶
عکس عاشور خانہ خانعالم	۶۶
نقول اسناد	
سند نظام آباد - پروانگی - سند کوتوالی	
سند دھاویرہ - سند داروغگی منازل نزول آئیتال	

آغازِ تذکرہ

مضمون	صفحہ
ذکر قدم شریف	۱
قدم گاہ حضرت علی علیہ السلام	۲
درگاہ قطب الاقطاب	۳
مرقد سلطان شمس الدین غازی	۵
مرقد سلطان المشائخ معشوق الٰہی	۵
مزار نصیر الدین چراغ دہلی	۷
مزار شاہ ترکمان بیابانی	۸
مرقد باقی باللہ	۸
قبر شاہ حسن رسول نما	۹
قبر شاہ بایزید اللہ ہو	۹
قبر شاہ عزیز اللہ	۹
قبر مرزا بیدل	۱۰
عرس خلد منزل	۱۱
قبر میر مشرف	۱۲
ذکر میر کلو پسر میر مشرف	۱۳
کیفیت چوک سعد اللہ خاں	۱۴
چاندنی چوک	۱۷
ذکر حافظ شاہ سعد اللہ	۱۹
" شاہ غلام محمد داول پورہ	۱۹
" شاہ محمد امیر	۲۰
" شاہ پانصدمنی	۲۱
ذکر درویش صلواۃ خوانی	۲۱
" میر سید محمد	۲۲
" مجنون نانک شاہی	۲۳
" شاہ کمال	۲۴
" شاہ غلام محمد	۲۵
" شاہ رحمت اللہ	۲۶
" اعظم خاں	۲۷
" مرزا منو	۲۷
" لطیف خاں	۲۸
کیفیت بسنت	۳۰
یازدہم میرن	۳۳
دوازدہم ربیع الاول در سرائے عرب	۳۴
بزم آرائی خان زماں	۳۷
ذکر کیفیت کسل پورہ	۳۸
کیفیت ناگل	۳۹
ذکر رمنی مہابت خاں	۴۰
ذکر شعراء	۴۰
مرزا جان جاناں	۴۰
معنی یاب خاں	۴۲
شیخ علی حزیں	۴۳
سراج الدین خاں آرزو	۴۴

مضمون	صفحہ
میر محمد افضل ثابت	۴۵
ابراہیم علیخاں راقم	۴۶
میر شمس الدین مفتوں	۴۷
مرزا عبدالخالق وارستہ	۴۸
گرامی	۴۸
مرزا ابوالحسن آگاہ	۴۹
ذکر مرثیہ خواناں	۵۰
میر لطف علی	۵۰
مسکین ، حسین ، غمگین	۵۱
میر عبداللہ	۵۱
شیخ سلطان	۵۲
میر ابوتراب	۵۳
مرزا ابراہیم	۵۳
میر درویش حسین	۵۳
حبانی حجام	۵۴
محمد نعیم	۵۴
ذکر ارباب طرب	۵۵
نعمت خاں بین نواز	۵۵
برادر نعمت خاں	۵۶
تاج خاں قوال	۵۷
جانی ، غلام رسول	۵۷
باقر طنبورچی	۵۸
حسن خاں ربابی	۵۸
	۵۸

مضمون	صفحہ
غلام محمد	۵۸
رحیم سین وتانسین	۵۹
قاسم علی	۵۹
معین الدین قوال	۶۰
برہانی قوال	۶۰
برہانی امیر خانی	۶۱
رحیم خاں جہانی	۶۱
شجاعت خاں کلاونت	۶۱
ابراہیم خاں کلاونت	۶۱
سوادخاں	۶۱
بولے خاں	۶۲
گھاسی رام پکھاؤجی	۶۲
حسین خاں ڈھولک نواز	۶۲
تھنا	۶۳
شہباز دھدمے نواز	۶۳
شاہ درویش سوچہ نواز	۶۳
نابینا شکم نواز	۶۳
تقی بھگت باز	۶۴
شاہ دانیال سرخی	۶۵
خواصی وانوٹھا	۶۶
یاری نقال	۶۶
معشوقہ ابوالحسن خاں	۶۷
جیٹا قوال	۶۸
رحیم خاں، دولت خاں۔ گیان خاں۔ بدھو	۶۹

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۴	فزول	افـزول
۵۳	۱۰	خوالبت کہ	خوابست و
فہرست متضمن (۱) کالم	سطر ۴	نواب میر یوسف علیخاں	عکس نواب میر یوسف علیخاں بہادر سالار جنگ دام اقبالہ
ر کالم ۲	۳	رگھناتھ راؤسے مقابلہ	رگھناتھ راؤسے مقابلہ وفتحیابی
۴	۱۸	ذکر ارباطرب	ذکر ارباب طرب
انتساب	۴	حیدرخاں	حیدر یارخاں
۹	۱	اصفجا ثانی	آصفجاہ ثانی
ر	۱۵	نواب رکن الدولہ	نواب تہور جنگ اشرف الدولہ
نقول اسناد	۸	دول	دول
۲	۵	مکار	مکارہ
۳	۳	بدستخط نواب مغفرتمآب	بدستخط نواب مغفرتمآب رسیدہ وسند خدمت نساؤمن بعد حاصل یافتہ در عمل آن مغفرتمآب
۵	۵	فوج دار فواح	فوجدار نواح
۶	۲ بعد سطر درمیانی	تتے	تتمے
		بمیعادش	بمیعاد
		موجوداست	موجودات
		اسـ سوار	اسـ یا سوار
		صمصام جنگ مرحوم	صمصام جنگ مرقوم
		نیم آنہ ازسہ گزاشت	سہ ونیم آنہ ازگزاشت
		رسدرواب	رسددواب
		بیارسہ	بیارسہ ۴
		بیارسہ	بیارسہ ۶
حصہ زیریں		[illegible]	[illegible]
۸		منہا سواری سرکار	منہا بتیا لوازکی
۱۰		فوجدار فراح	فوجدار نواح
۱۵	۹	خلافت ارشد	خلافت راشدہ
ر	۱۵	اسنار	اسناد

مضمون	صفحہ
الہ بندی امرد	۷۰
رجی امرد	۷۰
میاں ہینگا امرد	۷۰
سلطانہ امرد	۷۱
سرس روپ امرد	۷۳
نور بائی (طوائف)	۷۳
چمنی "	۷۴
ادبیگم "	۷۵
بھنیائے نیل سوار "	۷۵
رام جیسنی	۷۶

مضمون	صفحہ
چک مک مانی	۷۶
کالی کنکا	۷۶
زینت وبھی	۷۷
گلاب	۷۸
رمضانی	۷۸
رحمان بائی	۷۸
پنا بائی	۷۹
کمال بائی	۸۰
ادما بائی	۸۰
پنا وتنو	۸۱

صحت اغلاط

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۴	تلون	متلون
۸	۱۰	رائے اجازت	رائے واجازت
۱۰	۶	•	ملاحظہ ہو عکس خاندوران نواب ذوالقدر درگاہ قلیخان سالار جنگ
۱۰	۱۶	اضافہ کیا تھا	اضافہ کیا تھا رکھا
۲۰	۹	ہمراہ رکاب	ہمرکاب
۲۵	۱۳	چنیں ہنگامہ	درچنیں ہنگامہ
۳۲	۱۴	واصحاب غنج ودلال میلے	واصحاب غنج ودلال کذا
۴۳	۵	جمادی الاولیٰ	جمادی الاول
۴۶	۱۴	زرہ	ذرہ
۴۶	۱۷	کہ	چو
۴۷	۵	ہوش دار	ہوشدار
۵۱	۱۵	بروج	برروح
۵۲	۴	الغوزہ نوازی	الغوزہ

۸۳۲۷۱۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دِہلی

بارہویں صدی ہجری میں

کوئی افسانہ نہیں تیرے فسانہ کی طرح
سب ہی تاریخیں پڑھیں سیکڑوں دفتر دیکھے

قلمرو ہند میں دہلی ہی ایک ایسا مقام ہے جو فرماں روایان ہند کی شاہنشاہیوں کا صدر مرکز ہوتی رہی اور وقتاً فوقتاً مختلف زمانوں میں اپنے بانیوں کے نام کی مناسبت سے اس کے نام بھی مختلف مثلاً ہستناپور، اندرپرست، دلیپ نگر، تغلق آباد، دہلو[1]، شاہجہاں آباد وغیرہ رکھے گئے۔ ایک شہر

---

[1] یہ لفظ عہد فیروز شاہ تک زبان زد خلائق تھا۔ طوطی ہند امیر خسرو اپنے ممدوح "فیروز شاہ" کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں ؎

یا یک اسپم بخش یا زآخور بفرما بارگیر یا بفرماں دہ کہ گردوں شبنم و دہلو روم (مظفر)

اُجڑنے پر دُوسرا شہر اُسی کے متصل آباد ہُوا۔ مگر ان ناموں میں سب سے زیادہ قبولیت اور عام شہرت دہلی یا دِلّی نام ہی کو حاصل ہوئی جو آج تک زبان زدِ خاص وعام ہے۔ غرض دِلّی کے کوچہ و بازار کی بنیاد تاریخی زمانہ کی آب وگِل سے پڑی ہے اُس کے مُنہدم عمارات، شکستہ مقابر، بلند مینار، عالیشان گنبد اپنے اولوالعزم بانیوں صاحبِ عظمت وجبروت شہنشاہوں کے نشاط انگیز اور عبرت خیز افسانوں کو آج تک یاد دلا رہے ہیں۔

آخری دہلی شاہجہان آباد[1] کی بناء اور اُس کی آبادی کا فخر مغلیہ خاندان کے اقبالمند تاجدار شاہجہاںؒ[2] کو حاصل ہُوا۔ دہلی اُس وقت طرفہ شان وشوکت اور عجیب عظمت وحشمت کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی۔ کسی شاعر نے خوب نظم کیا ہے:

نہ گرماش گرم و نہ سرماش سرد　　ہمہ جائے شادی وآرام وخورد
نہ بینی دراں شہر بیمار کس　　یکے بوستاں از بہشت است وبس

---

[1] میر یحییٰ کاشی نے بہترین تاریخ "شد شاہ جہاں آباد از شاہجہاں آباد" کہی اور پانچہزار روپیہ صلہ سے سرفراز ہُوا ۱۲ مظفر

[2] شاہجہاں نے ۱۰۳۷ھ ہجری میں جلوس کیا۔ یہ بادشاہ نہایت فیاض اور خیر خواہ رعیت تھا۔ اس کی بنوائی ہوئی عمارات آج تک روئے زمین کی عمارتوں میں بےمثل سمجھی جاتی ہیں۔ اس کے عہد میں ملک اس درجہ سرسبز وشاداب ہوا کہ کسی عہد مغلیہ میں نہ ہُوا ہوگا گویا سلطنت مغلیہ کی عظمت وشان کا ستارہ اس کے عہد میں انتہائے عروج کو پہنچ گیا تھا۔ تختِ طاؤسی اسی شہریار کی نادر یادگار تھا۔ ۱۰۶۸ھ میں اس تاجدار کی سلطنت کا خاتمہ اُسی کے پُرہنر بیٹے شاہ عالمگیر کے ہاتھوں ہُوا۔ اور آٹھ برس تک قید کی مصیبتیں جھیلکر ۱۰۷۶ھ میں اس سرائے فانی سے عالمِ جاوِدانی کی طرف کوچ کیا ۱۲ مظفر

چہ ہندوستانِ طراوت سرشت   کہ از شرم او رنگ بارد بہشت
بلندی گرفتہ در و شانِ حسن   زہے مصر و خوبی و کنعان حسن

دُوسرا شاعر کہتا ہے

کسے از زندگانی شاد باشد   کہ در شاہجہاں آباد باشد

مگر ہمارا عہدِ موضوعِ دہلی بارہویں صدی ہجری میں ہے۔ جس کو عہدِ زوال کہنا بجا ہے۔

یہ وہ زمانہ ہے کہ سلطنت مغلیہ کا آفتاب اقبال نصف النہار سے گزر چکا ہے۔ اس کا جاہ و جلال اور آنکھ نہ ٹھیرنے والا پُر رعب چہرہ لحظہ بہ لحظہ زرد ہو رہا ہے۔ ادبار و انحطاط کے دل بادل گرد و پیش منڈلا رہے ہیں۔ خانہ جنگی اور طوائف الملوکی کی وبا ہر چہار جانب پھیلی ہوئی ہے۔ خودغرض ناعاقبت اندیش وزراء، اُمراء کی باہمی چشمک اور رشک و حسد نے رہی سہی شاہی عظمت و شوکت کو بھی مفلوج بنا دیا ہے۔ کہیں مرہٹے سرکشی و سرتابی اور لوٹ مار میں مصروف ہیں تو کسی طرف سکھوں نے شور و فساد مچا رکھا ہے اور اُس کی نیمروزہ آن پر ایمان لانے والے بھی زیرِ لب لا احب الآفلین کہہ رہے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ایسے طوفان خیز اور شورش انگیز زمانہ میں دہلی کس درجہ مرکزِ آلام و مصائب نہ بنی ہوئی ہوگی اور کیا کچھ اس کی معاشری و تمدنی

حالات میں انقلاب نہ ہوگیا ہوگا۔ باایں ہمہ اس مرقع دہلی کو پڑھئے اور موجودہ متمدن و روشن زمانہ کی دہلی کا اس وقت کے حالات و واقعات سے مقابلہ کیجئے انصاف شرط ہے ممکن نہیں کہ آپ بھی میرؔ کے ہمنوا نہ ہوں اور نہ کہیں۔

دلّی کے نہ تھے کوچے اوراق مصوّر تھے جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

یہ مُرقع اسی عہد گذشتہ کی یادگار ہے۔ مؤلف معاصر ہے۔ چشم دید حالات و واقعات کو بے کم و کاست حوالۂ قلم کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمعصرانہ قیمتی معلومات اور اس عہد کی طرزِ زندگی پر معنی آفریں روشنی پڑ رہی ہے۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ناظرین کرام سے مؤلف کا تعارف کرایا جائے کہ مرقع ہذا کی اہمیت پر کافی روشنی پڑ سکے۔

مؤلّف کا تعارف

نام وخطابات، تخلص اور اوصاف ذاتی۔	نواب ذوالقدر لقب، درگاہ قلیخاں نام، سالار جنگ مؤتمن الدولہ، مؤتمن الملک، خانِ دوراں خطاب المتخلص بہ درگاہ

لہ میر تقی نام میرؔ تخلص۔ ریختہ گوئی کے مسلم الثبوت استاد متوطن اکبرآباد۔ دہلی میں عرصہ تک سکونت پذیر رہے عہد آصف الدولہ میں لکھنؤ پہنچے وظیفہ سے سرفراز ہوئے انکے والد کا نام تذکرہ نویسوں نے میر عبداللہ لکھا ہے گر موصوف نے خودنوشت سوانح حیات "ذکر میر" میں میر علی متقی بیان کیا ہے ۱۲۲۵ھ میں انتقال کیا موصوف کی تصنیفات سے (۱) کلیات جو چھ دیوانوں اور قصائد و مثنویات پر مشتمل ہے (۲) تذکرہ ریختہ گویان موسوم بہ نکات الشعراء (۳) ذکر میر خودنوشت سوانح حیات یادگار ہیں ۱۲ مظفر

عالی خاندان، خوش خلق، سلیم الطبع، مدبر، شجاع، انصاف پسند، شگفتہ مزاج، سخندان، بدیہہ گو، انشا پرداز، غرض جملہ اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ سے متصف تھے[1]۔ جن کا ہم آئندہ خان دوراں یا نواب ذوالقدر کے لقب سے ذکر کرینگے۔

وطن و سلسلۂ نسب نواب[2] ذوالقدر کے آبا و اجداد کا وطن نواحی مشہد مقدس مملکت ایران تھا۔ اور سلسلۂ نسب حسب ذیل واسطوں درگاہ قلیخاں ابن خاندان قلیخاں بن نوروز قلیخاں بن درگاہ قلیخاں بن خاندان قلیخاں جو ترکان بور بور الوس خاناں[3] سیاہ خیمہ کے ایک بڑے سردار سے تھی منتہی ہوتا ہے۔

---

[1] لچھمی نرائن شفیق تذکرہ گل رعنا میں رقمطراز ہے:۔ "(درگاہ قلیخاں) امیرے بود عالیجاہ، دانش آگاہ متصف باوصاف حمیدہ و متخلق باخلاق پسندیدہ غنچہ تصویر را در محفل رنگینش ہوائے شگفتگی در سر و طوطی خوش سفیر را از بیان شیرینش منقار در شکر، بلبل ہزار داستان ستفید طلاقت زبانش و گل شگفتہ جبیں دریوزہ گر چہرۂ خندانش۔ چرب زبانی او دل سنگ را موم می ساخت و بہر دل نزدیکی او احبا و اعداء را در دام می انداخت ضمیر منیرش در بدیہہ رسانی بازار آئینہ می شکست ذات والا صفاتش در بزم افروزی بالا دست شمع می نشست صولتش دل شیر شرزہ را آب می نمود و شجاعتش گوئے سبقت از رستم دستاں می ربود۔ دیگر اوصاف پسندیدہ عدیل و نظیر نداشت" نیز عبدالوہاب دولت آبادی نے بھی اپنے تذکرۂ بے نظیر میں ذکر کیا ہے۔ (درگاہ قلیخاں) حسن خلق او بوئے عطر اعلیٰ بدماغہا میرساند و گرمجوشی او جام نشاء دو بالا در محفلہا میگرداند در نظم و نثر استعداد بلند دارد و از جلالان طبیعت شعر و انشاء را بسرعت تمام ابداع می نماید۔ منظفر

[2] ذوالقدر نام قبیلہ ترک اور ترکی زبان میں قادر انداز کو بھی کہتے ہیں منظفر [3] نواحی مشہد مقدس میں یہ قبیلہ بہادری و شجاعت سے مشہور تھا۔ منظفر

خانِ دوراں نواب ذوالقدر کے آباو اجداد

خاندان قلی خاں

خانِ دوراں نواب ذوالقدر کے جدِ اعلیٰ خاندان قلیخاں علی مردان خاں[۱] کے ہمراہ متعینہ قندھار[۲] تھے۔ شاہ صفی[۳] کی تلوّن مزاجی اور ناقدردانی کی وجہ سے علی مردان خاں نے جب ترک ملازمت کی قلعہ قندھار اولیائے دولت

---

[۱] علی مردان خاں کے والد گنج علیخاں زیک کرد۔ شاہ عباس صفوی اول (ماضی) کی ولیعہدی میں خدمت اتالیقی پر متعین اور بعد جلوس بصلۂ خدمات لائقہ مراتب علیائے خانی اور ارجمند بابا کے لقب سے سربلند ہوئے تیس سال تک مستقل کرمان پر حکومت کی بعد فتح قلعہ قندھار ۱۰۳۱ھ شاہ عباس نے اس قلعہ کی حکومت پر سرفراز کیا۔ گنجعلی نے ۱۰۳۴ھ میں جھروکے سے گر کر انتقال کیا علیمردان خاں نے لاش مشہد مقدس روضۂ منورہ رضویہ میں دفن کی۔ شاہ عباس نے خبر انتقال سنکر علی مردان خاں کو خطاب خانی حکومت قندھار سے سرفراز اور بابائے ثانی کے لقب سے مفتخر کیا۔ شاہ عباس کے انتقال اور شاہ صفی کی ناقدردانی کے باعث علی مردان خاں متوسل بہ دربار شاہجہانی اور حسن خدمات کے صلہ میں مراتب اعلیٰ منصب امیر الامرائی پر فائض ہوئے۔ لاہور میں ایک نہر اب تک موصوف کی یادگار موجود ہے ۱۰۶۷ھ میں بمقام ماچھیواڑہ انتقال کیا۔ لاہور میں دفن ہوئے۔ عالم آرائے عباسی مطبوعہ ایران صفحہ ۶۳۲۔ مآثر الامراء صفحہ ۲۹۵ مطبوعہ کلکتہ سوسائٹی (مظفر) [۲] خزانۂ عامرہ صفحہ ۲۲۱ (مظفر) [۳] شاہ عباس صفوی کا پوتا نہایت جابرانہ حکومت کی ۱۶۴۲ء میں بمقام کاشان انتقال کیا۔ قم میں دفن ہوا۔ تاریخ ایران صفحہ ۱۵۰ (مظفر)

شاہجہانی کے تفویض کرکے بمعیت خانذان قلی خان عازم ہند ہوئے اور لاہور پہنچے۔ خانذان قلی خاں روز شنبہ ۲ جمادی الثانی ۱۰۴۸ھ مع عرضداشت علی مردان خان اور بارہ نفر رومیوں (جن کو شاہ ایران نے بعد فتح ایروان قندھار روانہ کیا تھا) کے ہمراہ دربار شاہجہانی میں حاضر ہوئے۔ خود نے خلعت اور ہزار روپیہ نقد سے سرفرازی پائی۔ رومیوں کو بھی خلعت اور چار ہزار روپے خزانۂ شاہی سے مرحمت ہوئے۔ ۷ جمادی الثانی ۱۰۴۸ھ کو جب شاہجہاں نے اختیارپور میں منزل کی اور باغ انبالہ میں جشن منعقد کیا تو خانذان قلیخان ہی کے ذریعہ علی مردان خاں کو خلعت خاصہ[51] و پالکی عاج[52] بایراق طلا روانہ کی[53]۔ علی مردان خاں جب (روز دوشنبہ ۲۲ رجب ۱۰۴۸ھ صوبہ داری کشمیر پر سرفراز ہوئے تو خانذان قلیخاں بھی موصوف کے ہمراہ کشمیر میں تاحیات عزو وقار سے بسر کرتے رہے[54]۔

---

۵۱ خلعت خاصہ۔ اس لباس خاص سے مراد ہے جس کو بادشاہ کسی وقت زیب تن فرمائے۔ صاحب عمل صالح نے اس خلعت خاصہ میں پوشش سمور کا ذکر کیا ہے (مظفر)

۵۲ پالکی عاج (سکھپال) بایراق طلا وہ شاہی پالکی جو ہاتھی دانت اور بکار زر مرصع ہو۔ ایسی پالکی عموماً بغیر فرمانروا کے کوئی استعمال نہیں کرسکتا۔ اس قسم کی خلعت کی سرفرازی مخصوص امتیاز پیدا کردیتی تھی (مظفر)

۵۳ بادشاہ نامہ صفحہ ۱۱۴ مطبوعہ کلکتہ۔ عمل صالح صفحہ ۲۹۶۔

۵۴ گلِ رعنا صفحہ ۲۱۲ قلمی۔

درگاہ قلی خاں اوّل

خاندانِ قلیخاں کے بعد ان کے خلف الصدق درگاہ قلی خاں اوّل نے علی مردان خاں کی سفارش پر بارگاہ شاہجہانی سے ضلع ٹھٹہ میں جاگیر و منصب سے سرفرازی پائی۔ خود علی مردان خان نے بطور ضمیمہ اپنے سرکار کی میر سامانی[1] بھی خانِ موصوف کے سپرد کی۔ علی مردان خاں کے انتقال (سنہ ۱۰۶۷ھ) کے بعد شہزادہ اورنگ زیب[2] نے خانِ موصوف کو اپنے منصبداروں میں شریک کرکے افتخار بخشا۔ درگاہ قلی خاں شاہزادہ کے ہمراہ دکن آئے کچھ عرصہ قیام کے بعد ہندوستان کو مراجعت کی اور وہیں انتقال کیا۔[3]

ف۱ میر سامانی کی خدمت اس وقت گویا مرتبۂ وزارت کے مماثل سمجھی جاتی تھی۔ اسی لیے یہ عہدہ دیوان خانگی کہلاتا اور ہر قسم کا نظم و نسق میر سامان ہی کی رائے اجازت پر موقوف ہوتا تھا۔ (منظفر)

ف۲ عالمگیر۔ ممتاز محل کے بطن سے ۱۰۲۸ھ شب یکشنبہ ۱۱ ذی قعدہ کو پیدا ہوئے۔ باپ اور بھائیوں پر فتح پائی ۱۰۶۷ھ روز جمعہ غرہ ذیقعدہ کو جلوس کیا۔ دکن کی اسلامی سلطنتیں مفتوح ہوئیں۔ تمام عمر سپاہیانہ میدان داریوں میں گزاری۔ پچاس سال ستائیس یوم سلطنت کرکے نوّد (۹۰) سال سترہ (۱۷) یوم کی عمر میں ۲۸ ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۸ھ کو انتقال کیا۔ خلد آباد میں دفن ہوئے خلد مکان لقب پایا۔

ف۳ خزانۂ عامرہ ص ۲۲۲

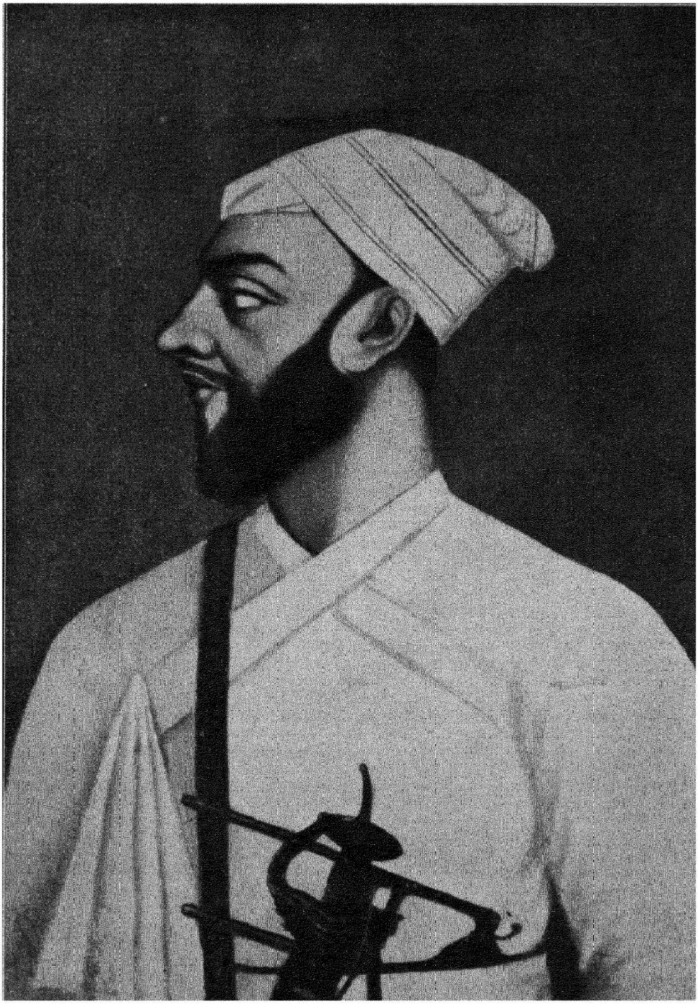

نواب نوروز قلی خاں جد نواب درگاہ قلی خاں سالار جنگ

نوروز قلی خاں

درگاہ قلی خاں کے بیٹے نوروز قلی خاں دار وار[1] کی قلعداری پر سرفراز کیے گئے۔ تاحیات اس خدمت پر ممتاز رہے اور یہیں انتقال ہوا۔ (ملاحظہ ہو عکس ۱ شبیہہ نوروز قلی خاں) یہ دو شعر[2] موصوف ہی کی طبعزاد ہیں ؎

نشاں نیافت کسے از غبار ما وہنوز　　غبار خاطر خلقیم وخاک بر سر ما

انچہ بر جستیم وکم دیدیم و در کار است ونیست

نیز ایں معنی بجز آدم کہ بسیار ست ونیست

خاندان قلی خاں

نوروز قلی خاں کے بیٹے خاندان قلی خاں ثانی منصب وجاگیر سے سرفراز ہو کر منصبداران متعینہ اورنگ آباد میں شریک ہوئے۔ شاہ عالم[3] خلد منزل نے

---

[1] دراصل دھار وار ہے۔ شاہجہانی جلوس کے تیسرے سال ۱۰۳۹ھ میں اعظم خاں، مرحمت خاں، راجہ جھجر سنگھ بندیلہ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ عمل صالح صفحہ ۴۰۹ ج ۱۔

[2] ماخوذ از بیاض خاندانی۔ قلمی

[3] ابو نصر قطب الدین محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ غازی۔ بعد وفات عالمگیر ۱۱۱۸ھ میں تخت نشین ہوئے۔ بدیع الزماں اجتبٰے خاں نے ظل اللہ دین پناہ سے تاریخ جلوس نکالی بھائیوں پر فتح پائی۔ مرہٹوں کی بغاوت اور سکھوں کی سرکشی کا

(باقی بر صفحہ ۱۰)

سنگمنیر[۱] کی وقائع نگاری اور وہاں کے محالات کی فوجداری پر سرفراز فرمایا نظام آباد[۲] بالائے گھاٹ فردا پور اجنٹہ کی تعمیر و آبادی حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ کے عہد میں خاندان قلی خاں ہی کے اہتمام سے سرانجام کو پہنچی۔ خانِ موصوف پہلے رکن ہیں جن کا مستقل تعلق دولت علیہ آصفیہ سے ہُوا۔ خانِ دوراں نواب ذوالقدر درگاہ قلی خاں مؤلف تذکرۂ ہذا آپ ہی کے خلف الصدق ہیں۔

(بقیہ حاشیہ ص۹) سدباب کیا۔ نہایت ذی علم اور عالم دوست تھے خصوصاً فقہ، حدیث اور علمِ کلام میں ممتاز زمانہ علماء سے اکثر مباحثہ و مناظرہ کی صحبتیں رہتی تھیں۔ حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیت اور خلافت بلا فصل کے قائل ہوئے۔ بعد تحقیق مذہب امامیہ اثنا عشری اختیار کیا ۱۱۲۴ھ کو انتقال ہوا۔ تاریخ بہادر شاہی قلمی ص۷۔ و سیر المتاخرین۔

[۱] سنگم نیر۔ سنگم بمعنی ملنا۔ نیر بمعنی آب۔ کوکن کی جانب شرق سے جو نہر آتی ہے وہ اس مقام پر آب گنگ سے مل جاتی ہے اسی لیے اس مقام کو سنگمنیر کہتے ہیں۔ غربی حد گھاٹ کوکن اور سرکار کلیان اس کے پایان میں ہے۔ شمالی حد کوہ سبھاچل جو کوکن سے ملا ہوا ہے۔ ماہور اور صوبہ برار بلکہ اس سے کچھ آگے تک پہنچتی ہے۔ قلعہ دھرپ وغیرہ اسی پہ واقع ہیں۔ جنوبی حد کندہ تا ملیبار پایاں میں ساحل دریا بالائی جانب ملک مرہٹہ و کنٹر اور قلعہ خیبر ہے اس سرکار میں نہایت مستحکم قلعے تھے۔ سوانح دکن قلمی ورق ۲۰۔

[۲] نظام آباد۔ یہ نام حضرت آصف جاہ طاب ثراہ نے ۱۱۴۲ھ میں جبکہ اس کی دوبارہ آبادی میں ترقی اور عمارات میں اضافہ کیا تھا۔ اور بطریق انعام التمغا خانِ دوران نواب ذوالقدر درگاہ قلیخاں کو عطا فرمایا ملاحظہ ہو نقل سند[۱]

(بقیہ بر ص۱۱)

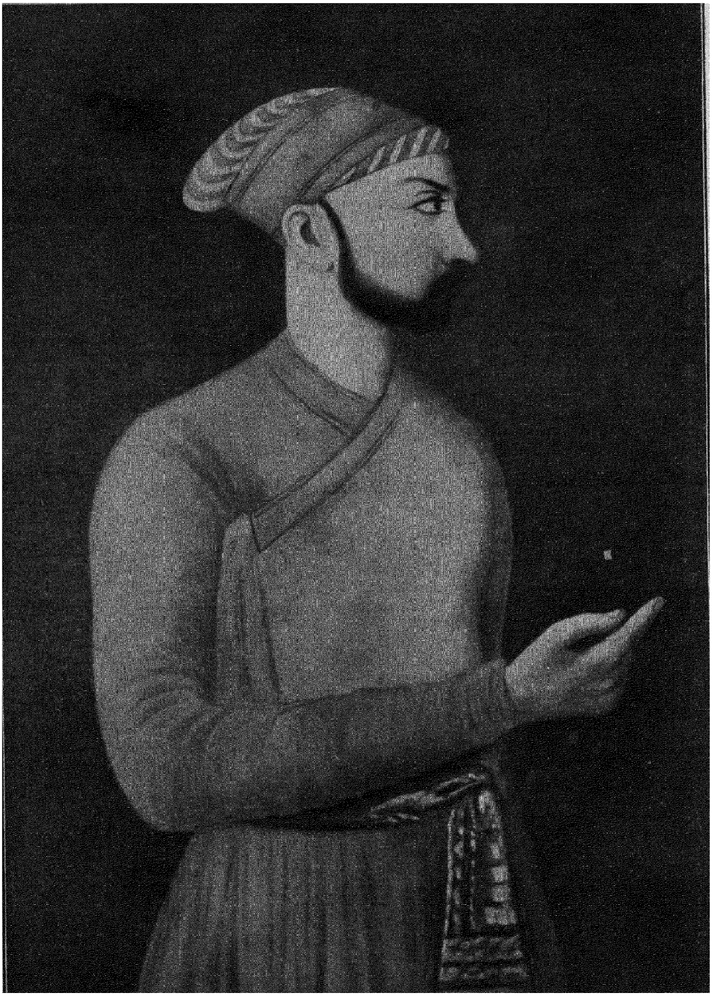

خاندوران نواب ذوالقدر درگاه قلی خان سالار جنگ
مؤتمن الدوله مؤتمن الملک

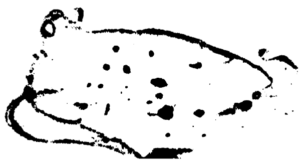

عہد حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ

خاندوران نواب ذوالقدر درگاہ قلیخاں سالار جنگ

تاریخ و مقام ولادت | خانِ دوراں نواب ذوالقدر ۲۹ رجب سنہ ۱۱۲۲ ہجری بمقام سنگمنیر پیدا ہوئے۔ سنہ ولادت کی تاریخ خود ہی نے نظم فرمائی ہے۔ ؎

شد سالِ ولادتش ز روئے الہام درگاہ قلی ز خاندانِ والا[1]

تعلیم و تربیت | فیاضِ قدرت کی طرف سے خان دوران نواب ذوالقدر کو ایک خاص جوہرِ قابلیت عطا ہوا تھا موصوف لڑکپن ہی سے نہایت ذہین اور ذکی الطبع واقع ہوئے تھے۔ ابتداً گو اپنے والد خاندان قلیخاں کے زیر پرورش رہے مگر موصوف کی حقیقی تعلیم و تربیت حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ کے زیر نگرانی رہی جس کے فیضان سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ) یہ سند بمہر خانِ دوراں نواب رکن الدولہ رکن الملک مدار المہام دکن ۱۷ رمضان سنہ ۱۱۸۰ھ ورثائے نواب ذوالقدر کو عطا ہوئی ہے اس سند میں اس وقت اس کا محاصل چار ہزار آٹھ سو چونسٹھ روپے ساڑھے آٹھ آنے دکھایا گیا ہے۔ مظفر

[1] اس تاریخ میں ایک عدد کی کمی یعنی سنہ ۱۱۲۱ھ برآمد ہوتے ہیں۔ مظفر

خان دوراں ہنوز سنِ رشد کو نہ پہنچے تھے کہ اکثر علوم وفنون متداولہ میں بہرہ یاب ہوکر ہمعصروں میں ممتاز ہوئے[1]

منصب و جاگیر — حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ نے حقوق دیرینہ اور خاندوراں کی ذاتی قابلیت پر نظر فرماکر چودھویں سال (۱۱۳۷ھ) آبائی منصب و جاگیر عطا فرمائی۔ مصاحبت میں رہنے کا شرف بخشا اور بیسویں سال ہمراہ رکاب رہنے کی عزت سے سرفراز کیا[2]۔

سفر دہلی — یہ وہ زمانہ ہے کہ خاندان تیموریہ کا آفتاب اقبال گھنا گیا ہے۔ ہند کے آخری شہنشاہ محمد شاہ[3] (رنگیلے) سریر آرائے سلطنت ہیں۔

---

[1] خزانۂ عامرہ ص۲۲۲ و گل رعنا قلمی ورق ص۲۰۶ [2] خزانۂ عامرہ ص۲۲۲ و گل رعنا قلمی ورق ص۲۰۶

[3] خاندان مغلیہ کے آخری شہنشاہ سمجھے جاتے ہیں۔ اٹھارہ سال کی عمر میں بامداد قطب الملک (سید عبداللہ خاں) و امیرالامراء (سید حسین علیخاں) بمقام آگرہ ۵ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ تخت نشین ہوئے بسنہ ۱۱۳۲ھ میں باتفاق بعض امراء ان دونوں اعیان سلطنت (قطب الملک امیرالامراء) کے خاتمہ کے بعد زمام سلطنت اپنے ہاتھ میں لی۔ نااہلی اور عہدوں کے بے موقع انتخاب سے ارکین سلطنت میں پھوٹ پڑ گئی اس اختلال سے مرہٹوں کی قوت حد سے سوا بڑھتی اور وقار شاہی گھٹتا گیا۔ اس پر بادشاہ و رعیت کی عیش پسندی نے سلطنت کو اور بھی کمزور بنا دیا۔ چنانچہ نادر شاہ کے حملہ کے وقت سلطنت گویا عضو مفلوج ہوگئی تھی۔ اس ہنگامہ کے بعد حالت اور بھی بد سے بدتر ہوگئی تمام صوبے علی الاعلان خودمختار ہوگئے غرض سلطنت کو اس نیمجاں حالت میں چھوڑ کر بادشاہ نے بعمر ۴۹ سال ۱۰ ربیع الآخر ۱۱۶۱ھ اس سرائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کیا غلام علی ارشد نے انی ذاهب الی ربی سیهدین سے تاریخ وفات نکالی ۱۲ مظفر

دربار گہوارۂ عیش و عشرت اور آماجگاہِ نشاط و طرب بنا ہوا ہے۔ بادشاہ امورِ مملکت سے بے بہرہ ہر وقت ہاتھ میں جام اور مشغول بہ دلارام ہیں زمامِ سلطنت بھی اُن ہی اعیان اور رؤساء کے ہاتھوں میں جنھوں نے عیاشی اور لہو و لعب کو اپنا شعار اور مقصدِ حیات بنا لیا ہے۔

حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ عرصہ سے کنارہ کشی اختیار فرما کر دکن میں مستقل فرمانروائی کر رہے ہیں۔ مرہٹوں کی سرکشی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ ہر طرف تاخت و تاراج میں مصروف ہیں۔[1] شیرازۂ سلطنت درہم برہم ہو رہا ہے۔

آخرِ کار محمد شاہ نے مرہٹوں کے مقابلے اور ان کی تادیب کے لیے حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ ہی کو منتخب فرما کر اوّلاً کمال دلجوئی اور اشفاق آمیز عنایت ناموں سے سرفراز کیا۔ پھر صوبۂ مالوہ و گجرات کو ضمیمہ دکن بنا کر مرہٹوں کا فتنہ فرو کرنے کے لیے دہلی طلب فرمایا۔

خدمت پہ سرفرازی

اس سے قبل ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت مغفرت مآب نے خانِ دَوراں کی حُسن لیاقت کے باعث جاگیر و منصب، شرف مصاحبت و ہمراہ رکاب رہنے کے اعزاز سے سرفراز فرمایا تھا۔

---

[1] بدائع وقائع ق۔ ورق ۱۵۰۔ (خودنوشت پنجسالہ سوانح حیات آنند رام مخلص) مظفر

مگر دہلی کی روانگی کے موقع پر خصوصیت سے عہدۂ داروغگی ہرکارہؒ سے سرفراز فرماکر خانِ دَوراں کو اپنی معیت میں رہنے کے شرف سے ممتاز کیا۔

لہ مآثر نظامی قلمی مؤلفہ منسارام ورق (۶۴) یہاں اس امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خدمت ہرکارہ کی اہمیت پر فی الجملہ روشنی ڈالی جائے جس سے اس کی داروغگی کی وقعت اور منزلت کا صحیح اندازہ کیا جا سکے۔ واضح ہو کہ موجودہ زمانہ کی طرح اُس وقت ہرکارہ کی خدمت اس قدر معمولی اور بے وقعت نہیں ہوتی تھی۔ واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت یہ خدمت ایک خاص رتبہ رکھتی اور ہر کس و ناکس کو نہیں دیجاتی تھی۔ ہرکاروں کے تقرر کے وقت ان کی راست بازی وفاداری اور مستعدی کا خصوصیت سے خیال رکھا جاتا تھا چونکہ درحقیقت دوسرے لفظوں میں ان کو سوانح نویسی کی سی مہتم بالشان خدمت انجام دینی ہوتی تھی۔ گویا یہ شاہی سوانح نویس سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ جگ جیون داس (ہرکارہ) اپنی تواریخ منتخب معروف بہ تاریخ بہادر شاہی میں رقمطراز ہے۔ کہ "مسودِ ایں سواد در سنہ یکہزار و یکصد و پنج ہجریہ مقدسہ در سلک بندگی بندہائے درگاہِ عالم پناہ انسلاک یافتہ بخدمت ہرکارگی کہ عبارت از سوانح نویس است سربلند گشت"۔ اب صحیح اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عہدۂ داروغگی ہرکارہ جس پر خاندوراں نواب ذوالقدر سرفراز کیے گئے تھے کس درجہ وقیع اور رفیع المنزلت خدمت تھی جس کو لکھمن لال نے اپنی تاریخ یادگار میں عہدۂ خدمتگاری سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ وہ نواب منیرالملک بہادر کے ترجمہ میں دولت علیہ آصفیہ سے اس خاندان کے توسل اور واقعہ نادری کے تحت حضرت آصفجاہ اور محمد شاہ و قمرالدینخاں کی نظر بندی کا حال اور اس وقت شیخ حیدر (شیر جنگ) یہ جن مناصب جلیلہ پر سرفراز رہے اس کو ناظرین آئندہ کسی نمبر میں ملاحظہ فرمائینگے)

(باقی برصفحہ ۱۵)

حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ آخر ماہ ربیع الاول ۱۱۵۱ھ دہلی پہنچے۔[1] ملازمت شاہی سے سرفراز ہوکر بعد اجازت مرہٹوں کی مہم پر روانہ ہوئے ہنوز مہم سر نہ ہوئی تھی کہ غلغلۂ نادری بلند ہوا۔ حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ نے مرہٹوں سے مصالحت کرکے دہلی کو مراجعت فرمائی۔

نادر گردی

نادری طوفان جبکہ باد و باراں کیطرح قندھار، کابل، لاہور کو تباہ و برباد کرتا ہوا دارالخلافہ دہلی سے سو میل کے فاصلہ پر آپہنچا۔ شاہی لشکر نے بھی کرنال پر مقام کیا۔ برہان الملک ۴ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ[2] کو داخل لشکر اور دربار شاہی میں باریاب ہوئے۔ اس عرصہ میں جاسوسوں سے نادری سپاہیوں کے ہاتھوں اپنے بہیر و بنگاہ پر تاخت و تاراجی کی خبر ملی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور خان دوراں نواب ذوالقدر کی رفاقت و جاں نثاری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ "دران قید ایں شیخ حیدر (شیر جنگ) و درگاہ قلی ہر دو خدمتگار در رفاقت بودند" اس فقرہ کو پڑھ کر بجز اس کے کہ ہم "بریں عقل و دانش باید گریست" کہیں اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ مظفر

[1] فضل علیخاں نے حضرت آصفجاہ طاب ثراہ کے ورود دہلی کے موقع پر تاریخ ذیل لکھکر پیش کی اور ہزار روپے نقد مع اسپ با ساز نقرہ صلہ سے سرفرازی پائی۔ م

صد شکر کہ ذات دیں پناہی آمد — رونق دہ ملک بادشاہی آمد
تاریخ رسید نش بگوشم ہاتف — گفتت آیت رحمت الٰہی آمد

[2] بقول گردھاری لال ۵ ماہ ذیقعدہ۔

بادشاہ سے سرسواری اجازت خواہ ہوئے۔ حضرت مغفرت مآب امیرالامراء
نے بمصلحت وقت منع فرمایا۔ مگر برہان الملک جوشِ شجاعت میں اسی دم
شاہی لشکر سے نکل کر سپاہِ نادری پر حملہ آور ہوئے اور لڑتے ہوئے اس کے ہراول
لشکر تک پہنچ کر گھر گئے۔ محمد شاہ نے یہ خبر سنکر امیرالامراء کو مدد کے لیے حکم فرمایا
امیرالامرا بھی برہان الملک کے شریک کارزار ہوئے۔ نہایت پامردی سے مقابلہ
کیا۔ آخر زخمی ہوکر شکست اٹھائی۔ برہان الملک اسیر ہوئے[1]۔ نادر شاہ نے
برہان الملک کی جاں بخشی۔ امیرالامراء نے واپس ہوکر زخموں کی شدت سے
دوسرے روز انتقال کیا۔ حضرت مغفرت مآب منصب امیرالامرائی بخشی الممالک
سے سرفراز[2] ہوئے۔ ۱۶ ر ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ کو حضرت مغفرت مآب نے بادشاہ
کی جانب سے اولاً پیام صلح دیکر لشکر خاں و نجم الدین خاں کو نادر شاہ کی خدمت
میں بھیجا۔ پھر خود مع عظیم اللہ خاں نادر شاہ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ شرائط
صلح طے ہونے کے بعد اسی روز حضرت مغفرت مآب نے شاہی لشکر میں
معاودت کی۔ دوسرے روز خود محمد شاہ بتقریب ملاقات مع مخصوص
اراکین سلطنت نادر شاہ کی فرودگاہ پر تشریف فرما ہوئے۔ نادر شاہ[3] نے شاہانہ مراسم مہماندا

---

[1] بدائع وقائع قلمی و تاریخ ظفر مشہ و تاریخ راحت افزا قلمی۔ تحفۃ الشعراء قلمی ۱۲

[2] " " " " " " "

[3] نادر قلی بن امام قلی قبیلۂ افشار سے تھا۔ ۱۱۰۰ھ میں پیدا ہوا۔ لڑکپن ہی سے جوہر شجاعت اور بہادری کے

ادا کیے بعد سہ پہر محمد شاہ نے اپنے قیام گاہ کو مراجعت فرمائی۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ برہان الملک کو منصب امیرالامرائی کی آرزو تھی اور ان ہی کی کوشش سے نادر شاہ مصالحت پر آمادہ ہوا تھا مگر جب برہان الملک کو منصب امیرالامرائی سے مایوسی ہوئی۔ انھوں نے نادر شاہ کو بہت کچھ مال و دولت کی طمع اور قلعہ معلیٰ چلنے کی ترغیب و تحریص کی۔ نادر شاہ نے دوبارہ بعض اُمور کے تصفیہ کے حیلہ سے (۲۴ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ کو) اولاً حضرت مغفرت مآب پھر (۲۶ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ کو) محمد شاہ اور فیروز جنگ کو بلا کر نظر بند کر لیا۔ غرض اس وقت حضرت مغفرت مآب کی رفاقت میں بجز خان دوراں نواب ذوالقدر اور نواب حیدر[۱] خاں شیر جنگ کوئی رفیق و جاں نثار موجود نہ تھا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے آثار عیاں تھے۔ سن رشد کو پہنچکر سلطنت ایران کو تباہی سے بچایا تمام مقبوضات افغانیوں روسیوں، رومیوں سے واپس لیے۔ سُلطان حسین صفوی اور شاہ عباس ثالث کو معزول کر کے (۱۱۴۸ھ) خود تخت و تاج کا مالک ہوا۔ قندھار فتح کیا پھر کابل پر قبضہ کیا ۱۱۵۱ھ میں ہندوستان پر تاخت کی فتحیاب ہوا۔ دریائے سندھ کی مغرب طرف کا تمام ملک قلمرو ایران میں شامل ہوا۔ ہندوستان سے واپسی کے بعد مشہد کو دارالسلطنت بنایا خوارزم، بخارا اور داغستان کو مغلوب کیا۔ اس کی خونریزی کے باعث رعیت ناراض تھی۔ آخر علی قلی خاں حاکم ہرات (جو نادر کا بھتیجا تھا) نے بعض امراء کے اتفاق سے ۱۱۶۰ھ ہجری میں قتل کر دیا۔ اس کے عہد میں حدود سلطنت ایران دریائے سندھ سے کوہ قاف تک وسیع ہو گئے تھے۔ (جہاں کشائے نادری)

[۱] اصلی نام شمس الدین محمد حیدر ہے۔ بن محمد تقی بن محمد باقر بن شیخ محمد علی ابن شیخ اویس۔ سلسلہ نسب بچند واسطہ

(باقی بر صفحہ ۱۸)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) حضرت خواجہ اویس قرنی تک منتہی ہوتا ہے۔ جد اعلیٰ شیخ اویس اولاً خدمت تولیت اوقاف مدینہ منورہ پر سرفراز تھے بالآخر مدینہ منورہ سے اپنے بیٹے (شیخ محمد علی) کے ہمراہ بحرین آئے وہاں سے عازم کوکن (کہ جنوبی دکن کنارے دریائے شور واقع ہے) ہوئے۔ کوکن سے عہد علی عادل شاہ میں بیجاپور پہنچے۔ علی عادل شاہ نہایت اعزاز واحترام سے پیش آیا اور اقامت بیجاپور پر مُصر ہوا۔ آپ نے منظور فرمایا۔ علی عادل شاہ نے آپ کے فرزند شیخ محمد علی کی قابلیت پر نظر فرما کر خدمت دبیری سے سرفراز کیا اور ملا احمد نوائتہ (جو فاضل یگانہ اور اس وقت مراحم شاہانہ سے مرتبۂ مدار المہامی پر سرفراز تھا) کی دختر سے عقد ازدواج قرار دیا۔ اس مخدرہ کے بطن سے شیخ محمد باقر و شیخ محمد علی عالم ظہور میں آئے۔ شیخ محمد باقر سن رشد کو پہنچکر خدمت میر سامانی اور شیخ محمد علی عہدۂ مستوفی الممالک پر سرفراز ہوئے۔ عہد سکندر عادل شاہ میں مصطفےٰ خاں وزیر کی ناموافقت سے عالمگیر کے پاس عرضداشت لکھی۔ عالمگیر نے فرمان طلبی صادر کیا بعد حصول ملازمت شاہی شیخ محمد باقر منصب دو ہزاری و پانصد سوار اور دیوانی شاہجہان آباد و کشمیر سے ممتاز اور شیخ حیدر منصب ہزار و پانصدی و سہ صد سوار و دیوانی فوج شاہزادہ اعظم شاہ سے مفتخر کیے گئے۔ شیخ محمد باقر نے بسبب ناموافقت آب و ہوا شہنشاہ عالمگیر سے بواسطہ اسد خاں تعیناتی دکن کی درخواست کی۔ عالمگیر نے از راہ عنایت دیوانی تلکوکن نظام شاہی پر سرفراز کر کے مرخص فرمایا۔ شیخ موصوف نے تاقیام بحال عز و وقار بسر کی۔ آخر عمر میں خدمت سے مستعفی اور جاگیر مشروطی سے دست بردار ہو کر اورنگ آباد میں سکونت اختیار کی۔ عالمگیر نے جاگیر ذات بحال اور تکلیف نوکری سے معاف فرمایا ۱۱۱۰ھ میں انتقال ہوا۔ علوم معقول و منقول میں فاضل جید اور عالم متبحر تھے۔ تلخیص المرام فی علم الکلام و روضۃ الانوار زبدۃ الافکار آپ کے مشہور تالیفات سے ہیں۔ موصوف کے فرزند شیخ محمد تقی عہد عالمگیر میں منصب سہ صدی اور عہد بہادر شاہ میں منصب پانصدی

(باقی بر صفحہ ۱۹)

اس واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے جبکہ نادرشاہ کے ورود دہلی کے بعد (دہلی کے بدمعاشوں کی ہرزہ سرائی کے باعث) قتل و غارت کا بازار گرم تھا اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) پنجاہ سوار و بعہد فرخ سیر میں داروغہ جزیہ خجستہ بنیاد سے سرفراز کیے گئے جب حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ فائز دکن ہوئے تو خانِ موصوف کو داروغگی احشام قلعہ جات دکن پر ممتاز کیا ۱۱۴۲ھ شیخ موصوف نے اس عالمِ فانی سے کوچ فرمایا۔ شمس الدین محمد جد آپ ہی کے خلف اصدق ہیں ۱۱۱۳ھ میں عالمِ وجود میں آئے عالی بخت (۱۱۱۳) تاریخ تولد ہے کمسنی میں منصب صدی عالمگیری سے مفتخر اور بعد سنِ رشد و تمیز حضرت مغفرت مآب کے زمرۂ متوسلین میں شامل ہو کر باضافہ صدی منصب دو صدی و داروغگی فیلخانہ سے سرفراز ہوئے بعد رحلت شیخ (محمد تقی) باضافہ سہ صدی منصب سہ صدی پر ممتاز اور بوقت روانگی حضرت مغفرت مآب بسوئے دہلی خدمت عرض بیگی سے سرفراز ہوئے اور ہنگامہ نادری کے بعد باضافہ دو صدی منصب پانصدی و خطاب حیدر یار خاں پر مفتخر کیے گئے۔ واقعہ نواب ناصر جنگ شہید کے بعد باضافہ صد منصب ششصدی اور بعد فتح ترچناپلی باضافہ دو صد بمنصب ہشتصدی و ہشتصد سوار پر ترقی فرمائی عہد مظفر جنگ میں منصب ہزار و پانصدی و پانصد سوار سے ممتاز ہوئے عہد امیر الممالک صلابت جنگ میں اولاً بمنصب پنجہزاری چہار ہزار سوار و پالکی جھالردار و علم و نقارہ و خطاب نیر الدولہ شیر جنگ ثانیاً باضافہ دو ہزاری منصب ہفت ہزاری و ہفت ہزار سوار و ماہی مراتب اور خطاب نیر الملک میر سامانی سے سرفراز کیے گئے پھر دیوانی سرکار ازاں بعد صوبجات دکن پر ممتاز ہوئے آخر بسبب ضعیفی گوشہ نشینی اختیار کی۔ مگر حضرت آصف جاہ ثانی نے باصرار تمام نظامت خجستہ بنیاد (اورنگ آباد) سے سرفراز فرمایا۔ پانچ سال تک نہایت عدل و داد و نیک نامی سے خدمت مفوضہ انجام دے کر ۱۱۸۹ھ بعمر ۷۶ سال اس سرائے فانی سے کوچ کیا۔ حدیقۃ العالم

حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ نادر شاہ کے پاس بغرض عفو تقصیر حاضر ہوئے ہیں۔ اس نازک موقع پر خان دوراں نواب ذوالقدر نے جو جاں بازی و سرفروشی کی ہے اس کے متعلق تمام تذکرہ نویس متفق اللفظ ہیں کہ وہ قوت بشری سے باہر تھی۔[1]

اعتماد | حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ خان دوراں نواب ذوالقدر کو لڑکپن ہی سے نہایت عزیز رکھتے اور موصوف کی قابلیت و شجاعت پر اعتماد و بھروسہ فرماتے تھے۔ مگر گذشتہ واقعات نے خانِ دوران کے اعتبار و اعتماد میں اور بھی اضافہ کر دیا تھا۔ چنانچہ حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ نے یہ دستور کر لیا تھا کہ بزم نادری میں خانِ دوران نواب ذوالقدر اور حیدر خاں شیر جنگ کو ضرور ہمراہ رکاب رکھا کرتے تھے۔[2]

تالیف تذکرہ | تذکرۂ ہذا خان دوراں نواب ذوالقدر نے اسی عہد میں تالیف کیا جو معاشری، تمدنی، تاریخی معلومات اور ادبی فوائد گوناگوں سے مالا مال ہے اس کے بغور مطالعہ کے بعد صرف دہلی کے واقعات اور معاصرین کے حالات

---

[1] غلام علی آزاد بلگرامی خزانۂ عامرہ میں رقمطراز ہیں۔ در ہنگام نادر شاہی (نواب درگاہ قلی خاں) ہمراہ رکاب بود جانفشانیہا فوق طاقت بشری تبقدیم رسانید ص۲۲۳ اسی طرح لچھمی نراین شفیق نے اپنے تذکرہ گل رعنا میں لکھا ہے۔ در ہنگام نادر شاہی (نواب درگاہ قلی خاں) ملازم رکاب بود جانفشانیہا خارج از مقدور بشری بعمل آورد قلمی ص۴۰ نیز عبدالوہاب دولت آبادی اپنے تذکرۂ بینظیر میں لکھتا ہے۔ در ہنگام نادر شاہی (نواب درگاہ قلیخاں) بہمراہ رکاب بود طرفہ جانفشانیہا خارج از مقدور بشری بعمل آورد ص۹۔ [2] حدیقۃ العالم ص۱۶۴ ج ۲۔

ہی پر عبور نہیں ہوتا بلکہ خانِ دَوراں کی انشا پردازی اور اوصاف ذاتی پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے۔ نیز ایسے واقعات کا بھی پتہ چلتا ہے جس سے اکثر تاریخی صفحات معرا نظر آتے ہیں۔ مثلاً بعد ہنگامۂ نادری محمد شاہ کا منہیات شرعیہ سے تائب ہونا اور اس ضمن میں ارباب رقص و سرود کو موقوف کرنا ایک ایسا انکشاف ہے کہ اس عہد کی کسی تاریخ میں نظر نہیں آتا ملاحظہ ہو۔ خان دَوراں ارباب طرب کے تحت کمال بانی کے حالات میں خامہ فرسا ہیں:

خاص تاریخی انکشاف

"دریں ولا کہ از سوانح نادرشاہی مزاج بادشاہ دیں پناہ از استماع ساز و نوا انحراف ورزیدہ و ارباب نغمہ را یکقلم موقوف گردیدہ"

شبابُ زندہ دلی

ورود دہلی کے وقت خانِ دوراں کی عمر ۲۹ سال تھی۔ گویا ریعان شباب تھا۔ سِن کا اقتضا ماحول کا اثر رندانہ محفلوں بے تکلف جلسوں کی شرکت اُس وقت گویا زندہ دلی اور مقصدِ حیات سمجھی جاتی تھی۔ اس کے زیر اثر خانِ دَوراں بھی درگاہوں میں جاتے حال قال کی مجالسوں راگ و رنگ کی محفلوں میں شریک ہوتے۔ تفریح گاہوں اور میلوں کی سیر سے محظوظ ہوا کرتے تھے۔ جیسا کہ تذکرۂ ہٰذا کے ملاحظہ سے ناظرین پر روشن ہوگا۔

ترتیب تذکرہ

اس تذکرہ کی ترتیب نہ ابواب و فصول پر کی گئی ہے نہ اِس پر

کوئی مقدمہ تحریر کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خانِ دوران نے یہ تذکرہ تالیف کی نظر سے مرتب نہیں کیا بلکہ بطور یادداشت صرف چشم دید حالات و واقعات کو نہایت سادگی سے قلمبند کیا ہے تاہم جو ترتیب اس تذکرہ کی واقع ہوئی ہے اس سے خانِ دَوراں کے ذوقِ سلیم اور بعض مخصوص صفات پر روشنی پڑتی ہے۔ نیز اس خصوصیت کے زیرِ اثر موصوف کے زورِ قلم اور قوتِ

انشاء پردازی | انشاء پردازی کا بھی کافی اندازہ کیا جا سکتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قلم برداشتہ تحریر میں وہ تمام خوبیاں جو مشرقی لٹریچر میں کلام کی عمدگی کا معیار سمجھی جاتی ہیں۔ مثلاً عبارت کی سادگی اور بے ساختگی حقائق نگاری کے ساتھ استعارات و تشبیہات کا برمحل استعمال، الفاظ کی شستگی ترکیبوں کی برجستگی، تلمیحات یا اشعار کا جا بجا چٹخارہ وغیرہ وغیرہ موجود ہوں تو موصوف کی خاص تحریر کس قدر بلند مرتبہ ہوگی۔ علاوہ ازیں ایک اور خصوصیت جو خانِ دَوراں کی طرزِ انشاء میں خاص طور پر نمایاں ہے وہ تحریر میں روانی اور قدرتِ بیانی ہے۔ کہ ہر ایک واقعہ کو اس پیرایہ میں جو اس کے مناسب حال ہو یعنی متانت کے موقع پر سنجیدگی، ظرافت کے محل پر ویسے ہی معنی خیز برجستہ فقرے اس خوبی سے بیان کرتے ہیں جو حقیقتاً تحریر کی جان ہوتے ہیں۔ ناظرین بجائے خود ملاحظہ فرمائیں اور محظوظ ہوں۔ یہاں ہم اب ترتیب تذکرہ کے ضمن میں خانِ دَوراں کے بعض مخصوص صفات پر روشنی ڈالینگے۔

حُسنِ عقیدت | ترتیب تذکرہ پر نظر کرنے سے خانِ دَوراں کے حسنِ عقیدت کا اظہار ہو رہا ہے۔ چنانچہ موصوف نے سب سے پہلے ذکر قدمِ شریف حضرت سرورِ کائناتؐ سے تذکرہ کا آغاز کیا ہے۔

قدمِ شریف حضرت سرورِ کائنات | یہ مقام دراصل فیروز شاہ کا باغ تھا۔ شاہزادہ فتح خاں کے انتقال ۷۰۹ھ کے بعد بادشاہ نے فرطِ محبت سے شاہزادہ کو یہیں دفن کیا۔ گرد مدرسہ و مکانات بنوائے مسجد تعمیر کی اور نقش پائے مبارک (جو خلیفہ بغداد نے تحفۃً بھیجا تھا) بطور تعویز قبر پر سنگِ مرمر کا حوضہ بنوا کر نصب کیا۔ چار دیواری کے متصل ایک کشادہ پختہ حوض بنوایا۔ مجاورین حوضہ کو پانی سے ہر وقت لبریز رکھتے اور تبرکاً تقسیم کیا کرتے ہیں۔ زمانۂ عرس (ربیع الاول) میں زائرین کا بہت ہجوم ہوتا ہے اور بڑی دھوم دھام رہتی ہے۔ خصوصاً ۱۲۔ ربیع الاول کو دُور و نزدیک سے غریب امیر زیارت کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ عہد مؤلف میں عموماً ہر جمعرات اور خصوصاً ماہ ربیع الاول میں زائرین کی بڑی کثرت رہا کرتی تھی۔ عمائدین شہر کے پاس سے بطریق نذر و نیاز کھانے پینے کا سامان اس قدر آتا تھا کہ تمام فقرا، و مساکین اسی سے سیر و سیراب ہو جایا کرتے تھے۔

قدمِ مبارک حضرت علیؓ | اس کے بعد قدمِ مبارک حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ کیا ہے۔

یہ مقام اب شاہِ مرداں اور علی جی کے نام سے مشہور ہے۔ نقش پائے قدس

سنگ مرمر کے حوض میں جمایا اور حوض کے نیچے سنگ مرمر کا فرش کرکے اطراف سنگ مرمر ہی کا محجر بنایا گیا ہے۔ حوض کے کنارہ پر یہ شعر کندہ ہے ؎

بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود
۱۳۰۱ھ

راسخ الاعتقاد حضرات نے گرد و اطراف میں بہت سی عمارتیں تعمیر کرکے سعادت دارین حاصل کی ہے۔ اکثر عمارات پر تاریخی کتابے نصب ہیں ہزاروں زائرین حاضر ہوتے اور مقاصد دلی میں کامیاب ہوتے جاتے ہیں۔ ہر مہینے کی بیسویں اور غرۂ محرم سے ۱۲ تاریخ تک خاص مجمع رہتا ہے۔ عہد مؤلف میں عموماً بروز شنبہ زائرین اور حاجتمندوں کا بڑا ہجوم ہوتا اور ۱۲ محرم کو (بروز زیارت حضرت خامس آل عبا) خصوصیت سے اہل عزا برسم پرسہ داری گریاں و نالاں حاضر ہو کر مراسم تعزیت بجالاتے تھے۔ اس روز کوئی متنفس ایسا نہ ہوتا تھا کہ زیارت سے محروم رہے۔

مزارات اور درگاہ اولیا | زاں بعد مزارات اور درگاہوں کا ذکر مثلاً درگاہ قطب الاقطاب (خواجہ بختیار کاکی) قاضی حمید الدین ناگوری، سلطان شمس الدین غازی۔ نظام الدین اولیا۔ امیر خسرو، خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی۔ شاہ ترکمان بیابانی، باقی باللہ شاہ بایزید اللہ شاہ عزیز اللہ، مرزا بیدل۔ عرس خلد منزل و مہبر مشرف کے اعراس اور خوارق عادات کا ذکر نہایت خوش اسلوبی سے کیا ہے۔

پاک مشربی | متذکرہ بالا اعراس کے تذکرہ میں ذکر عرس خلد منزل پڑھنے سے خان دَوراں کی پاک مشربی پر ایک خاص روشنی پڑ رہی ہے اور ظاہر ہو رہا ہے کہ (باوجود رندانہ محفلوں اور بے تکلف جلسوں کی شرکت کے) خانِ دَوران کا دامن نجاست کے بدنما دھبوں سے پاک ہے۔

عرس خلد منزل | یہ عرس ۲۳، محرم کو حسب الحکم مہرپرور باہتمام حیات خاں ناظر منعقد ہوتا۔ ایک مہینہ قبل سے تیاری کی جاتی اور انواع و اقسام کے اسباب وآرائش سے زینت دیجاتی دلچسپی بڑھانے کے لیے ہر قسم کی ممکنہ صورتیں اختیار کی جاتی تھیں عرس کیا تھا۔ سچ پوچھئے تو ایک خاص بزم رندانہ یا ہر قسم کے فسق و فجور کی آماجگاہ تھی۔ اس کی حقیقی اور پر لطف تصویر خان دَوراں کے قلم مانی رقم سے کھچی ہے۔ ہم صرف اس ذکر میں جو آخری فقرہ موصوف کے زبانِ قلم سے بے اختیار نکل گیا ہے۔ جس سے خانِ دَوراں کی پاک مشربی کا اظہار ہو رہا ہے نقل کرتے ہیں۔ وہو ہذا۔

چنیں ہنگامہ چشم بستن عین مصلحت و بصر نکشودن محض بصیرت

اعراس کے تذکرہ کے بعد چوک سعد اللہ خاں اور چاندنی چوک کے مرقع دکھائے ہیں۔

چاندنی چوک کا ایک واقعہ جس سے اس عہد کی خوشحالی اور دولتمندی پر روشنی پڑ رہی ہے قابلِ ملاحظہ ہے۔

بارہویں صدی کی خوشحالی اور دولتمندی | واقعہ یہ ہے کہ ایک رئیس زادہ چاندنی چوک کی سیر کا مشتاق ہوتا ہے۔ بیوہ ماں تہیدستی کے عذر کے بعد اس کے متروکہ پدری سے ایک لاکھ روپیہ دیتی اور کہتی ہے کہ چوک کے نفائس اور نوادر گو اس قلیل رقم سے نہیں خرید کیے جا سکتے ہیں مگر اب اسی قلیل رقم کو اپنے ضروری مصارف کے لیے لیجاؤ۔ اسی طرح ایک اور واقعہ جو اس عہد کی خوش حالی پر روشنی ڈال رہا ہے قابلِ ملاحظہ ہے۔ ضمناً خانِ دوراں کی راست گوئی پر بھی شعاع پڑ رہی ہے۔

خوشحالی کا دوسرا واقعہ | واقعہ یہ ہے کہ بہنیائے فیل سوار اس عہد کی مشہور طوائفین میں ایک ممتاز طوائف تھی۔ وزیرالممالک اعتماد الدولہ کو اس سے خاص تعلق تھا چنانچہ نواب موصوف نے ایک مرتبہ صرف اسباب تجرع (جام و صراحی) مرصع برسم تحفہ جو اُسے دیا تھا وہ ستر ہزار روپیہ قیمت کا تھا[1]

چاندنی چوک کے ذکر کے بعد معاصر مشائخین عظام و فقراء کا تذکرہ کیا ہے، ان بزرگوں کے حالات پڑھنے کے بعد خانِ دوراں کے ادب و تہذیب

ادب و تہذیب | اور اس عہد کے حسنِ اخلاق پابندی وضع حسن معاشرت کا

---

[1] موجودہ زمانہ کی ترقی یافتہ دہلی کی دولتمندی اور اس اجڑی ہوئی دہلی کی خوشحالی کا توازن فرمائیے اور دیکھیے۔

نفاوتِ رہ از کجاست تا بکجاست

کی کس حد تک مصداق ہے۔ مظفر

مرقع پیشِ نظر ہو جاتا ہے۔

شاہ سعداللہ | چنانچہ شاہ سعد اللہ (جو ایک نہایت مردِ بزرگ اور اس وقت کے ممتاز مشائخین میں شمار ہوتے تھے) کے متعلق لکھتے ہیں:—

علو جلالت و سمو مناقب ایشاں از اندازۂ تحریر و ترقیم بیرون است و شرح کمالات و بیان نزہت طلبان از احاطۂ گزارش بیروں۔

شاہ غلام محمد داول پورہ | اسی طرح شاہ غلام محمد داول[1] پورہ کی علو منزلت اور شکوہ وحشمت کے متعلق رقمطراز ہیں۔

---

[1] داول تخلص کی ایک مثنوی موسوم بہ ناصری نامہ راقم کی نظر سے گذری جو تین سو چھپن اشعار پر مشتمل ہے اور ایک شب میں تصنیف ہوئی ہے۔ اس تخلص سے اس وقت تک جو مصنف کے حالات کا پتہ چلا ہے۔ اس بناء پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ مثنوی شیخ عبداللطیف المخاطب بہ دوا الملک معروف بہ شاہ داول کی تصنیف ہے شاہ صاحب موصوف اولاً سلطان محمود بیکرہ کے روسائے عظام سے تھے۔ مگر مصداق الفقر فخری ترک لباس دنیوی کے بعد مسند فقر پر رونق افروز ہوئے۔ اس مثنوی میں زن و شوہر کے تعلقات اور حقوق شوہر کو مختلف عنوان اور دلچسپ پیرایہ سے سمجھایا ہے۔ آغاز کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

ناریاں سنو پیو کی بیاں (عورت، خاوند)	پیو باج کوئی پیارا نہیں (بغیر)	بن پیر کہے نا ہوے عیاں (بعید)	پیو باج کوئی پیارا نہیں
جس کو عقل ہور گیان ہیں (ہوش)	پیو سوں وہی احسان ہیں	پیو جیو کا سلطان ہے (دل)	پیو باج کوئی پیارا نہیں
دنیا فنا ہوشیار ہو	پیو تھی نکو بیزار ہو	جیو سوں سچی اختیار ہو	پیو باج کوئی پیارا نہیں
جن میں جنم کا ہے بنا	تل تل گھڑی اس کو منا	ناچیز ہے دنیا فنا	پیو باج کوئی پیارا نہیں

دور باشش شکوہ فقرا ایشاں صولت اغنیا ر برعشہ می آرد وکلمات عظمت سیماش دولتمنداں را درلرزہ می افگند۔

شاہ صاحب موصوف ہی کے حالات میں اس عہد کی پابندی وضع ملاحظہ فرمائیے کہ بادشاہِ وقت (محمد شاہ) اور رؤسا وعمائدین شہر کی جانب سے شاہ صاحب موصوف سے یومیہ قبول کرنے کا اسرار بحدِ مبالغہ پہنچا ہے مگر خود داری یہ ہے کہ

"ثبات قدمش باوجود کثرت توابع کہ در دائرۂ توکل مستقیم واستقلال وضعش درناز ونعیم۔

ان ہی کے اوصاف میں لکھا :-

باوضع وشریف وبا اغنیا وغربا یکساں سلوک است از بزرگان زمانہ اند و درفتوحات وجوانمردی یگانہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) خاتمہ پر لکھتے ہیں۔

دیکھیا دنیا کی دھات میں کیتا فکر ایک رات میں بولیا زناں کی بات میں بیو باج کوئی پیارا نہیں

مقطع ملاحظہ ہو۔

زن تی ہوا جیکوئی دکھیا دکھ نارتی سینا پکیا دو مین یوں داؤل لکھیا بیو باج کوئی پیارا نہیں

اس مثنوی سے لسانیات خصوصاً گجراتی زبان پر بہت کچھ روشنی پڑسکتی ہے مگر یہاں ہمیں صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ شاہ غلام محمد داؤل پورہ جیسا کہ اُن کے لقب سے ظاہر ہوتا ہے اسی سلسلہ کی ایک فرد ہیں۔ یہ وہ بزرگ تھے کہ حضرت مغفرت مآب انکی محفلِ سماع میں خود حاضر ہوا کرتے تھے صاحب مآثر نظامی نے ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے جس سے موصوف کی علو منزلت اور حضرت مغفرت مآب کی روشن خیالی و اعلےٰ دماغی پر روشنی پڑتی ہے۔ منظفر

پھر شاہ محمد امیر، و شاہ پانصدمنی، درویش صلوٰۃ خوانی، و سید محمد مجنون نانک شاہی
شاہ کمال، شاہ رحمت اللہ وغیرہ کا بلحاظ حفظ مراتب ذکر کرتے ہوئے ہم بزم احباب
روساء وہم بزم احباب | در روسا کا تذکرہ کیا ہے ان حالات کے تحت خاندوران
کی نڈر دلی و راست گوئی کی بہت سی مثالیں پیش کیجا سکتی ہیں۔

اعظم خاں | از انجملہ اعظم خاں ولد فدوی خاں برادر زادہ خانجہاں عالمگیری
کی رنگیں مزاجی، بزم آرائی، فیاضی، فراخ حوصلگی، فن موسیقی سے دلچسپی وغیرہ وغیرہ کا
راست گوئی | تذکرہ کرتے ہوئے موصوف کی امرد پرستی و شاہد بازی کے متعلق
صاف طور پر لکھتے ہیں۔

طبیعتش امارد پسند است و مزاجش بمحبت سادہ رویاں دربند۔

پھر اس گروہ کی ناز برداری خاطر و تواضع کے ذکر میں لکھا ہے۔

"غرض ہر جا سبزہ رنگے بنظر می آید منسوب بہ اعظم خاں است و ہر کجا نوخطے
جلوہ می کند از وابستہائے آن عظیم الشان"۔

مرزا منو | اسی طرح مرزا منو (جو اس عہد کے روسا زادوں میں تھے) کی امرد پرستی
کا نقشہ اور ان کی اس فن میں یگانگی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"خانہ اش بہشت شداد است و کاشانہ اش آشیانہ مجمع پریزاد ہر نوخطے
رنگیں کہ با ایں محفل ربطے ندارد فرد باطل است و ہر ملیحے کہ با ایں مجمع مربوط نیست
در حلیۂ اعتبار عاطل مجلسش دار العیار شاہداں است و بزمش محک امتحان

گلرخاں ۔ نقد قراضۂ حسن تا بدار الضرب بزمش رجوع نکند کامل عیار نیست چہ شد مثل طلائے دست افشار است وسیم جمال تا در کوزۂ مجمعش گداز نیابد چاندی نیست چہ شد کہ زر نقرۂ خالص است۔

لطیف خاں | زاں بعد لطیف خاں (جو اس عہد کے امراء میں تھے اور فنِ موسیقی میں یکتائے روزگار سمجھے جاتے تھے) کی لطیفہ گوئی' بذلہ سنجی' بزم افروزی' عیش پسندی کا ذکر کیا ہے۔ یہ ذکر کرتے ہوئے ان کی وضعداری پر بھی روشنی ڈالی

اس عہد کی وضع داری | ہے جس سے اس عہد کی وضع داری کا ایک خاص نمونہ پیشِ نظر ہو جاتا ہے وہ یہ کہ موصوف کی دولت و بضاعت جب صرفِ پا انداز شاہی ہو چکی اور حشمت و اقبال نے جواب دیدیا باوجود اسکے موصوف نے اس وقت بھی (گو سابق کے مثل ہجوم نہ ہوتا تھا مگر) مخصوص احباب سے محفلِ عیش و عشرت کو اسی طرح منعقد رکھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں :۔

"الحال کہ بضاعتہا صرف پا انداز شاہی گردیدہ اینہمہ ہجوم نیست لیکن مردم مخصوص جمع می شدند و یکپاس شب ہمیشہ بہ تعیش می گزرانید۔"

اِس کے بعد کیفیت بسنت اور مقاماتِ متبرکہ کا ذکر کرتے ہوئے یازدہم میرنؔ[1] کا ذکر کیا ہے۔ اِس ذکر میں خصوصیت سے خانِ دوراں کے

[1] میرن تخلص صادق علیخاں نام پسر میر جعفر علی خاں ناظم بنگالہ۔ شاہزادہ علی گوہر جب اپنے والد احمد شاہ سے ناراض ہو کر بغرض تسخیر بنگالہ پہنچے تو یہی میرن مع فوج شاہزادہ کے مقابلہ میں فوکش تھا۔

باقی صفحہ آئندہ

قلم کی بیباکی وراست گوئی کا اظہار ہو رہا ہے ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) یکایک ایک شب بجلی گری اور میرن کی خرمنِ ہستی کو مع دو خدمتگاروں کے فنا کردیا۔ تحفۂ احباب مؤلفہ عبدالکریم صفحہ موصوف کا نمونہ کلام اُردو (جو ایک قدیم بیاض میں حقیر کے کتابخانہ میں موجود ہے) نمونتہً ہدیۂ ناظرین ہے۔

ہے نورِ خدا محرمِ اسرار پہ صلوات من بعد وصیِ حیدرِ کرار پہ صلوات
سب لوح و قلم عرش و کرسی ہوا مداح سب اولیوں کے قافلہ سالار پہ صلوات
سلطان شجاع میر عرب شاہِ دلاور امت کی شفاعت کے کرنہار پہ صلوات
یا حیدرِ صفدر میری مشکل کرو آساں ہے شاہِ دو عالم کے مددگار پہ صلوات
تم مہر نبوت کے جھترا ز دل و جاں ہو تجھ شیرِ خدا دلدل اسوار پہ صلوات
کر میری مدد واسطے خاتونِ قیامت ہے تجھ سے ہر ایک دفتر و دربار پہ صلوات
تم باپ ہو شبیر و شبر یا شہ عالی تجھ دست بدیں قاتلِ کفار پہ صلوات
سُن میری عرض عابد و باقر کے تصدق جعفر کے بہر گلشن گلزار پہ صلوات
تم وارثِ کونین ہو یا موسیٰ کاظم سُلطان رضا شاہِ خراساں پہ صلوات
از روئے تقی داد میری دے میرے مولا سردار نقی روشن انوار پہ صلوات
یا عسکری رکھ لاج میری ہر دو جہاں میں اور مہدی دیں ہادی سالار پہ صلوات

میرن کو شب و روز ہے صلوات کا کہنا
لازم ہے وہ معصوم دہ و چار پہ صلوات

مناجات سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف منہیات شرعیہ سے اس وقت تائب ہوگئے تھے۔ ؎ فقال

یازدہم میرن | یہ محفل نامبردہ کے مکان پر ہر مہینہ کی گیارہویں تاریخ منعقد ہوتی ہر قسم کے تکلفات اور اسباب آرائش سے زینت دی جاتی۔ مہمانوں کی خاطر و تواضع خاص طور سے خاطر خواہ کی جاتی۔ تمام شہر کی زہرہ جبین نامور طوائفیں اور امارد ہائے رنگیں کے ہجوم سے موصوف کا مکان گویا نمونۂ بہشت شداد بنا رہتا تھا۔ غرض اس محفل کا مرقع کھینچتے ہوئے اولاً میرن کی منکسر مزاجی، وسعت اخلاق کثرت تواضع، مہمان نوازی، سلیقہ بزم آرائی ارباب رقص و نشاط سے ربط و ضبط، حسینوں مہ جبینوں کی تسخیر اور اس خصوص میں موصوف کی رسوائی اور وزیر الممالک کے مزاج میں درخور اور رسوخ پانے کا اظہار کرتے ہوئے وزیر الممالک کی بادہ خواری و حسن پرستی کا صاف صاف الفاظ میں تذکرہ کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں :۔

نامبردہ ہر چند یکہ بوفور انکسار و وسعتِ اخلاق و کثرت تواضع و رعایت مہمانداریہا و ترتیب بزم آرائیہا محسودِ اقران خود است۔ لیکن بعلاقۂ داروغگی ارباب رقص و نشاط و تقریب مرجعیت اہل طرب فی الجملہ مطعون است چوں وزیر الممالک بتجرع میلے دارند و با اہلِ حسن و جمال و اصحاب غنج و دلال میلے از انجا کہ توجہ خاطر بتقدیم حسن خدمات معزز و محترم است و در تلاش مردم حسین طرفہ دستے دارد و ہر روز پیکرے تازہ بافسوں تسخیر می کند از دیگر مصاحبانش مکرم۔

پھر دوازدہم سرائے عرب کا تذکرہ کیا ہے ۔

سرائے عرب | یہ سرا ۹۶۸ھ اکبری میں تعمیر ہوئی۔ حمیدہ بانو بیگم عرف حاجی بیگم محل ہمایوں بادشاہ نے تین سو عرب سو سادات عظام سو مشائخین کبار اور سو عام عرب حرمین شریفین سے لا کر آباد کیے تھے۔ عہد محمد شاہ تک یہ مقام عربوں کی بود و باش ہی کے لیے مخصوص تھا۔ بارہویں ربیع الاول کو دوازدہم ہوتی تمام شب عربی قصائد (مدحیہ حضرت سرورِ کائنات) پڑھے جاتے مناقب و مولود خوانی نہایت خوش الحانی سے ہوتی تھی۔ شوقین مزاج بھی ملیحانِ عرب کی نظارہ بازی کے لیے شریکِ محفل ہوتے غرض خاصہ مجمع ہوتا۔ انواع و اقسام کے عربی کھانوں سے مہمانوں کی ضیافت کی جاتی قہوہ کا دَور چلتا ختم پر خرمائے تازہ و خستہ تقسیم کیا جاتا تھا۔ خانِ دَوران بھی ایک مرتبہ سید حشمت خاں کے ہمراہ شریکِ محفل ہوئے اور موصوف کی بھی قہوہ سے ضیافت کی گئی موصوف کی زبانی کیفیت قہوہ خوری ملاحظہ ہو۔

"پیالہ ہائے کلاں قہوہ خوری کہ گاہے شیرینی ہم داخل می کنند علی الاتصال بردم تکلیف می نمایند چوں تہوع آور است مہمان در ردّ و قبول سخت اذیت میکشند۔

اس کے بعد دوازدہم خان زماں کی زیب و زینت و آثارِ متبرکہ کی زیارت وغیرہ کے ذکر کے بعد۔ کسل پورہ کا تذکرہ کیا ہے۔

کسل پورہ | یہ مقام کسل سنگھ نے (جو محمد شاہی ہزاریوں اور دولت و ثروت

میں ممتاز تھا) نہایت خوش منظر دپر تکلف بنوایا۔ اور فواحشان روزگار وزنانہائے بازاری کو بسایا تھا۔ او باشوں شہوت پرستوں کا مسکن و مامن تھا۔ محتسب کی مجال نہ تھی کہ اس احاطہ میں قدم رکھ سکے یا کسی پر احتساب کرے ہرایک اپنے مشرب میں آزاد تھا ہر طرف نا و نوش کا ہنگامہ اور ہر وقت صدائے چنگ و رباب بلند رہتی تھی اس کے بعد ناگل کے میلہ کا ذکر کیا ہے۔

ناگل کا میلہ | ناگل نامی کوئی شخص صاحب کمال اس احاطہ میں دفن ہوئے تھے۔ یہ احاطہ خواجہ بسنت اسد خانی کی سرا سے متصل تھا۔ ہر مہینے کی ۲۷ ہر تاریخ دہلی کی شوقین مزاج تماشہ بیں عورتیں بن سنور کر زیارت کے بہانہ سے آتیں اور اصل مدعائے دلی سے کامیاب ہوتیں اس مقام کی برکت یا ان بزرگ کے تصرفات سے تھا کہ ہر وارد و صادر جو بھی یہاں پہنچ جاتا تھا وہ کوئی نہ کوئی جلیس و دمساز سے ہمکنار اور شراب وصل سے ضرور سرشار ہوتا تھا۔ بلاکشانِ محبت سویرے ہی سے منزلِ مقصود کا رُخ کرتے اور ہر شام واپس ہوتے تھے۔ اس کے بعد ریتی مہابت خاں کا ذکر ہے۔

ریتی مہابت خاں | یہ ایک وسیع میدان تھا جہاں بروز یکشنبہ بکثرت پہلوان اور تماشائی جمع ہوتے پہلوانوں میں زور آزمائی اور کشتی ہوتی ہر ایک اپنے جوہر کمال دکھا کر ناظرین کو خوش کرتا تھا اور بعد برخواست شیرینی تقسیم کیجاتی تھی۔

شعرائے معاصرین | ازاں بعد بعض شعرائے عصر مثلاً میرزا جانجاناں، معنی یاب خاں

شیخ علی حزیں۔ سراج الدین علی خاں آرزو۔ مرزا محمد افضل ثابت۔ ابراہیم علیخاں راقم میر شمس الدین مفتوں۔ عبدالخالق وارستہ۔ گرامی۔ مرزا ابوالحسن آگاہ۔ حلیما وغیرہ کے حسنِ بیان، حسنِ اخلاق، قادر الکلامی، نازک مزاجی۔ بزم آرائی کا تذکرہ کیا ہے۔ چونکہ خانِ دوراں خود بھی شاعر تھے اس لیے جستہ جستہ مقام پر روانی قلم میں شعرا کے مخصوصات کلام کا بھی ذکر آگیا ہے۔ مثلاً حلیما کے کلام کے متعلق لکھا ہے۔

"طورِ کلامش بطور اسحٰق اطعمہ"

اسی حلیما کی یادداشت کے متعلق لکھتے ہیں کہ پچاس ہزار متقدمین اور متاخرین کے ابیات اس کو یاد تھے۔ یا گرامی کشمیری کے حالات میں لکھا ہے کہ باوجود مولویت ذوقِ شاعری بھی تھا۔ اپنے کلام کی بیاض ہر وقت بغل میں لیے رہتے اپنا تمام کلام منتخب سمجھتے اور تازہ گوئی کے دعوے میں اس درجہ غلو کرتے کہ مشاعرہ کو مناظرہ کی حد پر پہنچا دیتے تھے۔ زاں بعد مشہور مرثیہ گو، مرثیہ خوانوں اور ہر ایک کی طرز خواندگی سوز و گداز، مضامین درد و الم میں ایک دوسرے پر تفوق۔ سامعین کا ان کی خواندگی کی مجلسوں میں ہجوم۔ ایک دوسرے پر سبقت اور مراسم تعزیت ادا کرنے کا ذکر کیا ہے۔ ان میں بعض ایسے بھی مرثیہ گو شعراء کا ذکر ہے جنھوں نے اس وقت ریختہ گوئی میں علم استادی بلند کیا تھا۔ مثلاً منقبت کہنے میں پسر لطفِ علی خاں کے متعلق لکھا ہے۔

ومنقبت در ریختہ بطمطراق و ساز و سامان مالاکلام میگوید۔

یا مسکین وحزیں و غمگیں تینوں بھائیوں کے حالات میں لکھا ہے کہ

ہر سہ برادراند و وے بزبان ریختہ مرثیہ گفتن مہارتے تمام دارند۔ درہمہ شہر کلام اینہا شہرت دارد و درواقع ہر سہ کہ بسیار خوب مرثیہ می گویند۔

یا محمد ندیم کے متعلق لکھا ہے۔

مضامینے در ریختہ می آرد کہ فارسیان مضمار فارسی زمیں گیر می شوند

پھر ارباب طرب کا ذکر ہے جس کے تحت بین نواز، قوال، طنبورچی، ربابی، سارنگی نواز، ڈھولک نواز، دمدمے نواز، سبوچے نواز، بھگت باز، شکم نواز، زنگولہ نواز، مورچنگ نواز، نقال۔ امرد، اور طوائفین کا ذکر کیا ہے۔ ان کے حالات پڑھنے سے گو اس عہد کی عشرت پسندیوں کا مرقع پیش نظر ہو جاتا ہے مگر قابل لحاظ یہ امر ہے کہ جو بھی جس فن کا ماہر ہے وہ اس فن میں کامل اور یگانہ روزگار ہے مثلاً ایک طوائف اد بیگم کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ جب محفل میں آتی پاجامہ نہیں پہنتی تھی۔ بجائے اس کے اسفل بدن کو اس خوبی سے رنگتی اور نقش و نگار سے آراستہ کرتی کہ گویا گلبدن یا کمخواب کا پاجامہ پہنے ہوئے ہے بڑی خوبی یہ تھی کہ سوائے آشنا کے کوئی اور پہچان بھی نہ سکتا تھا۔

اسی طرح ایک نقد نام معروف بہ شاہ درویش مادرزاد نابینا کی سبوچہ نوازی کا ذکر کیا ہے کہ یہ اس چابکدستی اور خوش اسلوبی سے سبوچہ بجاتا کہ ڈھولک نواز

استادوں اور پکھاوجی کی پیشانیوں سے عرق خجالت ٹپکتا تھا اس نے خود ایک ایسا بیمثل ساز اختراع کیا تھا کہ اس سے ڈھولک و پکھاوج اور تنبورہ تینوں صدائیں نکلتی تھیں اس ذیل میں ایک اور نابینا کی شکم نوازی کے متعلق لکھا ہے کہ اس کا پیٹ مانند سیاہ بختوں کے سیاہ ہوگیا تھا۔ اور یہ شخص موافق اصول و قانونِ ڈھولک و پکھاوج شکم اس خوبی سے بجاتا تھا کہ اکثر طوائفین اس کی شکم نوازی پر رقص کرتی تھیں۔

اسی طرح سلطانہ امرو کے ذکر میں لکھا ہے کہ سبزہ رنگ تھا بارہ سالہ عمر تھی مگر رقاصی میں طرفہ ادائیں اور بلا کی شوخیاں کرتا گانے سے ایک عالم کو مفتوں اور خلائق کو دیوانہ بناتا تھا اور اس عمر میں فن موسیقی میں اس درجہ کمال حاصل کیا تھا کہ اس سے زیادہ متصور نہیں ہوسکتا۔ بڑے بڑوں سے مقابلہ و دعوائے ہمسری رکھتا تھا خانِ دوراں نے ایک محفل کا جس میں سلطانہ امرو بھی موجود تھا ذکر کیا ہے اور دوبارہ اظہار آرزو کرتے ہوئے لکھا ہے۔

خار خار حسرت اعادہ صحبتش در دلہائے یاراں باقیست شوق تحریکے میخواہد

یاسین خاں ڈھولک نواز کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ ڈھولک نوازی میں یگانہ روزگار اور عجوبۂ عصر تھا۔ دہلی میں اس سے بہتر کوئی ڈھولک نواز پیدا نہ ہوا تھا۔ اس کی استادی کا یہ عالم تھا کہ چھ مہینے تک اگر محفل منعقد رہے تو وہ ہر شب

نئے طریقے سے ڈھولک بجا کر اہلِ بزم کو خوش کرتا رہے۔

موسیقی دانی | اگلے زمانے میں دستور تھا کہ شرفا، امرا اور شاہزادوں کو ہر قسم کے فنون لطیفہ کی کچھ نہ کچھ تعلیم ضرور دی جاتی تھی۔ از انجملہ فن موسیقی کی تعلیم بھی ہر وضیع و شریف کے لیے ضروری تھی۔ بزرگان دین خود اس فن میں کامل ہوتے اور اس فن کے کاملین کی قدر اور حوصلہ افزائی کیا کرتے تھے۔ متذکرۂ بالا اربابِ طرب کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خان دوراں کو بھی اس فن میں اس درجہ مہارت اور کمال حاصل تھا کہ موصوف نے اُن کے حالات میں اکثر و بیشتر ہر ایک کی خواندگی پر ایک تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ مثلاً رحیم سین و تان سین کی خوش گلوی بزم آرائی وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ در عالم کبت اعجوبہ روزگار اند و در عرصۂ دھرپد مبارز سپہ سالار۔

یا رحیم خاں جہانی کے متعلق لکھا ہے کہ خیال را بمزہ میخواند

یا شجاعت خاں کے متعلق لکھتے ہیں کہ درکبت دعویٰ دارد لیکن اثرے در دلہا نیست۔

یا نور بائی[1] کے تجمل سواری اور جاہ و حشم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"جنگلہ را کہ بالفعل رائج الوقت دہلی است خوب مشق کردہ"

---

[1] یہ وہی نور بائی ہے کہ نادر شاہ اس کی حاضر جوابی و لطیفہ گوئی بذلہ سنجی سے بہت خوش ہوا تھا اور یہ غزل جس کا مطلع ہے" دلبرِ ما بہ دگر بہ سرِ ناز آمدہ ؎ از دلِ ما چہ بجا ماند کہ باز آمدہ" سنکر چار ہزار روپیہ انعام سرفراز کر کے کہا تھا۔

دکن کو مراجعت

حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ نے بوقت روانگی دہلی اپنے فرزند نواب ناصر جنگ شہید کو دکن میں اپنا جانشین فرمایا تھا۔ بعض مفسدین نے موصوف کے دل میں خود مختاری کے خیالات پیدا کر دیے۔ مغفرت مآب طاب ثراہ کو جب اس انحراف کی متواتر خبریں پہنچیں آپ ۲۰ جمادی الاول ۱۱۵۴ھ کو حضور محمد شاہ سے مرخص ہوئے اور بمعیت خان دوراں نواب ذوالقدر درگاہ قلیچ خاں[1] دکن کو مراجعت فرمائی۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید حضرت مغفرت مآب سے برسر پیکار ہوئے شکست پائی اور صحیح و سلامت حضرت مغفرت مآب کی خدمت میں حاضر کیے گئے۔

غرض خان دوراں نواب ذوالقدر دکن پہنچکر حضرت آصفجاہ طاب ثراہ کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) "روئے ہند را سیاہ کن بیا کہ با یرانت بریم"

مگر ایک غزل جس کا مطلع تھا

من شمع جانگدازم تو صبح دلکشائی ۔۔۔ سوزم گرت بہ بینم میرم چو رخ نمائی

سنا کر بحیلۂ بیماری نجات حاصل کی تھی۔ مرآۃ آفتاب نما۔ قلمی ص ۷۶۹

[1] اسم سامی نواب میر قمر الدین خاں ۱۰۸۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ عہد عالمگیر میں منصب پنجہزاری اور خطاب چین قلیچ خاں و صوبہ داری بیجاپور سے سرفراز ہوئے۔ شاہ عالم بہادر شاہ نے خطاب خان دوراں و صوبہ داری اودھ سے سرفراز کیا اول سال جلوس فرخ سیر خطاب نظام الملک بہادر فتح جنگ و منصب ہفت ہزاری و نظامت صوبجات دکن سے مفتخر ہوئے۔ عہد رفیع الدرجات میں صوبہ داری مالوہ عطا ہوئی۔ پھر بعزم تسخیر دکن روانہ ہوئے۔ سنہ ۱۱۳۲ھ میں قلعۂ آسیر طالب خاں ست

(باقی بر صفحہ آئندہ)

حین حیات عنایات شاہانہ و مراحم خسروانہ سے سرفراز و شاد کام رہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹)

اور برہان پور محمد انور خاں سے صلحاً تسخیر کیا۔ انقراض تسلط سادات بارہ کی مہم بھی دراصل آپ ہی نے سر کی ۱۱۳۲ھ میں بارگاہ محمد شاہ میں حاضر ہو کر خلعت وزارت سے ممتاز ہوئے۔ چند در چند وجوہات کی بناء پر دار السلطنت (دہلی) سے تشریف فرمائے دکن ہوئے۔ مبارز خاں (ناظم دکن) سے شدید معرکہ کے بعد ۲۲ محرم ۱۱۳۷ ہجری کو فتح یاب ہو کر جملہ صوبجات دکن پر بلا شرکت غیرے فرمانفرما رہے۔ ۱۱۵۰ھ میں محمد شاہ نے خطاب آصفجاہ سے اور صوبۂ اکبر آباد و مالوہ کو ضمیمۂ دکن بنا کر سرفراز اور مرہٹوں کا فتنہ فرو کرنے کے لیے دہلی طلب کیا (یہی وہ سفر ہے کہ خاں دوراں نواب ذو القدر بھی ہمراہ رکاب تھے) آپ دہلی پہنچے ان ہی دنوں میں نادری طوفان اٹھا۔ اس ہنگامہ کے فرو ہونے کے بعد ۱۱۵۴ھ میں دکن کو مراجعت فرمائی۔ بعد مرحلہ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید ۱۱۵۶ھ میں ترچنا پلی قلعہ بالکنڈہ وغیرہ تسخیر کیا۔ ۴ جمادی الثانی ۱۱۶۱ھ نواح برہان پور میں انتقال فرمایا۔ نعش اورنگ آباد منتقل ہوئی اور خلد آباد میں پائین مزار شاہ برہان الدین دفن کیے گئے بعد رحلت مغفرت مآب سے ملقب ہوئے۔ خلد منزلت منوجہ بہشت رحلت کی تاریخیں ہیں۔ اس بیت سے بھی سنہ رحلت برآمد ہوتا ہے۔

رنگ طرب از رخ جہاں رفت　　　صد حیف کہ آصف زماں رفت

حضرت مغفرت مآب کو شعر و شاعری سے بھی خاص ذوق تھا۔ چنانچہ باوجود کثرت کار و انہماک نظم و نسق ملکت دو دیوان طبع موزوں کی یادگار ہیں۔ موصوف نے اولاً شاکر بعدہٗ آصف تخلص فرمایا۔ نمونہ کلام بلاغت نظام ہدیۂ ناظرین ہے۔ غزل بہ تخلص شاکر۔

عیش است دراں خانہ کہ بستر نتواں یافت　　　اسباب تردد ہمہ یکسر نتواں یافت

(باقی بر صفحہ آئندہ)

عہد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید

بعد رحلت مغفرت مآب ۱۱۶۱ھ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید جلوہ فرمائے تخت حکومت ہوئے۔ ادھر دہلی میں محمد شاہ نے بھی ۱۱۶۱ھ میں انتقال کیا اور احمد شاہ سریر آرائے حکومت ہوئے۔ نواب ناصر جنگ شہید کے نام فرمان صوبہ داری دکن مع لوازمات صادر ہوا۔ نواب صاحب موصوف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹)

ایں طائر فرصت کہ چوں برق است پر افشاں　　　در دام عمل گیر کہ دیگر نتواں یافت

از شہپر رسا جلوۂ آں حسن دل آزار　　　در خانۂ آئینہ مکرر نتواں یافت

ہوئے اگر از درد کشم روز قیامت　　　بر باد رود محشر و فتر نتواں یافت

شاکر ز حدیث نبوی می کشم ایں جام　　　جز مہر علی آب کوثر نتواں یافت

ولہ بہ تخلص آصف

بوسہ گاہے لب افلاک بود جائے علیؑ　　　اوج امید گرفتہ است چوں من پائے علیؑ

الفت اوست چو ارکان مسلمانی من　　　شدہ ام شیفتۂ و والہ و شیدائے علیؑ

می سزد قیمتش افزوں ز دو عالم آصف　　　بے بہا ہست ز بس گوہر یکتائے علیؑ

حضرت مغفرت مآب کے چھ فرزند (۱) میر محمد پناہ مخاطب بہ غازی الدینخاں فیروز جنگ (۲) میر احمد خاں مخاطب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید (۳) میر محمد خاں مخاطب امیر الامراء صلابت جنگ (۴) میر نظام علیخاں مخاطب آصفجاہ ثانی (۵) میر محمد شریف خاں مخاطب برہان الملک بسلالت جنگ (۶) میر مغل علیخاں مخاطب ناصر الملک۔ اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ گلزار آصفیہ ص ۵۶ و تزک آصفیہ ص ۴۵ مظفر

حسب دستور بغرض استقبال بہایت تزک احتشام سے فرماں واڑی (محمدی باغ) رونق افروز ہوئے۔ جشن منعقد ہوا اور ہاتھیوں کی بہادری کا تماشا شاہی توپ خانہ کے مقابلہ میں ہونے کا حکم ہُوا۔ وسیع میدان میں ایک جانب تین سو توپوں کی قطاریں جمائی گئیں۔ دوسری جانب ہاتھیوں کی صفیں کھڑی کی گئیں۔ تمام توپیں یکبارگی چھوٹیں توپوں کا سر ہونا تھا کہ بہت سے

انعقادِ جشن اور ہاتھیوں کی بہادری کا تماشہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰

لہ گل رعنا قلمی ورق ۲۰۶ و تذکرۂ بینظیر قلمی ورق ۵۰ و خسنزانۂ عامرہ۔ نشآت موسوی خاں کے اس رقعہ سے جو حضرت مغفرت مآب کی جانب سے لکھا گیا ہے اس میں خان دوران کو عوالی پناہ کے لقب سے یاد کیا ہے جس سے خان موصوف کی وقعت وعظمت کا اظہار ہو رہا ہے۔ عنایت نامہ خانِ موصوف کے خط کے جواب میں ہے۔ ملاحظہ ہو۔

بدرگاہ فضلی خاں۔ خط مرسلہ متضمن اظہار نگاہداشت جمعیت سوار و پیادہ و بید خل شدن معزول و روانہ شدن۔ آنعوالی پناہ بجانب سرا و رجوع آوردن وکلائے زمینداران و ساعی بودن در تحصیل پیشکشہا و فیصل شدن مقدمہ چندی از زمینداران و تلاش برآمد عمل معزول رسید وکیفیت مرقومہ شدہ وحقا بوضوح انجامید موجب استحسان گردید۔ تا حال یقین کہ سبزہ رسیدہ از انتظار مہام و انصرام کارہا فراغ کلی حاصل نمودہ و از وجہ پیشکش مبلغہائے خطیر معتد بہ وصول درآوردہ اند و کارہا بفضل الٰہی بر رونق مدعا صورت گرفتہ بہرحال از جملہ محلات جاگیر سرکار بجلدی تمام زر وافر بلاتوقف و تاخیر باید فرستادہ کہ برائے تنخواہ سپاہ و اخراجات لابدی ضرور است۔ نشآت موسوی خاں قلمی نسخہ محفوظہ کتب خانہ آصفیہ ذاتی مظفر

ہاتھی روگرداں ہوکر بھاگے۔ مگر بعض ہاتھی مقابلہ پر جمے رہے۔ خصوصاً خانِ دوراں

خانِ دوراں کے ہاتھی کی بہادری

نواب ذو القدر کا ہاتھی جو نہایت دلیر و بیباک تھا توپ خانہ پر مستانہ وار حملہ آور ہوتا رہا[1]۔ اس جشن کے بعد نواب ناصر جنگ شہید جلوہ فرمائے بلدہ خجستہ بنیاد (اورنگ آباد) ہوئے۔

خدمت کوتوالی پر سرفرازی

جلوس کے دوسرے سال ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۱۶۳ھ کو خانِ دوراں نواب ذو القدر نے بارگاہِ سلطانی سے خدمت کوتوالی[2] بلدہ خجستہ بنیاد

---

[1] از انجملہ یک فیل درگاہ قلی خاں نہایت دلیر و بیباک بود کہ چوں مستاں حملہا بروئے توپ می دوید۔ تاریخ ظفرہ ۔ تالیف گردھاری لال ۔ (مظفر)

[2] کوتوالی کا قیام حضرت عمرؓ کے اولیات سے ہے جو شرطہ (پولیس) سے موسوم تھا۔ قضاۃ، مفتی، فقہا کی زیرِ صدارت رہتا تھا۔ ان کے احکام کا نفاذ یا ثبوت جرم سے پہلے مجرم کی حراست و تادیب اور مجرم سے اثباتِ جرم میں مفتی کی امداد اس کا فرضِ منصبی تھا۔ افسر پولیس (کوتوال) مجاز تھا کہ زنا اور مسکرات پر حد شرعی قایم کرے۔ عہد خلفائے عباس، اندلس کے اموی فاتحین۔ مصر کے خلفائے فاطمئین نے جرائم کی سماعت، ان کا فیصلہ، حدود شرعی کا اجرا کوتوال کے فرائض قرار دیکر قضاۃ کے حدود اختیار سے نکال لیا۔ مگر یہ عظیم المنزلت خدمت ذی وجاہت سرداروں اور ذی مرتبت عمائدین کے لیے مخصوص تھی۔ والیانِ اندلس نے اس کی دو قسمیں کیں (۱) شرطہ صغریٰ جو عام رعایا اور معمولی لوگوں کے اعمال کی نگرانی اور اس طبقے کے مجرمین کی تادیب کیا کرتا تھا (۲) شرطہ کبریٰ اس کا مرتبہ وزارت کے بعد سمجھا جاتا تھا۔ سرداران قوم، متعربین سلاطین، شاہی خاندان کے افراد، عمائدین عظام اور رؤسائے شہر کے معاملات اور ان کے اعمال کی نگرانی اس کے

(باقی بر صفحہ آئندہ)

وفوجداری افواج بلدہ مع اضافہ یکصد سوار و محاصل پرگنہ دھاویرہ سے

(بقیہ صفحہ ۴۳)

ذمہ ہوتی تھی۔ سلاطین مغلیہ کے عہد میں بھی یہ نہایت مہتم بالشان عہدہ سمجھا جاتا تھا۔ خصوصاً ان شہروں کی کوتوالی جہاں شاہی محلات، رؤسائے عظام کی بود و باش اور مستقل صرافہ ہو یا جو شہر غنیم کی تاخت و تاراج کے جولانگاہ رہتے ہوں خاص رتبہ اور عزت رکھتی تھی۔ اسی لیے خانِ دوراں نواب ذوالقدر درگاہ قلی خاں سالار جنگ کو بلدہ خجستہ بنیاد جیسے معرکۃ الآراء شہر کی کوتوالی سے سرفراز کیا گیا جو سالہائے دراز سے مختلف شاہی خاندانوں کا پایۂ تخت ہوتا چلا آرہا تھا اور جس کی ثروت بھی ہمیشہ ہمسایہ فرمانرواؤں کو کھٹکتی رہی اور جس کی تباہی کے لیے برابر حملے ہوتے رہتے تھے۔ اس مقام پر اس عہد کے فرائض کوتوالی کا اظہار خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

آج تک دکن میں قدیم باوضع لوگوں کی زبانوں پر مثل مشہور ہے اول بادشاہ بعد وزیر پھر کوتوال باقی ہیچ حقیقت بھی یہی ہے کہ کوتوال کے اختیارات نہایت وسیع اور اس کے فرائض بھی نہایت دشوار ہوتے تھے۔ تمام شہر اور باشندگان شہر کی جان و مال کی حفاظت اس کا فرض اولین تھا۔ کوتوال کو حسب ذیل قواعد کی پابندی اور ان کا انصرام لازمی ہوتا تھا:۔ (۱) دورہ کرنے والے سپاہیوں کی مختلف مقامات پر چوکیاں قائم کرنا (۲) شب میں تمام شہر اور گلی کوچوں کی گشت لگا کر امن و امان برقرار رکھنا (۳) چوروں، اٹھائی گیروں، گرہ کٹ، بدمعاشوں اور ڈاکوؤں کی شب و روز نگہبانی اور ان کی دست برد سے رعایا کو محفوظ رکھنا (۴) منہیات شرعیہ علی الخصوص مسکرات پر نہایت ہوشیاری سے نگرانی رکھنا (۵) فاحشان بازاری کی نگرانی اور شرفا کی عورتوں کو اغوا کرکے بھگا لے جانے والوں علی الخصوص کٹنیوں سے محفوظ رکھنا (۶) بدمعاشوں مفسدوں اور لچوں سے غریب شرفا کی عزت آبرو کی صیانت (۷) لوہاروں کو بندوق سازی سے منع کرنا اور ان پر نگرانی رکھنا (۸) تھانہ جات موقع بموقع قائم کرنا جس سے شاہراہوں کی اس طرح حفاظت ہوسکے کہ مسافرین اور راہرو باطمینان آمد و رفت رکھ سکیں (۹) کہیں کسی کے یہاں چوری یا رہزنی نہ ہونے پائے (۱۰) اگر کسی کا مال چوری جائے تو مال برآمد کرکے مالک کو مال

(باقی برصفحہ آئندہ)

سرفرازی پائی۔ ملاحظہ ہو نقل سند کوتوالی ع۱ و نقل سند پرگنہ دھاویرہ ؎ ع۲ ۔

(بقیہ صفحہ ۴۳) ؎

اور اس بدمآل چور کو سزا دینا (۱۱) مال برآمد نہ ہونے کی صورت یا کسی اور فریضہ کی کوتاہی میں کوتوال جوابدہ سمجھا جاتا تھا۔ مظفر

؎ مخفی نہ رہے کہ اس عہد میں بہ اصطلاح موجودہ پولیس اور آمنا کی تنخواہیں خزانۂ شاہی سے نہیں دی جاتی تھیں۔ بلکہ ایسی خدمت کے ساتھ کوئی جاگیر تفویض ہوتی جس سے اخراجات کی کفالت و سربراہی ہو۔ یہ جاگیر بشرط خدمت ہوتی تھی۔ خان دوراں نواب ذوالقدر سے پیشتر ابتدائے عہد حضرت مغفرت مآب میں کوتوالی و فوجداری اطراف بلدہ پر سید نجم الدین خاں مامور تھے۔ ان کو علیحدہ کرتے ہوئے حضرت مغفرت مآب نے میر عبداللہ کا تقرر کیا۔ ان کی علیحدگی کے بعد میر مہدی اس خدمت سے سرفراز ہوئے۔ میر مہدی کی علیحدگی کے بعد حضرت مغفرت مآب نے خان دوراں نواب ذوالقدر کا تقرر فرمایا تھا۔ لیکن بعض امور کے عدم تکملہ کی وجہ سے احکام حاصل نہیں ہوئے تھے۔ اس کے بعد ۲۷ ربیع الثانی کو بجائے خان دوراں نواب ذوالقدر کے امان اللہ بیگ المخاطب بہ حفاظت بیگ خاں کو سرفرازی ہوئی۔ اس کے بعد ۱۱ جمادی الاول ۱۱۶۳ھ کو احکام مشروط مع اضافہ سو سوار نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید نے خان دوراں نواب ذوالقدر کو خدمت کوتوالی و فوجداری اطراف بلدہ سے سرفراز کیا۔ اس کی نسبت جو سند دفتر شاہی سے حاصل ہوئی ہے اس کی نقل ع۲ منسلک ہے۔ یہ حکمنامہ شاہنواز خاں مدار المہام وقت کی مہر سے مراتب کارروائی دفتری طے ہونے کے بعد ۲۹ رجب ۱۱۶۳ھ کو حاصل ہوا۔ اس خدمت کے ساتھ کوتوالی کی حفاظت کے لیے جو فوج مقرر تھی مزید ایک سو سوار کے ساتھ مع جاگیر مدد (جس کا محاصل اس وقت سات ہزار دس روپیہ ساڑھے تین آنہ تھا) خان دوراں کو عنایت ہوئی (مظفر)

؎ سوانح دکن میں منعم خاں نے اس پرگنہ کے تحت ۵۴ موضع اور اس کی آمدنی پینسٹھ (۶۵) ہزار دو سو تیس روپیہ پانچ آنہ بیان کی ہے۔ حالانکہ سند میں سات ہزار دس روپیہ ساڑھے تین آنے مسطور ہے۔ مظفر

عہد نواب امیر الممالک صلابت جنگ

نواب امیر الممالک صلابت جنگ کو بعد شہادت ناصر جنگ

۱ میر احمد خاں نام نظام الدولہ ناصر جنگ خطاب بعد رحلت حضرت آصف جاہ طاب ثراہ ۲ جمادی الثانی ۱۱۶۱ھ قریب موہن نالہ ساحل تاپتی واقع برہانپور مسند نشین ہوئے۔ بوقت نیابت چونکہ باجے راؤ مغلوب ہو گیا تھا لہذا آپ کے حین حیات اس نے سرکشی نہیں کی۔ اسی سال شاہ ابدالی نے دہلی پر چڑھائی کی۔ احمد شاہ بادشاہ کی طرف سے فرمان طلبی پر بغرض امداد آپ روانہ ہوئے۔ ہنوز دریائے نربدا تک پہنچے تھے کہ پھر بادشاہ نے حکم سابق منسوخ فرمایا آپ مراجعت فرمائے دارالسلطنت ہوئے آپکے غیاب میں مظفر جنگ نے باملاد ڈوپلے و چند آصاحب علم بغاوت بلند کیا فرانسیسیوں کی مخالفت میں انگریز کمپنی نے اپنے مفاد کی غرض سے نواب ناصر جنگ شہید کی رفاقت پر آمدگی ظاہر کی۔ غرض مقابلہ میں مظفر جنگ کو شکست ہوئی اور قید کیے گئے۔ نواب ناصر جنگ شہید پانڈیچری کی تسخیر کے خیال سے روانہ ہوئے آخر وہاں کے زمانہ قیام میں فرانسیسیوں کی سازش سے ہمت خاں نمک حرام نے شبخون مار کر بمقام جنجی آپ کو شہید کر ڈالا۔ نعش خلد آباد لائی گئی اور روضہ حضرت شاہ برہان الدین میں قریب قبر حضرت آصفجاہ طاب ثراہ دفن کیے گئے۔ علامہ آزاد بلگرامی نے تاریخ رحلت "آفتاب رفت" فرمائی۔ نواب شہید کو فن موسیقی اور معنوی میں کمال حاصل تھا۔ شاعری سے بھی خاص ذوق تھا۔ علامہ آزاد بلگرامی سے مشورہ سخن فرماتے تھے آپکے دو دیوان طبع ہو گئے ہیں نمونہ کلام ملاحظہ ہو۔

دہانش تنگ شکر آفریدند	دو لب قند مکرر آفریدند
ترا خورشید انور آفریدند	مرا از ذرہ کمتر آفریدند
کرم کن یا علی ما در خماریم	ترا ساقی کوثر آفریدند

دل صافی کہ ما داریم ناصر
کہ شبنم پاک گوہر آفریدند

(باقی بر صفحہ آئندہ)

وقتل مظفر جنگ[1] نواب نظام علی خاں آصف جاہ ثانی اور بعض اعیانِ مملکت نے بسبب بزرگی تخت نشین کیا۔ آپ کے جلوس (۸ا ربیع الاول ۱۱۷۴ھ) سے گو نزاعات خانگی کا خاتمہ ہوگیا مگر فرانسیسی گروہ کے روز افزوں اقتدار نے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

که هرچند کسے از آشنائی (دل ائتلاف) | که گل گرددبهارِ بیوفائی
ورق گردانی دارندهوش دار | بوقت کار یاران ریائی
مرا کشتی وفاست راست کردی | چه در روزِ قیامت رونمائی
زخونِ دیدہ میخواہد دلِ من | کفِ پائے ترا سازد حنائی
گدائی گرہوس باشد کسے را | تواں کرد از درِ دلہا گدائی

گدائی از درِ شاہ نجف کن
اگر خواہی تو ناصر بادشاہی

یہ شعر بھی آپ کا نہایت مشہور ہے:

تو اے جاں از کجا آموختی این قدر دانی را | نگاہِ انتخابے میکنی برمن سرت گردم (مظفر)

[1] ہدایت محی الدین خاں نام مظفر جنگ خطاب حضرت آصفجاہ طاب ثراہ کے چہیتے نواسے اور سعد اللہ خاں وزیر اعظم شاہجہاں کے پوتے۔ جب نواب ناصر جنگ شہید حسب الطلب روانہ دہلی ہوئے تو موصوف نے باغوا چندا صاحب بامداد ڈوپلے ارکاٹ میں انورالدین خاں کو شکست دیکر قتل کیا اور خود مدعی سلطنت ہوئے۔ نواب ناصر جنگ شہید نے واپسی کے بعد مظفر جنگ کو شکست دی اور مقید رکھا۔ مگر بعد واقعہ شہادت نواب ناصر جنگ فرانسیسیوں اور چندا صاحب نے مظفر جنگ کو قید سے رہا کرکے تخت نشین کیا۔ ہنوز دو ماہ سے زیادہ حکومت نہ کی تھی کہ نمکحرام ہمت خاں بہادر کے ہاتھ ۱۷ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ کو موصوف بھی قتل ہوئے۔ اور ہمت خاں نمکحرام حضرت نواب آصفجاہ ثانی کے دست حق پرست سے واصل جہنم ہوا۔ مظفر ۵۳ تاریخ ظفرہ صفحہ ۱۲۰ مظفر

انگریزی کمپنی کی رقابت کو اور برافروختہ کر دیا۔ ادھر مرہٹوں نے بھی سر اٹھایا۔ مزید برآں
فرماں روا کی غیر مستقل مزاجی نے سلطنت کو نہایت ضعیف بنا دیا۔ غرض خاندوراں
نواب ذوالقدر عہدہ کوتوالی پر کار فرما تھے کہ امیر الممالک نواب صلابت جنگ کا[1] دور شروع ہوا

داروغگی فیلخانہ ابتداً خانِ دوراں نواب ذوالقدر داروغگی فیلخانہ[2] پر سرفراز کیے گئے مگر
۱۱۶۷ھ میں باضافہ منصب شش ہزاری و علم و نقارہ مع خطاب مؤتمن الدولہ سے مفتخر اور

صوبہ داری اورنگ آباد و اضافہ منصب و عطائے خطاب کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ صوبہ داری خجستہ بنیاد اورنگ آباد پر سرفراز ہوئے۔[3]

رگھناتھ راؤ سے مقابلہ یہ وہ زمانہ ہے کہ راؤ بالاجی راؤ کے انتقال کے بعد اسکا بیٹا راما دھو راؤ
پونے میں جانشین ہوا اگر زمام سلطنت درحقیقت رگھناتھ راؤ کے قبضہ اختیار میں رہی
چنانچہ اس نے تھوڑے عرصہ میں فوج کثیر فراہم کرکے دکن کا رخ کیا اور تاخت کرتا ہوا (۱۱۷۰ھ)
اورنگ آباد پہنچا۔ خاندوراں نواب ذوالقدر سے معرکہ آرا رہا۔ موصوف نے نہایت پامردی
سے مقابلہ کیا یہاں تک کہ غنیم کو شکستِ فاش نصیب ہوئی۔[3] اسی سال امیر الممالک
نواب صلابت جنگ عزلت نشین کیے گئے[4]۔ اور حضرت نواب نظام علیخاں آصف جاہ
ثانی رونق افزائے سریر سلطنت ہوئے۔

---

[1] یادگار لچھمن لال ص۲۲ [2] خزانۂ عامرہ ص۲۲۳ [3] آثار دکن ص۲۹ مؤلفہ منا لال۔ مظفر

[4] میر محمد خاں نام امیر الممالک صلابت جنگ آصف الدولہ خطاب حضرت آصف جاہ اول کے فرزند سوم ہیں۔ آپکے عہد میں فرانسیسیوں کا بہت غلبہ رہا۔ مرہٹوں نے شورشیں کیں۔ آپکی تلون مزاجی نے کاروبار سلطنت میں بہت ضعف پیدا کر دیا۔ آپ ہی کے عہد میں دارالسلطنت حیدرآباد قرار پایا اور حسب ذیل وزراء یکے بعد دیگرے عزل و نصب ہوئے۔ رگھناتھ داس۔ رکن الملک صمصام الدولہ بسالت جنگ نواب نظام علی خاں آصف جاہ ثانی آخرکار جب سلطنت کی حالت روز بروز ابتر ہونے لگی تب نواب نظام علیخاں آصف جاہ ثانی نے ۱۴ ذوالحجہ ۱۱۷۴ھ میں موصوف الصدر کو قلعہ بیدر میں عزلت نشین کرکے زمام سلطنت اپنے ہاتھ میں لی۔ نواب امیر الممالک نے گیارہ سال سلطنت اور ایکسال تین ماہ چھ یوم عزلت میں رہکر ۳۰ و بقولے ۸ ربیع الاول ۱۱۷۶ھ کو انتقال فرمایا۔ میر امتیاز خاں ذکا نے مصرع ہذا سے تاریخ رحلت نکالی "امیر الممالک بجنت شدہ"۔ رشید الدین خانی ص۲۵۵۔ گلزار آصفیہ ص۵۰ تاریخ ظفرہ ص۱۳۰ تزک آصفیہ ص۵۹ (مظفر)

عہد حضرت غفرانمآب نواب نظام علیخاں آصفجاہ ثانی

غفرانمآب حضرت نواب نظام علی خاں آصف جاہ ثانی ۱۱۷۵ھ میں بمقام بیدر مسند نشین ہوئے۔ آپ کی شخصیت اس وقت دکن میں بلحاظ قابلیت و تدبر و بہادری حضرت آصف جاہ اول طاب ثراہ کا حقیقی معنوں میں نقش ثانی سمجھی جاتی تھی اور واقعہ بھی یہی ہے۔

چنانچہ جس وقت سے زمام سلطنت مستقلاً حضرت غفرانمآب طاب ثراہ کے ہاتھوں میں آئی۔ باوجود اس کے کہ اُس وقت دکن کے اندرونی و بیرونی حالات و واقعات نہایت ناگفتہ بہ ہو رہے تھے[1]۔ خود ہندوستان کی سیاسی فضا نہایت مکدر تھی۔ انگریز کمپنی کا اثر و اقتدار روز افزوں بڑھ رہا تھا۔ جا بجا بغاوتوں کا طوفان شورش پسندوں کی سرکشی رو بہ ترقی تھی۔ قلمرو آصفی کے اصلی رقبہ کا بھی بہت کچھ حصہ نکل چکا تھا۔ محاصل کی کمی فوجی ضرورت اور اس کی کثرت سے خزانہ بھی

---

[1] چنانچہ صاحب تزک آصفیہ رقمطراز ہے۔ "بسبب شہادت ناصر جنگ و تصرف کلاہ پوشان فرانسیسی فرنگ و سستی عمل صلابت جنگ نوعے رو بہ ابتری آوردہ بود کہ ہر گردن کش از گوشہ کمین بر سر فساد برآوردہ بہ بازوے تمردی انا و لا غیری میزد و ہر شورہ پشت بہ نمکحرامی میخواست کہ فتنۂ تازہ برپا کردہ علم بغاوت افرازد۔ صہ ۲۴ منظفر

زیر بار ہوگیا تھا۔ ادھر مرہٹوں کی بڑھتی ہوئی قوت اور ان کی سلطنت آصفیہ سے قلبی عداوت، میسور کی خود سری، فرانسیسیوں کی اہلِ دربار سے خفیہ سازشیں یہ تمام وہ اسباب تھے کہ جس سے سلطنت گویا قالب بے جان ہو رہی تھی۔ ایسے نازک وقت میں پائے ثبات کو جنبش نہ ہونا اور زمام استقلال کا ہاتھ سے نہ چھوڑنا ہر کس و ناکس کے حدود اختیار سے باہر تھا۔ یہی نہیں بلکہ مرہٹوں سے برسر مقابلہ ہونا، فرانسیسیوں کے سازشی جال توڑنا انگریزی کمپنی کی مدد کرنا، ٹیپو سلطان کو خودسری کی سزا دینا اور باوجود ان تمام الجھنوں اور قوی دشمنوں کی فریب سازیوں سے بچکر اپنی مستقل سلطنت کو قائم رکھنا صرف حضرت غفرانمآب ہی کے مخصوصات سے تھا۔ جیسا کہ آپ کے عہد کے تاریخی واقعات سے منکشف ہے۔

خطاب اعلیٰ اور منصب جلیل پر سرفرازی

عہد ماسبق سے زیادہ خان دوراں نواب ذو القدر کی ترقی کا آخری عہد حضرت غفران مآب طاب ثراہ کا عہد مبارک تھا۔ چنانچہ جب ۴ ار ذیحجہ ۱۱۷۵ھ کو زمام سلطنت حضرت غفرانمآب طاب ثراہ[1] نے

---

[1] نواب میر نظام علی خاں نام۔ اسد جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ ثانی خطاب۔ حضرت آصف جاہ مغفرت مآب کے فرزند چہارم۔ روز عید فطر ۱۱۴۳ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت مغفرت مآب نے چودھویں سال خطاب اسد جنگ سے سرفراز فرماکر نجیب الدولہ کی اتالیقی میں مرہٹوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ معرکۂ مظفر جنگ میں نواب ناصر جنگ اور مظفر جنگ کے قاتل ہمت بہادر نمکحرام کو قتل کیا۔ عہد امیر الممالک نواب صلابت جنگ میں صوبہ داری برار اور مرتبۂ وزارت سے سرفراز ہوئے۔ فرانسیسیوں کے سازشی جال توڑے۔ حیدر جنگ کا خاتمہ کیا مرہٹوں سے

(باقی صفحہ آئندہ)

اپنے ہاتھ میں لی تو اسی مہینہ میں خانِ دوراں نواب ذوالقدر کو منصب ہفت ہزاری، ماہی مراتب، خطاب موتمن الدولہ و سواری عماری ہاتھی دو جھالردار کی اجازت سے سربلند[۱] اور صوبہ داری خجستہ بنیاد سے مفتخر کیا۔

اورنگ آباد میں سواری جلوس | بعد حصول فرمان صوبہ داری خجستہ بنیاد خان دوراں بسواری جلوس (کہ ہر چہار جانب تماشائیوں کا ہجوم پس و پیش سپاہ اور الغوزہ نوازوں[۲] کی جماعت الغوزہ نوازی کرتی ہوئی نہایت تزک و احتشام سے) تشریف فرمائے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

مقابلے رہے۔ خود تخت نشین ہونے کے بعد فرانسیسی اثرات کو زائل کیا۔ انگریزی کمپنی نے اپنے مفاد کی غرض سے آپ سے اتحاد قائم کیا اور میسور پر آپ ہی کی مدد سے فتح پائی جس کی وجہ سے ہندوستان میں استقلال قائم ہوا۔ مرہٹوں سے مقابلہ کے وقت انگریز کمپنی نے عین وقت پر بد عہدی کی آپ کی مدد سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے سلطنت آصفی کو بہت نقصان پہنچا۔ سنہ ۱۲۱۱ھ میں قحطِ عظیم ہوا۔ غرض آپ کا عہد مختلف نوعیتوں سے مجموعۂ آلام و مصائب بنا رہا۔ مگر آپ ہی کی شخصیت، استقلال اور تدبر تھا کہ دیگر تمام زبردست اور سرکش ریاستیں فنا ہو گئیں اور سلطنت علیہ آصفیہ آج تک تمام ہندوستان کے لیے مایۂ ناز و صد افتخار بنی ہوئی ہے۔ آخر بعارضۂ لقوہ اور فالج، ۱ ربیع الآخر سنہ ۱۲۱۸ بعمر ۷۰، سال ۴۲ سال حکمرانی فرما کر سرائے فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف کوچ کیا۔ مکہ مسجد میں دفن ہوئے۔ بعد رحلت غفران مآب لقب پایا۔ مزار کی جالی پر حسب ذیل سنہ رحلت کندہ ہے۔

بروح پاک میر نظام علی مدام　　خوانند با وضو ہمہ اشخاص فاتحہ
زیں مصرعہ عجیب دو تاریخ رحلتش　　مستوجب بہشت باخلاص فاتحہ
۱۲ ۱۸ھ　　۱۲۱۸ھ

۵۱ خزانہ عامرہ۔ ۵۲ الغوزہ نوازی ایک قسم کا خاص ترکی باجہ تھا جو آپ ہی کے خاندان کے لیے مخصوص اور بوقت سواری جلوس میں رہا کرتا تھا۔ مظفر

خجستہ بنیاد اورنگ آباد ہوئے اس موقع پر غلام علی آرشد نے قطعہ ہذا لکھکر پیش کیا جس کے آخری مصرع سے سنہ تقرر ظاہر ہوتا ہے۔

قطعہ

ناظمِ عصر چو آمد بخجستہ بنیاد — شکر درگاہِ الٰہی زحد افزوں باشد
دوحۂ گلشنِ دولت کہ بظلِ کرمش — خلق از آفتِ دوراں ہمہ مامون باشد
شاد در بزمِ لقائش دلِ احباب مدام — دشمنِ او بمصیبت کدہ محزوں باشد
باد در حصنِ نگہبانیِ ایزد محفوظ — مثلِ آں نقطہ کہ در دائرہ نون باشد
خواست آرشد زخرد سالِ قدومش فرمود — قدمِ مؤتمن الدولہ ہمایوں باشد

حسنِ انتظام خانِ دوراں نواب ذوالقدر رعایا پروری و عدل گستری اور حُسنِ انتظام کے باعث جب تک اس خدمتِ جلیلہ پر سرفراز رہے نہایت ہر دلعزیز اور صفاتِ مذکورہ میں شہرۂ آفاق رہے[1]۔ چنانچہ کچھ عرصہ نگزرا تھا کہ حسنِ خدمات کے صلہ میں خطاب خانِ دوراں سے بھی مفتخر کیے گئے۔

---

[1] علامہ آزاد بلگرامی نے بھی خزانۂ عامرہ میں خانِ دوراں نواب ذوالقدر کی رعایا پروری اور حسن سلوک کا ذکر فرمایا ہے کہ "بالفعل بر صوبہ داری مذکور بحال و برقرار است و رعایا و برایا بسلوک پسندیدہ او راضی"۔ نیز عبدالوہاب دولت آبادی اپنے تذکرہ میں موصوف کی عدل گستری کے اس طرح مداح ہیں "دریں ایام بصوبہ داری خجستہ بنیاد مامور است ایں صوبہ بیامن ایالت و عدالت معمور" مظفر

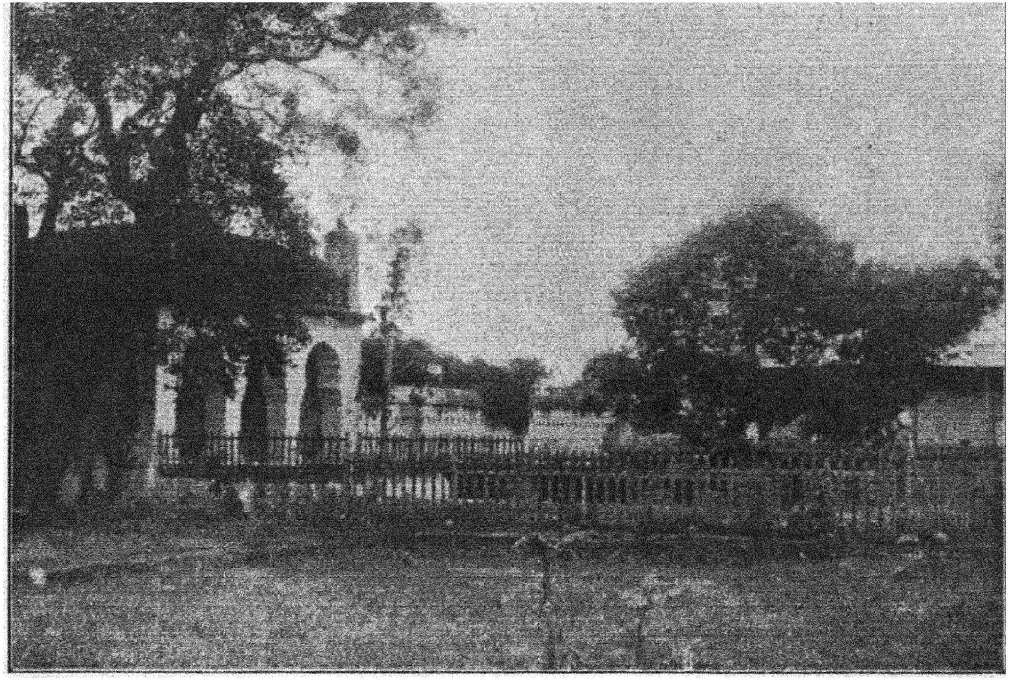

منظر مقبرہ سالار جنگ واقع اورنگ آباد

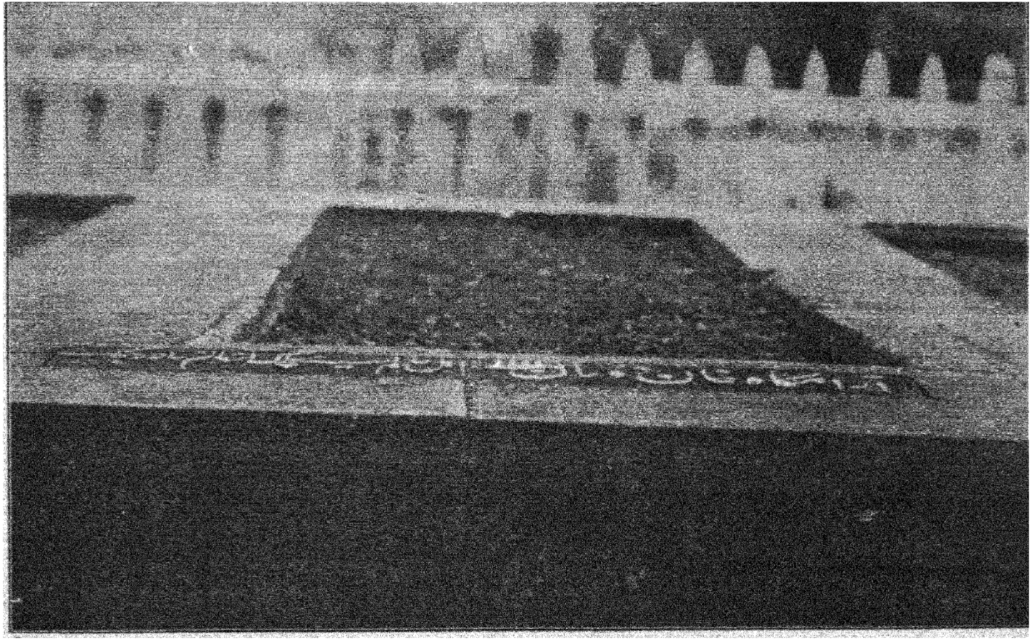

مزار خاندوران نواب ذوالقدر درگاہ قلی خان سالار جنگ بہادر

غزل

ہر روز اختیار جہاں پیش دیگر است
دولت مگر گداست کہ ہر روز بر در یست

خانِ دَوراں نواب ذوالقدر غرہ رجب ۱۱۷۰ھ کو پانچ سال سات ماہ کارفرما رہنے کے بعد اس خدمت سے سبکدوش کیے گئے۔ ۵ ذیحجہ ۱۱۷۹ھ کو اپنی جاگیر نظام آباد میں رونق افروز ہوئے۔ اس عرصہ میں اس خدمت پر پھر فائز ہونے کے اسباب مہیا ہو رہے تھے کہ آپ علیل ہوئے اور کچھ دن نہ گزرے تھے کہ

وفات

۱۸ جمادی الاول ۱۱۸۰ھ کو بمرض سرسام اس دارِ فانی سے عالمِ جاوِدانی کو انتقال کیا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُوْن۔

ایں عمر کہ بیتاب بہ بینی آنرا نقشے است کہ برآب بہ بینی آنرا
دُنیا خوابست کہ زندگانی دروے خوابے است کہ درخواب بہ بینی آنرا

نعش اورنگ آباد لائی گئی اور مقبرہ سالارجنگی میں دفن کیے گئے۔ (ملاحظہ ہو عکس مقبرہ سالارجنگی و عکس مرقد خاص نواب موصوف)۔ اہل اورنگ آباد کے لیے یہ دن روز قیامت سے کم نہ تھا۔ تمام شہر گویا ماتم کدہ بنا ہوا تھا ہر صغیر و کبیر رعایا و برایا خاک بسر نوحہ کناں جنازہ کے ساتھ ساتھ جا رہے تھے فریاد و فغاں کی صدائیں فلکِ نہم تک پہنچ رہی تھیں۔ غلام علی آزاد نے جنھیں

لہ اس کیفیت کا شفیق اورنگ آبادی نے گل رعنا میں تذکرہ کیا ہے وہ لکھتا ہے "روز دفن او شور قیامت برپا بود و رعایا و برایائے شہر خاک بسر نوحہ کناں در جلو تابوت میرفتند و فریاد و فغاں بر آسمان نہم میرسانیدند۔ منظفر

اس مصرع سے سنہ رحلت نکالا ہے "اہلِ عالم سینہ چاک از ماتم سالار جنگ"
ایک اور صوری و معنوی تاریخ رحلت مصرعہ ہذا سے نکالی گئی ہے۔

یک ہزار و یکصد و ہشتاد سال

سنگِ مزار پر تاریخ غلام علی[1] ارشد اور آرامگاہِ خانِ دَوراں کندہ ہے۔

لطیفہ گوئی و بذلہ سنجی

متانت و سنجیدگی کے ساتھ خاندوراں نواب ذوالقدر کی طبیعت لطائف و ظرائف سے بھی چاشنی گیر تھی۔ شیریں بیانی و لطیفہ گوئی کی وجہ سے جس بزم میں موصوف شریک ہوتے وہاں بے تکلف احباب خانِ موصوف ہی کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ چنانچہ مولوی شاہ علی[2] صاحب اورنگ آبادی کے

---

[1] میر غلام علی نام ارشد تخلص سادات رضویہ سے تھے۔ بمقام اجین صوبۂ مالوہ میں پیدا ہوئے۔ نیک بخت ازلی تاریخ تولد ہے۔ میر محمد سعید والد ماجد اور میر محمد شاکر جد امجد منصبداران عالمگیر اور خدمات عالیہ مثل فوجداری ہائے پرگنہ اجین پر سرفراز تھے۔ ارشد نے اپنا سجع مع نام اپنے والد و جد خوب موزوں کیا ہے "شاکر بخت سعیدم کہ غلام علی ام" میر محمد جعفر ارشد موصوف کے نانا عہد عالمگیری میں اولاً برار میں خدمت صدارت پر فائز ہوئے پھر مالوہ کی صدارت پر ممتاز ہوئے۔ آخر میں اجین کی صدارت سے سرفراز کیے گئے۔ میر ارشد بھی عرصہ تک بادشاہ کی جانب سے اجین میں عہدہ قضاۃ پر مامور رہے۔ ۱۱۵۰ھ میں وارد اورنگ آباد ہوئے اولاً نواب ذوالقدر کی رفاقت اختیار کی بعد انتقال نواب موصوف نواب اشجع الدولہ بہادر غیور جنگ نے اپنی رفاقت کی عزت بخشی تاریخ گوئی میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ قصائد مدحیہ آئمہ اکثر فارسی و اُردو دونوں زبانوں میں نظم فرمائے ہیں تنبیہ الساکین فی دلائل محی الدین۔ رسالہ آپ کی تصنیف ہے۔ گلِ رعنا قلمی ورق ۱۰۰ مظفر

[2] اورنگ آباد کے عمدہ شاعروں میں سے تھے۔ اولاً کچھ عرصہ سلسلہ ملازمت میں رہے پھر ترک ملازمت کے بعد زیارت حرمین شریفین سے

(باقی برصفحہ آئندہ)

صاحبزادے کی محفل عقد نکاح منعقد تھی۔ معززین، امرا، ومشائخین وغیرہ کا مجمع تھا۔ علامہ آزاد بلگرامی جناب شاہ محمودؒ، سید غلام حسنؒ، نواب اشجع الدولہ اور خاندوراں نواب ذوالقدر ہم بزم تھے۔ قاضی صاحب وکیل عروس کے منتظر کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مشرف ہوکر سجادہ نشینت پر رونق افروز ہوئے اور ایک عالم کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ مسجد و تکیہ و نہر تعمیر کرائی۔ ۱۰ر رمضان شب یکشنبہ ۱۱۷۶ھ میں انتقال کیا حسب تجویز خاندوراں روبرو مسجد تکیہ میں جانب شرق دفن ہوئے لچھمی نارائن شفیق نے حسب ذیل تاریخ رحلت کہی۔ ؎

سید اہلِ کشف شاہ علی   گشت رونق فزائے بزم بہشت
سال فوتش شفیق کرد رقم   قطب عالم نمود عزم بہشت
(گل رعنا ص ۶)

لہ شاہ بابا مسافر کے مرید خاص اور اورنگ آباد کے مشائخین کبار سے تھے۔ شاہ بابا مسافر کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ آپ نے اکثر عالیشان عمارتیں مثل نہر، حوض، پل، تکیہ اورنگ آباد میں تعمیر کرائیں ۳۰ر جمادی الثانی ۱۱۷۵ھ روز چہارشنبہ بوقت اشراق انتقال کیا۔ حسب وصیت گنبد شاہ بابا مسافر میں دفن ہوئے۔ علامہ آزاد بلگرامی نے تاریخ فرمائی "مسافر شد یگانہ شاہ محمود" حاکم بیگ خاں حاکم نے "خدایا بیامرز محمود را" سے تاریخ رحلت نکالی۔ گل رعنا ص ۶ مظفر

لہ اورنگ آباد کے مشائخین عظام سے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب شیخ عبدالقادر جیلانی تک پہنچتا ہے۔ موصوف کے جد بزرگوار سید محمود اسحاق بغداد سے وارد ہند ہوئے اور ہند سے دمشق آئے۔ خیبر میں مقیم ہوئے شاہ صاحب موصوف کی بمقام خیبر ۱۱۰۱ھ میں ولادت ہوئی اور یہیں نشو ونما پاکر سن رشد کو پہنچے۔ بعد انتقال اپنے والد (سید شہاب الدین بغرض سیاحت نکلے احمد آباد گجرات پہنچے۔ شاہ علی رضا بن خواجہ فرخ شاہ سے فیوضات حاصل کیں۔ وہاں سے وارد اورنگ آباد ہوئے اور یہیں قیام اختیار کیا۔ مسجد و خانقاہ تعمیر کرائی۔ لچھمی نارائن شفیق سے
(باقی برصفحہ آئندہ)

خواجہ دکھو بنات فروش وکیل عروس ہو کر مع گواہ محفل میں رونق افروز ہوئے۔
خانِ دَوران نواب ذوالقدر نے خواجہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"ہمیں آج معلوم ہوا کہ آپ بنات فروش ہیں"

اہل بزم اس لطیفہ سے نہایت محظوظ ہوئے چونکہ بنات بمعنی پارچہ ریشم اور "بنت" کی جمع بھی ہے۔

لطیفہ دیگر۔ مولوی شاہ علی صاحب خانِ دَوراں نواب ذوالقدر کی خدمت میں حاضر ہیں مخصوص احباب کا مجمع ہے۔ شاہ علی صاحب نے نواب صاحب سے کہا کہ ہم غیروں کے لیے صرف "دنیا" کی دعا کرتے ہیں اور آپ کے لیے "دین و دُنیا" دونوں کی دینی دعا کا محل مسجد ہے اور دنیوی دعا کا مقام بیت الخلا کہ مقام قضائے حاجت ہے۔ نواب صاحب نے فرمایا کہ آپ مسجد میں کتنی مرتبہ تشریف لے جاتے ہیں؟

شاہ صاحب نے کہا' پانچ وقت!

نوابصاحب۔ اور بیت الخلا میں کتنی مرتبہ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ
خاص ربط وضبط تھا چنانچہ موصوف نے لکھا ہے شاہ صاحب کی سی شان جبروتی وجاہت ظاہری اور اقبال کسی امیر میں کم دیکھا گیا جس مجلس میں خواہ امیر ہو یا غریب شاہ صاحب موصوف جاتے میر مجلس ہوتے تھے۔۔ شاہ صاحب کو ذوق شاعری بھی تھا۔ سالک تخلص کرتے تھے۔ یہ دو شعر آپ ہی کے طبعزاد ہیں ؎ نشا پرداز دماغم شب کہ سیراب بود؛ بادبان کشتی ما چادر ماہتاب بود
ولہ
صرف راہِ دوستیہا شد دلِ پر درد ما؛ میچکد خون محبت گرفتاری گرد ما ۲ جمادی الاول ۱۱۷۶ روز جمعہ قبل مغرب کو انتقال کیا۔ گل عنا مظفر

شاہ صاحب ۔ ایک یا دو مرتبہ !

نواب صاحب نے فرمایا کہ

میں جناب الٰہی میں دعا کرتا ہوں کہ حضرت کو اسہال ہوں کہ بار بار بیت الخلاء جائیں اور دنیا کی دعا بھی بہت کریں ۔ شاہ صاحب پر قہقہہ پڑا اور حاضرین خوشوقت ہوئے ۔

تاریخ گوئی | خانِ دَوراں نواب ذو القدر کو تاریخ گوئی میں بھی کمال حاصل تھا عبد الوہاب دولت آبادی نے بزبانی علامہ آزاد بلگرامی ایک واقعہ اپنے تذکرہ بینظیر میں نقل کیا ہے ۔ جس سے تاریخ گوئی کے علاوہ خانِ دَوراں نواب ذوالقدر کے صفائے ذہن اور ذکاوت طبع پر بھی خاص روشنی پڑتی ہے ۔ اقتباسی ترجمہ ملاحظہ ہو ۔

آزاد بلگرامی کا بیان ہے کہ ان کے زمانۂ قیام سندھ میں ایک شخص نے ایک شادی کی تاریخ "مبارک باشد و باشد مبارک" کہی ۔ موصوف جب سندھ سے ہندوستان آئے اور ۱۱۵۰ھ میں بغرض حج سورت پہنچے ۔ محمد حسین بیخود سے ملاقات ہوئی برسبیل تذکرہ معلوم ہوا کہ بیخود نے بھی ایک شادی کی ۔ تقریب میں یہی مصرع مادہ تاریخ میں کہا تھا ۔ حج سے واپس ہونے کے بعد جب وارد دکن ہوئے اور اورنگ آباد پہنچے ۔ خانِ دوراں نواب ذوالقدر کے یہاں ایک شب محفل مشاعرہ تھی ۔ خانِ دوراں نواب ذوالقدر نے ایک تولد کی تاریخ سنائی کہ اس کا مصرعہ تاریخی

بھی "مبارک باشد و باشد مبارک" تھا۔ فرمایا۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ ایک ہی مصرع کا تین شاعروں میں توارد ہوگیا۔ باوجودیکہ ایک دوسرے سے نہایت دور دست (یعنی ایک سندھ میں دُوسرا گجرات میں، تیسرا دکن میں ہے) مگر مولود کا نام مبارک علی ہونے کی وجہ خانِ دوراں نواب ذوالقدر کی تاریخ میں زیادہ لطف پیدا ہوگیا ہے۔ ۱۱۴۶ھ میں وزارت خاں اورنگ آبادی دوبارہ خدمت دیوانی سے سرفراز ہوئے تو بعض احباب کی فرمائش پر حسبِ ذیل چاروں مصرع خانِ دوراں نواب ذوالقدر نے تاریخی فرمائے۔

شد بحکم تو بزم نورانی ۔۔۔ با مصابیح فضل یزدانی
۱۱۴۶ ۔۔۔ ۱۱۴۶
از برائے صلاح خلق اللہ ۔۔۔ باز رونق گرفت دیوانی
۱۱۴۶ ۔۔۔ ۱۱۴۷[1]

شاعری و بزم افروزی خانِ دوراں نواب ذوالقدر دہلی کی بزم آرائیوں، شعراء کی محفلوں کا لطف اُٹھائے ہوئے تھے۔ خود کو بھی شاعری سے خاص ذوق تھا اُردو و فارسی زبان میں نہایت خوب شعر فرماتے۔ بنا بریں مہینہ میں دو یا تین مرتبہ باغِ دلکشا میں مجلس منعقد ہوتی۔ شعراء علماء اور خاص احباب مدعو ہوا کرتے علمی مذاکرہ اور شعر و سخن کا چرچا رہا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ خاص احباب کی مجلس منعقد تھی۔ علامہ آزاد بلگرامی نے خواجہ حافظ شیرازی کی مشہور غزل

---

[1] مصرع آخر میں ایک عدد زیادہ ہے۔ منظفر

کا مطلع

صبا بلطف بگو آں غزال رعنا را
کہ سر بکوہ و بیاباں تو دادۂ ما را

طرح کیا اور خود فرمایا

صبا پیام رساں آں بہار رعنا را
کہ داد بوئے تو سرمایۂ جنوں مارا

چھمی نارائن شفیق نے بھی خانِ دَوراں کی خواہش سے مطلع کہا۔

فزود جلوہ او سیل گریۂ مارا
طلوع ماہ کند بیش آب دریا را

زاں بعد خان دَوراں نواب ذوالقدر نے بھی فی البدیہہ مطلع فرمایا۔

صبا پیام رساں آں جنوں تمنا را
بہار آمد و سرسبز کرد صحرا را

اب ہم مختلف تذکرہ نویسوں نے جو اشعار خان دَوراں نواب ذوالقدر کے انتخاب فرمائے ہیں وہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں[1]۔

---

[1] چونکہ خان دَوراں نواب ذوالقدر کا کوئی مستقل دیوان حقیر کی نظر سے نہیں گذرا ۔ منظفر

نمونہ کلام فارسی

کسیکہ در صدد وصف آں دہن باشد　　چوں شخص ہیچپداں درپے سخن باشد

شرک محض است گمان من و تو　　من و تو نیست میانِ من تو

معاشرانہ سوالے بدوستاں داریم　　برائے ما وشما ایں ہوا چہ میخواہد

نگاہش دیدہ صہبا آفریدند　　قدش دیدند طوبے آفریدند

بعالم ریخت اشکم رنگ طوفاں　　زجیب قطرہ دریا آفریدند

میچکد رنگ بہار از خامہ ام　　وصف رخسار کہ انشا می کند

حکم آصف ایں غزل را تازہ کرد　　کارہا را کار فرما می کند

آغوش آید آں دلدار او اے چنیں باشد　　خدا اگر راست آرد دولتے جاہے چنیں باشد

چہ منتہاست بردل از صبا گر نکہت زلفش　　حیاتِ تازہ می بخشد ہواہائے چنیں باشد

مصفا ساختم بہر قدومش حضرتِ دل را　　براہِ شاہِ والا جاہ درگاہے چنیں باشد

سوائے حیدرِ کرار شاہِ مرداں کیست　　کہ ذوالفقار باو داد حق نبی دختر

دلم را فرقت آں نا مسلماں ساخت سیپارہ　　نمود از ہم جدا اجزائے قرآنے کہ من دارم

رباعی

کردیم نثارِ ہجر طاقت
اے صبر بما چہ کار کردی
باکے نبود ز تیغ اعدا
گر صاحبِ ذو الفقار کردی

رباعی

نوروز کہ روزِ سعد عشرت افزاست
مولائے جہاں تختِ خلافت آراست
از مقدمِ گل نماند آثارِ خزاں
سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

٥

کونین شد ایجاد برائے ایشاں
حاشا کہ کسے رسد بجائے ایشاں
اسرارِ نبوت اند اولادِ علی
درگاہ قلی است خاکپائے ایشاں

نمونہ کلامِ اُردو

قصیدہ

پڑی ہے آکے گلے ناگہاں بلائے سفر
سفر نہیں ہے سقر بل سقر سے ہے بدتر
زبان خامہ ہے اس کے بیان میں عاجز
ہے جس کا شمۂ کلفت حساب صد دفتر
اسیر پنجۂ تعذیب صامت و ناطق
غریق لجۂ تخریب ہے گا سب لشکر
نہیں ہے تختۂ بازار پر اناج کی جنس
نہ غلہ بلکہ سبھی نقد و جنس ہے کمتر
گیہوں کی جنس ہے نایاب مثلِ آدم خوب
مثال ہن نظر آتی نہیں ہے اب تور
مگر ذخیرہ کیا ہوئے ماش خوروں نے
ہے دال ان کی رکاکت پہ باکمال ہنر
ہوا ہے قحط سے دیکھو دو باجرا عالم
نہیں ہے ہمتِ اک جو کسی میں بل کمتر

نظر بچا کے نکلتے نہ ہوویں قرب و جوار — فقیر و سائل و محتاج نوکر و چاکر
جوار رحمتِ حق میں ہوئے ہیں سب غربا — کہیں جوار جوار از رجوع جوع بقر
غنی فقیر سبھی مبتلا برنج برنج — دھیان ہوش نہیں ہے کسی میں سب مضطر
نکل گیا ہے رئیسوں کا بھی ملیتھین اب — تلاش دال اُڑاتے ہیں دوڑتے گھر گھر
خراب حال ہوا ہے دواب بیجا سب — زبون خستہ و مجروح لنگ اور لاغر
ہوا ہے تلی و السی کا تیل گھی کے عوض — بجائے روغن بادام ہیگا تیل کرر
نہ دیکھی خواب میں ہرگز کسی نے ترکاری — چنے کا ساگ کبھو اور کرر کبھو گاجر
ہوا ہے قحط سے سب ذیحیات کو ہوکا — بشر کو جوع بقر اور بقر کو جوع شتر[1]
غرض کہ سخت مصیبت میں ہیں وضیع و شتر — غنی فقیر سبھی احتیاج میں مضطر
تمام روز کمر بستہ سب غنی و دنی — ہے زیر بار دواب غریب شام و سحر
علاوہ گولۂ توپ و تفنگ و زنبورک — صدائے بان سے سب کان ہو گئے ہیں کر
ہوا ہے حیف عجب روزِ نحس قائم جنگ — نہ فتح ہے نہ ہزیمت چو بازی ششدر
رئیس وقت ہے قائم نفیر و دمہمہ وقت — بسان طوطیِ بے نطق طائر بے پر
ہوئی ہے خلق پہ کیا شاق مرحبیت غیر — ہزار حیف مسیحا صفت ہیں تابع خر
اسی تردد و افکار میں لگی تھی نیند — کہ ناگہ خواب میں دیکھا قریب وقت سحر
کھڑا ہے آ کے سرہانے پہ پیر نورانی — لطیف عنصر و خوش منظر و خجستہ سیر
کہا، کمال عنایت سے کیا ہے فکر تجھے — ہے تیرے کام کا حامی امام جن و بشر

[1] قب نظ

شہ سریر کرامت امیر کل امیر	ولی حضرت مولے وصی پیغمبر
امام جن و ملک تاجدار ملک و ملک	کہا ہے لحمک لحمی جسے شہ سرور
نزول جو حد بشر سے ہے منقبت اسکی	ہوا ہے مشرق خاطر سے مطلع دیگر

جناب اقدس حیدر ہے وصف سے برتر
بیان وصف سے عاجز لب و دہان بشر

نہیں سنا ہے مخالف مگر حدیث صحیح	نبی مدینہ علم و علی ہے اس کا در
کہو کسی نے قدم دوش پر نبیؐ کے رکھا	کہو کسی کا بھی مولد ہوا خدا کا گھر
شریک کون ہے روز مباہلہ میں دیکھ	کہا ہے انفسکم حق میں کس کے خیر بشر
کہا ہے کس کو نبیؐ وقت جنگ کے کرار	کیا ہے کس نے کہو فتح قلعہ خیبر
ہے کس کے حق میں نزول حدیث قدسی کا	ہے آفتاب سے نادِ علی منور تر
رفیق کون تھا معراج میں نہ رکھ پروا	سنا ہے قصہ شیر و برنج و انگشتر
سوائے اس کے کہو کون شاہ مرداں ہے	خدا نے سیف دی اور دی رسول نے دختر
خدا رسول کی سوگند کھا کے کہتا ہوں	بجز خدا و رسول اس سے کون ہے برتر
ہوا ہے پھر کے میری مشرق طبیعت سے	طلوع مطلع شفاف روشن و انور

ہزار شکر بامداد ساقیٔ کوثر
جمال شاہد مقصود پر پڑی ہے نظر

ہوئی ہے طرح اقامت پہ شکل خاطر خواہ	ہوئی ہے دفع یکایک سبھی بلائے سفر

باغ دلکشا موسوم بہ ڈیوڑی سالار جنگ

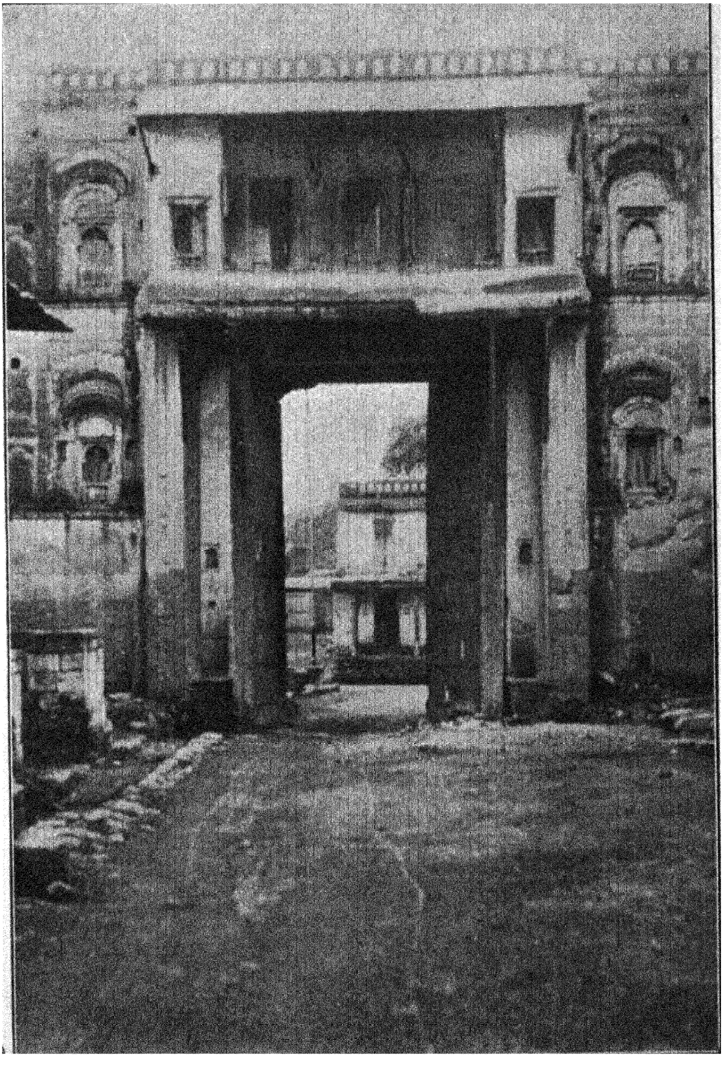

دروازہ جلو خانۂ قدیم واقع اورنگ آباد

کرد ایں نہر را رواں در باغ　　تازہ شد آبِ رنگ بستانی
کند حوض وسیع در بستاں　　کہ تواں گفت کوثرِ ثانی
ایں عمل امتیاز خاصے یافت　　از قبول جناب سُبحانی
سال تاریخ او طلب کردم　　گفت دل نہر خانِ دَورانی

سنہ ۱۱۶۹ھ میں ایک نہایت کشادہ حوض جو باغِ دلکشا میں بنوایا تھا اس کی تاریخ خانِ دَوراں نواب ذوالقدر نے خود نظم فرمائی ہے۔

درجہاں ہر چند گشتم کو بکو　　ایں چنیں حوضے ندیدم ہیچ سو
فیض عامش ہست جاری صبح و شام　　می برد ہر تشنہ لب مشک و سبو
ساختم سالِ بنا آمد ندا　　می دہد ساقی کوثر آبرو

اولاد و ازواج | نواب حنیف الدین خاں کی صاحبزادی سعید النساء بیگم خانِ دَوراں نواب ذوالقدر کے حبالہ عقد میں آئیں (جنھوں نے خانِ دَوراں نواب ذوالقدر کی حیات ہی میں انتقال کیا) معظمہ کے بطن سے صرف ایک صاحبزادی بہجت بیگم (جو نواب اشجع الدولہ کے حبالۂ عقد میں آئیں) تھیں اور دو صاحبزادے امام قلیخاں[1] و وصی قلیخاں[2] (یہ خانِ دَوراں کے دُوسرے

---

[1] امام قلیخاں المخاطب بہ مؤتمن الدولہ سالار جنگ خانعالم۔ جاگیردار برار و اورنگ آباد منصب چہار ہزاری ذات دپالکی جھالردار مع علم و نقارہ سے سرفراز تھے سنہ ۱۲۲۳ھ میں انتقال کیا مقبرہ خاندانی میں دفن ہوئے۔ ملاحظہ ہو عکس شبیہ خانِ عالم
(بقیہ بر صفحۂ آئندہ)

محل سے تھے) جو بتوجہ و امداد اشجع الدولہ حیدر یار خاں شیر جنگ (جد امجد نواب مختار الملک سر سالار جنگ اول) جاگیر و منصب و خطابات سے سرفراز ہوئے۔

لہذا بسلسلۂ متذکرۂ بالا خاندوراں نواب ذو القدر نواب مختار الملک سر سالار جنگ اول کے جد مادری ہوتے ہیں۔ (توضیح کے لیے شجر ہائے نسب ملاحظہ ہوں۔

حکیم سید مظفر حسین
چھتہ بازار۔ حیدر آباد دکن

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ) مزار پر تاریخ رحلت کا کتابہ نصب ہے۔

خلف مؤتمن الدولہ امیر والا — ہم خطاب پدر خود بزبانِ عالم
کرد رحلت زجہاں ہاتف غیبی فرمود — جائے فردوس بود بودنِ خانِ عالم
۱۲۳۰

موصوف کی صرف ایک صاحبزادی مسماۃ کالی بیگم جو نواب میر علیخاں سے منسوب تھیں ۱۲۴۱ھ میں انتقال فرمایا مقبرۂ خاندانی میں مدفون ہیں۔ حسب ذیل تاریخ رحلت کتابہ مزار پر کندہ ہے۔

بیگمی کالی لقب عالی گہر قدسی جناب — رفت ازیں دارِ فنا در قربِ رب العالمیں
مصرعِ تاریخش از عرش بریں آید چنیں — مرقدِ پر نور بیگم جلوہ روئے زمیں

موصوف کی یادگار سے عاشور خانہ اورنگ آباد میں اب تک موجود ہے۔ ملاحظہ ہو عکس عاشور خانہ خان عالم وصّی قلیخاں المخاطب درگاہ قلیخانِ زمان شہسوار الملک جلاوت جنگ۔ منصب سہ ہزاری ذات و علم و نقارہ سے سرفراز تھے نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی نے جلوس کے چھبیسویں سال خدمت داروغگی منازل نزول و بیت المال (خزانہ) بلدہ خجستہ بنیاد سے بعد عزل جمیعت طلب خاں سرفراز کیا۔ ملاحظہ ہو نقل سند مشعر

شجرۂ نسب خاندان نواب درگاہ قلیخاں

خاندان قلیخان

درگاہ قلیخان

نوروز قلیخان

خاندان قلیخان

درگاہ قلیخاں سالار جنگ صاحب مرقع دہلی

- بہجت بیگم زوجہ نواب شجاع الدولہ محمد صفدر خاں غیور جنگ
- امام قلیخاں موتمن الدولہ خانعالم
  - کالی بیگم
- وصی قلیخاں مخاطب بہ درگاہ قلیخاں خان زماں خاں قیصر جنگ
  - لاولد

شجرۂ نسب نواب مختار الملک سر سالار جنگ مغفور

شیخ شمس الدین محمد حیدر

حیدر یار خاں منیر الدولہ منیر الملک شیر جنگ

المتولد ۱۱۳۱ھ | المتوفی ۱۱۸۹ھ

تقی یار خاں ذوالفقار جنگ

محمد مقدر خاں بہادر غیور جنگ
اشجع الملک شجاع الدولہ خانخاناں
داماد درگاہ قلیخاں مؤتمن الدولہ خاندوراں سالار جنگ
المتولد ۱۱۴۲ھ | المتوفی ۱۲۰۱ھ

محمد تقی خاں اکرام الدولہ
اکرام الملک قوی جنگ
المتولد ۱۱۶۹ھ المتوفی ۱۲۱۶ھ

حسن رضا خاں اشجع الملک
شوکت الدولہ منیر جنگ
المتوفی ۱۲۱۶ھ

علی زماں خاں
حیدر یار خاں غیور جنگ
منیر الدولہ منیر الملک میر الامرا

صبیہ منسوب بہ سیف الدولہ
سیف الملک سہراب جنگ
خلف ارسطو جاہ

رضا یار خاں
امیر الملک امین الدولہ حسام جنگ المتوفی ۱۲۴۳ھ

حسن یار والدو
ذوالفقار جنگ

درگاہ قلیخاں درگاہی

جہاندار علیخاں
امین الدولہ

المتولد ۱۱۸۵ھ | المتوفی ۱۲۴۵ھ

منور علیخاں بہادر اکرام الملک

بہرام علیخاں غیور جنگ

محمد علیخاں بہادر سالار جنگ
شجاع الدولہ
المتولد ۱۲۱۲ھ صبیہ میر عالم المتوفی ۱۲۴۴ھ

میر تراب علیخاں
سالار جنگ شجاع الدولہ
مختار الملک
جی سی ایس آئی - ڈی سی ایل
المتولد ۱۲۴۴ھ | المتوفی ۱۳۰۰ھ

عالم علیخاں شیر جنگ
سراج الدولہ سراج الملک
دیوان دکن

عبداللہ صاحب قوی جنگ اشجع الدولہ اشجع الملک

میر جواد علی منیر جنگ
اشجع الدولہ

محمد علیخاں
ذوالفقار جنگ

میر ولایت علی قوی جنگ

میر محمد علی

میر محمد کاظم

میر لائق علیخاں سالار جنگ منیر الدولہ
المتولد سنہ ۱۲۷۹ھ مختار الملک عماد السلطنة المتوفی سنہ ۱۳۰۶ھ

میر سعادت علیخاں غیور جنگ شجاع الدولہ
منیر الملک المتولد سنہ ۱۲۸۰ھ
المتوفی سنہ ۱۳۰۷ھ

عالیجناب نواب میر یوسف علیخاں بہادر
سالار جنگ ادام اللہ افیضہ

دیوان حیدرآباد دکن

جو دونوں خانوادوں کے چشم و چراغ اور وارث صحیح ہیں

نواب خانعالم فرزند نواب درگاہ قلی خان سالار جنگ

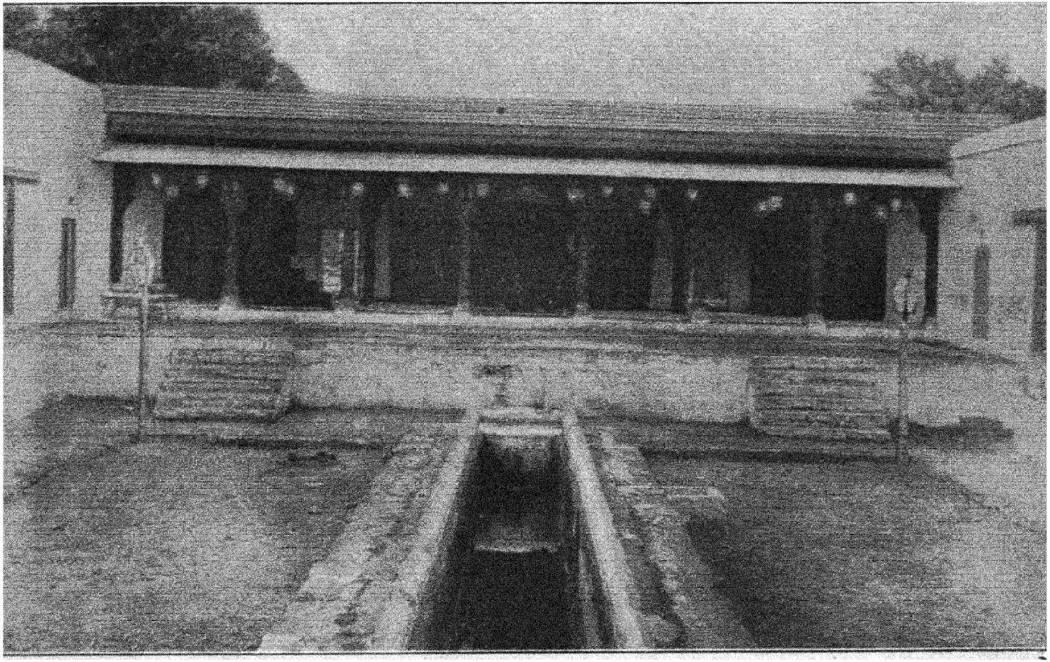

عاشور خانہ خان عالم خان

نقولِ اسناد

نقول پروانہ یا پروانگی کے نقول بھی منسلک ہیں چونکہ سند و پروانگی متحد العمل کے تحت قریب المعنی اور اعتبار میں بھی مساوی ہیں۔ صرف فرق اسقدر کیا جا سکتا ہے کہ سند ذاتِ خاص سے مختص ہوتی ہے اور پروانگی میں نقلِ سند کے تعمیلاً عمال کے نام اس کی اجرائی کے احکام بادشاہ یا وزیر یا ہر دو کی جانب سے صادر ہوتے ہیں۔

فہرست مضامین میں نقلِ سند نظام آباد یعنے پروانگی قائم مقام سند حسب معنی مذکورہ بالا ہی تصور کی جائے۔

نقلِ سند دھاویرہ (جو سنہ میں عطا ہوئی ہے) کے بعد تعلقہ دھاویرہ ہی کے متعلق ایک اور پروانگی دو مہری (یہ ہمیں بعد طباعت کتاب دستیاب ہوئی ہے) جو سنہ ھج میں عطا ہوئی۔ جس کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ سند مذکور میں حسب پروانگی مذکورہ خاندوران نواب ذوالقدر کی جاگیر میں مزید اضافہ کیا گیا۔

منظفر

۱

پروانگی بمہر نواب رکن الدولہ مرحوم موضع نظام آباد کہ بہ رثائے نواب ذو القدر بطریق انعام التمغا عطا شدہ[1]

نقل پروانگی بمہر رکن الدولہ[2] بہادر مرحوم ہفدہم رمضان المبارک ۱۱۸۸ ہجری آنکہ

امر عالی صادر شد کہ موضع نظام آباد وغیرہ دیہات پرگنہ حویلی بتیال واڑی سرکار مذکور صوبہ برار بالاگھاٹ بجمع کامل چہار ہزار و ہشتصد و شصت و چہار روپیہ و ہشت و نیم آنہ از قدیم بطریق انعام التمغا بنام متعلقان خان دوران بہادر مرحوم بلا قید قسمت مقرر است در نیولا بنام خیر النساء بیگم صبیہ مرحوم مذکور معہ فرزندان بجہتہ خبرگیری متعلقان بلا قید قسمت مقررہ شدہ دیوانان دکن دودل موافق ضابطہ نوشتہ از نظر گزرانند۔

ملاحظہ شد کامل

٥٠ ر

---

[1] التمغا۔ وہ سند جو برنگ سرخ مہر شاہی سے مزین ہو۔ اسناد التمغا جس میں نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن کی صراحت ہو اس میں کسی قسم کا گورنمنٹ کو حق تصرف نہیں اگر یہ قید نہ ہو تو گورنمنٹ تغیر و تبدل کو جائز سمجھتی ہے۔

دولت علیہ آصفیہ کی ذرہ نوازی نے سند ثانی الذکر کی وقعت بھی قانوناً وہی برقرار رکھی ہے جو سلاطین ماضیہ نے سند اول الذکر کی کی تھی ۱۲ م

[2] سید محمد یار خان المخاطب میر موسیٰ خان احتشام جنگ رکن الدولہ۔ ابن میر موسیٰ خان بہادر سادات موسوی سے ہیں اصلاً مشہدی آپ کے اجداد کلید بردار روضہ حضرت امام موسیٰ رضا علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ میر موسیٰ خان کے والد سید محمد خان کسی امر میں بھائی سے اختلاف اور املاک و خدمت سے دست بردار ہو کر براہ بخارا وارد دہلی ہوئے عہد عالمگیری

سند کوتوالی

شاہ عالم بادشاہ غازی ۱۱۸۱
احمد شاہ بہادر فدوی
میر محمد حسین خاں

باسم رفعت و عوالے پناہ درگاہ قلیخاں آنکہ خدمت کوتوالی بلدہ خجستہ بنیاد و فوجداری
افواج بلدۂ مذکورہ از تغیر حفاظت خان موجب فرد دستخطی کہ شرح آں محرف بقلم اُمد بعہد آں رفعت پناہ
مقرر گشت باید کہ از چوکی شب گشت بواقعی خبردار باشد و تقید نماید کہ اثرے از منہیات و مسکرات
و بدعات و دزداں و اچکگرہ برنماند و زناں قحبا و مکار و مستورات شرفا را باغوا و افرا
از جا نتوانند برد و در تنبیہ و تادیب مفسدان و سرتاباں و ہدم قلاع از دیق و حفظ و حراست
زیر دستان و مالگزاران و منع آہنگراں از ساختن بندوق بواقعی کوشد و جمعے را تھانجات محال
فوجداری بواسطہ بندوبست محال فوجداری بندوبست و ضبط در ربط تعیین کند تاکید نماید کہ چیزے
بصیغہ ابواب ممنوعہ نگیرند و احدے مرتکب منہیات و مسکرات نکردہ محافظت شاہ راہ نوعے نماید کہ مسافرین و متمردین
بجمعیت خاطر و طمانیت باطن آمد و رفت می نمودہ باشند و در ہیچ جا دزدی و رہزنی بوقوع نباید و اگر مال کسے
بدزدی یا بغارت رود مال را با دزداں و رہزناں پیدا ساختہ مال بمالک و آنجماعہ بد مآل بسزا
برساند و در صورت پیدا نہ ساختن از عہدہ جواب مال برآید ۔

میر محمد حسین

بقیہ نوٹ صفحہ (۱) میں باریاب ہوئے دیگر اعزاز و عطایا کے علاوہ ۵ۃ عالمگیری میں پانصدی منصب و خطاب ترکی خاں
سے سرفرازی پائی ۔ نواب غازی الدینخاں اول قدیم مراسم کی بناء پر ہر طرح کفیل ہے ۔ مدت العمر سفر حضر میں ساتھ چھوڑا مغفرتمآب
حضرت آصفجاہ اول کے ساتھ میر موصوف دکن آئے ابتدا میں وقائع نگاری دیور کنڈہ و داروغگی ہرکارہ سے سرفراز ان بعد

کیفیت اینست

کہ خدمت کوتوالی بلدہ خجستہ بنیاد و فوجداری بلدہ مذکور از تغیر سید نجم الدین خاں بہ شروط یکصد سوار بہ تخط نواب مغفرت مآب بہ میر عبداللہ خاں مقرر شدہ ثانی الحال از تغیر خان مسطور بہ میر مہدی مقرر گشتہ سوال خدمت بنام مومی الیہ بہ تخط نواب مغفرت مآب ۲۷ ربیع الثانی سنہ ۳۱ از تغیر مشار الیہ۔ امان اللہ بیگ کہ بخطاب حفاظت خاں سرفرازی یافتہ مقرر گشتہ من بعد ۱۱ جمادی ۲ سنہ الیہ سوال خدمات مسطور مشروط یکصد سوار بنام خان مذکور بہ تخط نواب مستطاب معلی القاب خورشید اشتہار نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ رسیدہ سند خدمت تحریر ۲۲ شوال سنہ الیہ حاصل ساختہ در نیولا در باب دادن خدمات مذکور بنام درگاہ قلیخاں پروانگی بمہر شاہ نواز خاں شرح صدر رسیدہ۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۲) نواب ہدایت محی الدین خاں کے ہمراہ ادہونی کے کاروبار میں شریک و مشیر کار مقرر ہوے رکن الدولہ و شرف الدولہ ہر دو بھائی ابتدائے سن سے شاہزادگان کے ہمدرس ہونے کے شرف سے ممتاز تھے حضرت مغفرت مآب آصفجاہ اول کی رحلت اور نواب ناصر جنگ شہید و نواب ہدایت محی الدین خاں کے بعد بعد نواب صلابت جنگ جب صوبہ ایلچپور و برار

شرح فقرہ سوال دستخطی کہ ۲۴ جمادی الآخر سنہ ۱۲۰۴ھ بدستخط رسیدہ آنکہ
سوال دفتر متضمن بدیں کہ درباب اجرائی اسباب خدمات

دستخطی نواب غفرانمآب نظام الدولہ نظفر جنگ تہید و پروانجات و امودہ تنخواہ جاگیر سابق و عمل عضد الدولہ مرحوم کہ مردم درخواست مینمایند ہرچہ دستخط مزین شود عمل آید دوم ربیع الثانی سنہ ۱۲ھ دستخط نواب مستطاب معلی القاب خورشید اشتہار سید محمد خاں بہادر صلابت جنگ شدہ اسناد قلعہ داراں بعد رسیدن فرد بمہر راجہ رگھناتھ داس دیر وانجات تنخواہ جاگیر و ولنوددلہ بوجہ صدارت بعد رسیدن فرد بمہر صاحب رسالہ برطبق دستخط سابق سند جاری نمایند بر وفق آن سند درگاہ قلی خاں جاری نمودہ شد لہ

فیصلہ خیدو کیل
والا
پیجہ سنہ
درباب آوردن تعہد و ضمانتی محلکا بمہر ۱۵ رجب بدفتر
دیگاہ قلیخاں بیعا ودو ماہ مرقوم
نوزدہم رجب المرجب سنہ ۱۲۰۴ھ

ملاحظہ شد

تباریخ دہم شعبان المعظم سنہ ۱۲۰۴ھ
داخل سیاہۂ حضور نمودہ شد

بقیہ نوٹ صفحہ (۳) کلیتہً حضرت غفراں مآب کے متعلق ہوا تو موصوف جملہ فوج نظامی کی سرداری پر سربلند ورا مورات مملکت میں مشیر و شریک رہے۔ یہانتک کہ سنہ ۱۱۷۵ مشہور جنگ راکش بھون میں وٹھل سندر پرتاب کے مارے جانے کے بعد منصب ہفتہزاری شش ہزار سوار و عطائی ماہی مراتب و خطاب رکن الدولہ احتشام جنگ سے سربلند اور خدمت جلیلہ دار المہامی

نقل سند پرگنہ دھاویرہ

بدیسکھان و دیس پانڈیان و مقدمان و رعایا و مزارعان پرگنہ دھاویرہ سرکار کاتبا لبارئی صوبہ برار بدانند

مبلغ شش لک ہفتاد و سہ ہزار درم از پرگنہ مذکور از محال سرکار

حسب الضمن بطریق عہدہ بجاگیر درگاہ قلی خان بہادر کوتوال بلدۂ

خجستہ بنیاد و فوج دار فواح بلدۂ مزبور تنخواہ شد ۔ باید کہ

محال مسطورہ را بتصرف گماشتہ خان مشار الیہ واگزارند ۔ و

بعد ازیں کہ سند تنخواہی موافق ضابطہ برسد ۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴) پر سر فراز ہوئے ۔ موصوف نے اپنی مدت مدار المہامی (۱۲ سال) میں اپنے اعلیٰ تدبر و شجاعت سے ہمیشہ دشمنان دولت کو مقہور و پامال رکھا ۱۱۸۱ھ میں درباری سازش کی وجہ سے فیضو نامی گارڈی کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا ۱۲ مظفر ماہ نامہ قلمی ۵۳ دول ۔ بمعنی بحث ۱۲

مقرر این ضمن از پرگنه دهاوره سرکار باباری صوبه ... از محال سرکار بجاگیر درگاه قلیخان بهادر کوتوال بلده فرخنده بنیاد و فوجدار
نواح بلده مذکور بطریق عهده تنخواه گردیده باید که محال مذکور را بعهده خان مشار الیه واگذارند
و بعد رسیدن سند موافق ضابطه بعمل آرند.

صح نشد

عرضه

هفت آدم

بتاریخ ... ذی قعده سنه احد ...

فرزندی صمصام الدوله شاهنواز خان بهادر صمصام جنگ ...

... پرگنه دهاوره سرکار باباری صوبه ... بالا گهات ... بجاگیر درگاه قلی خان بهادر ... تنخواه نمانده فدوی درگاه اول موافق ضابطه ...

... لهذا کیفیت طلب ...

خان مشار الیه کوتوال بلده فرخنده بنیاد و فوجدار نواح بلده

مذکور در ذیل محال ... آمده.

پروانه دادی

الیه

طلب

هزار و پانصدی ذات

... سوار و دو اسپه ...

صد طلب

... علم و نقاره

... سوار

... صمصام الدوله بهادر ...

۱۰۸

طلب
سه ماسوار
براوردی نقاره
شرط منصب گوالی بلده ... فوجداری قلعه بلده مذکور
براوردی
ماسوار

۲ محرم
ذات
نقاره

طلب
براوردی

پانصدی ذات
ماسوار دواسپه

دار رمضان
خطاب ... در

خوراک دواب

مطالبه ... سه

بار

تتمه طلب مسترد

شده ... ذیل

پیوسته ... تحویل ...

تاریخ نهم ذیحجه سنه
داخل سیاهه بصدر نموده شد

بلا شرط

مشروط

نهار سواری سرکار مذکور صوبه برار

وا دیده سرکار صوبه … بلا شرط

روزنامچه سرکار … صوبه برار … شرح الفقا

از بزرگ وا دیده سرکار … صوبه برار …
… آصف الدوله …
… نموده نماید

نقل پروانۂ دومهری بابتہ اضافہ جاگیر تعلقہ دھاویرہ

نقل

سنہ ۴

پروانہ دومهری بمہر صلابت جنگ بہادر و بمہر میر محمد حسین خان بہادر مرقوم بست و پنجم شعبان المعظم

بدیسمکھان و دیسپانڈیان و مقدمان و رعایا و مزارعان پرگنہ بیتالواڑی سرکار مذکور صوبہ برار بدانند
مبلغ دو للب و نود و سہ ہزار و نہصد دام از پرگنہ مذبور از محال سرکار حسب الضمن بطریق عہدہ بجاگیر
درگاہ قلیخان کوتوال بلدہ خجستہ بنیاد و فوجدار نواح بلدہ مسطور تنخواہ شد باید کہ محال مرقوم را تبصرف
گماشتہ خان مشار الیہ واگزارند و بعد ازین کہ سند تنخواہی موافق ضابطہ برسد بدانموجب بعمل آرند
المرقوم صدر شہر مذکور السنہ شرح دستخط آنکہ
مص

شرح دستخط [illegible]
[illegible]

منفرد ضمن از پرگنہ بیتالواڑی سرکار مذکور صوبہ برار از محال سرکار بجاگیر درگاہ قلیخان کوتوال بلدہ خجستہ بنیاد
و فوجدار نواح بلدہ مذکور در طلب با شرط بطریق عہدہ تنخواہ گردیدہ باید کہ محال مذبور را بعہد خان
موی الیہ واگزارند و بعد رسیدن سند تنخواہ موافق ضابطہ بعمل آرند۔

سمت ... ۸۰

... دام

شرح فرد از قرار بیان ۲۴ رجب ... آنکه

از پرگنه ... منال و اوری سرکار مذکور صوبه برار جاگیر سرکار

شرح و تحفظ نواب مستطاب معلی القاب ... اشتهار

شرح و تحفظ نواب صلابت جنگ آنکه

میر سید محمد خان بهادر صلابت ... توراه نایب الحق

... ۸۰ ... به درگاه قلیجان توراه نایب

تخفیف ده سر

الرحمن

حصه ... الدوله بهادر

الرحمن

الرحمن

شرح سوال از قرار تاریخ ۲۴ شعبان ... آنکه

در کیفیت جاگیر سرکار از پرگنه منال و اوری سرکار مذکور صوبه برار از نظر گذشته

و تحفظ نواب مستطاب معلی القاب ... اشتهار میر سید محمد خان بهادر

صلابت جنگ شده به درگاه قلیجان توراه نایب

وکیل خان مذکور کوتوال ... و فوجدار فراخ

... بنیاد ... سند التماس دارد

در باب آوردن پروانه دامی از حضور پرنور و تیاری سند ششه

بمیعاد ششماه و داغنامه و موجودات نائبان بمیعاد چهار ماه

محلکاه - تحریر ۲۰ رمضان سنه [illegible] بدفتر رسید الحق

هزار و پانصدی ذات ده ماهه

سه ماهه

طلب

مرحمت

اصل

هشت صدی ذات

ماه طلب

للوقایع الملک

بلا شرط

ششصدی ذات

طلب

امر به

اصل به دستخط

داب منصب

طلب

محال

این گروه ... مذکور صوبه ... دستخط

بدرگاه ... تنخواه نمایند . ۲۸ رجب ... دستخط

معلی القاب ... بهادر ...

بدرگاه ... تنخواه نمایند الحق

ثبت

الملک

حضور نظام الدوله

السابق

اضافه به دستخط مظفر جنگ

تنخواه

طلب

مشروط ذات

طلب ... سوار

در آن ولا بر طبق تنخواه ... سید محمد خان بها در ... صوبه‌داری ...
بر طبق ... ربیع الثانی

منقضی ذات

طلب
ماهیانه
... ۱۲
... دواب

اصل ...
... مشروط

بالا شرط
... ۱۲

... تنخواه از محال ذیل
... در مشروط ... فوجداری
... تنخواه ...

از سابق در بالا شرط
... پرگنه ... سرکار احمدنگر ...
... پرگنه ... آباد
... در مشروط
... پرگنه ...

از سدس ربیع قوی ... سنه ۱۱۶۰ فصلی

اضافه	اصل
دام	دام

از محال نظام الدوله	از محال سرکار
اصل	

اضافه	اصل	اضافه	اصل

اجنته عرف نظام آباد	بالاپور	مولیہ پاپ	بے جل ولے
اصل	اصل	اصل	

اضافه	اصل	اضافه	اصل	اضافه	اصل	اضافه	اصل

ساور کہیرہ — چلکے — آماد — رائے کھنے

حاصل — حاصل — حاصل — حاصل

اصل — اضافہ — اصل — اضافہ — اصل — اضافہ — اصل — اضافہ

خواندیس — دکھیلہ — اندرہاری — ویرکا لونل

حاصل — حاصل

پلس کہیرہ خورد — انت کہیرہ — اصل — اضافہ — اصل — اضافہ

حاصل

دفعہ محال نظام الدولہ — کمبے حاصل — مال کہرہ حاصل

اصل — اضافہ

اصل — اضافہ — اصل — اضافہ — اصل — اضافہ

کہراتہ — سیاہہ — کہرآلہ بشرکت حاصل

بدفتہ محال نظام الدولہ حاصل

اصل — اضافہ

اب کہرہ بشرکت

اصل — اضافہ — اصل — اضافہ

تحریر فی التاریخ

آصفجاہ نظام الملک نظام الدولہ میر نظام علیخان بہادر فتح جنگ سپہ سالار

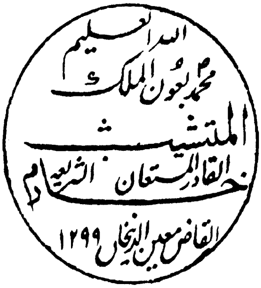

نقل

تعلیقہ آنکہ

سند بہر نواب مستطاب دہ بمہر اشجع الدولہ محمد صفدر خان بہادر غیور جنگ دیوان دکن از فرا تاریخ سیزدہم رمضان المبارک ۲۶ سنہ جلوس فصلی دسنگ باسم رفعت و عوالی پناہ درگاہ قلی خاں بہادر آنکہ خدمت داروغگی منازل نزول[1] و بیت المال[2] بلدہ خجستہ بنیاد بعد جمعیت طلب مال بموجب فرد دستخطی کہ شرح آں محرف تقلم آمدہ بعہدہ آں عوالی پناہ مقرر گشت باید کہ آں تبقید تمام و تبقدیم آں پرداختہ دقیقہ از دقائق حزم و ہوشیاری مہمال و غیر مرعی بگذارد ۔

---

[1] منازل نزول ۔ بمعنی کروڑ گیری یا چنگی (م)

[2] بیت المال ۔ اس کا وجود مسلمانوں میں بعہد خلافت ارشدہ پایا جاتا ہے ۔ زاں بعد اس کا قیام لوازم حکومت سے ہوگیا ۔ ہر قسم کی رقمی آمد و خرچ اسی محکمہ سے متعلق تھی مختلف زمانوں میں اس کے نام بھی مختلف مثل دفتر استیفاء، دفتر سیاق، دفتر وجوہ امدنی رکھے گئے ، ہندوستان میں شاہان مغلیہ نے اس محکمہ کو دفتر سیاق و استیفا سے موسوم کیا ۔ اس دفتر میں جملہ آمد و خرچ کا اندراج (خواہ از قسم نقدی خواہ اراضی و انعام یا وظیفہ وغیرہ ہو) رہنا ضروری تھا ۔ اسناد کی تقسیم اور تصدیق اسی دفتر سے کی جاتی تھی دکن میں حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ کے عہد میں یہ محکمہ اپنے قدیم شرعی نام بیت المال سے موسوم رہا ۔ جس کے صدر خاندوران تھے (جیسا کہ اسناد سے ظاہر ہے ۔

موجودہ زمانہ میں اِن امور کا تعلق محکمہ فینانس سے (جس کی کرسی صدارت پر عالیجناب نواب سر حیدر نواز جنگ

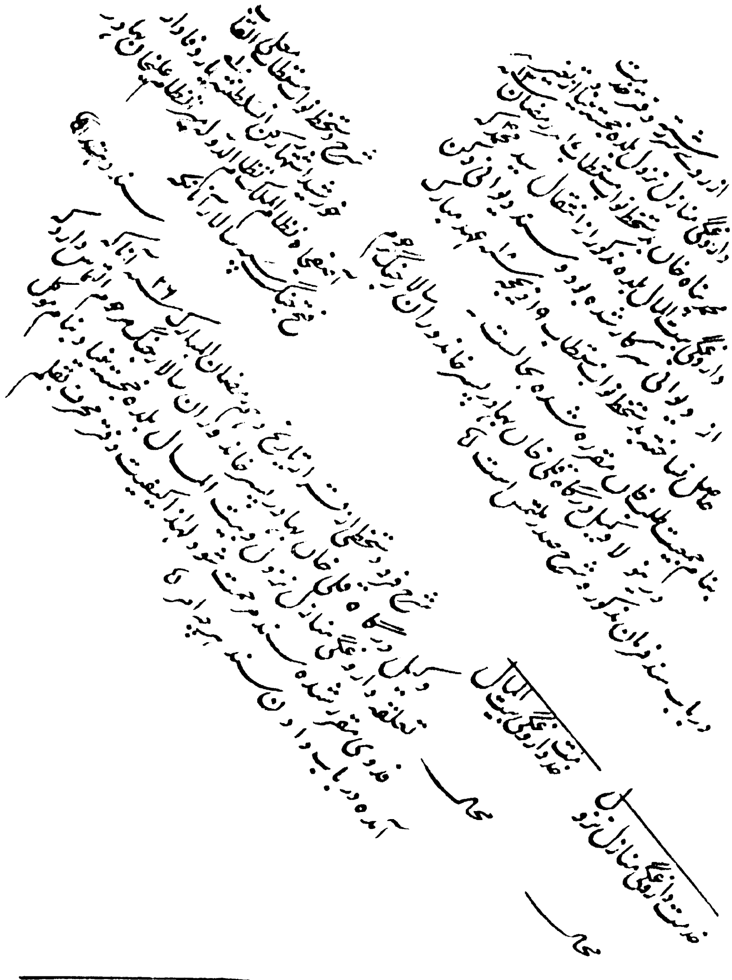

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) بہادر جلوہ فرما ہیں (جو اپنی فطری سخاوت کے باعث دکن میں مہاراجہ چندو لعل دیوان دکن کی طرح ضرب المثل ہیں) اس کے تحت دفتر صدر محاسبی و خزانۂ عامرہ سرکار عالی ہیں۔ مگر اب بیت المال کا اطلاق خزانۂ عامرہ سرکار عالی پر کیا جاسکتا ہے۔ (مظفر)

[1] یار وفادار۔ خاندان علیہ آصفیہ کے ارکان کو خطاب بھی شاہان مغلیہ نے عطا فرمایا تھا جو مثل دیگر خطابات کے اس خاندان عالی کا آج تک طرۂ امتیاز ہے (مظفر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وقتے نواب درگاہ قلیخاں بہادر سالارجنگ مؤتمن الدولہ برفاقت نواب نظام الملک آصف جاہ بجہان آباد (در سال یکہزار و یکصد و پنجاہ و یک ہجری) رفتہ بودند خصوصیات آنجا آنچہ بنظر درآمدہ بود بقید قلم آوردہ اند چوں خالے از کیفیت نیست لہذا مسطور میگردد

ذکر قدمِ شریف آب و رنگ گلشن، بمیامن برکات قدم شفاعت توام جناب حضرت نبوبیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ گرد آستانش توتیائے ارباب بصیرت است و غبار راہش ضمیر مایۂ اہلِ نظرت، جہت عاصیاں از کثرت سجود آئینہ وار امتیاز دیدہ حاجتمندان بدریوزہ گری خاک جنابش سرمہ طراز بارگاہ کیوان پایگاہش واجب التعظیم و علی الدوام کافہ انام سرگرم مجرا و تسلیم ؎

برزمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود   سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

روز پنجشنبہ از ہجوم زائران صحن این درگاہ قسمے مملو میشود کہ عبور این کس تا مقصد مطاف. بہزاران صعوبت دست می دہد و در ماہ ربیع الاول روز و شب ہمیں مجمع است۔ فقراء و زوار از بلاد و امصار دور دست بعزیمت زیارت می آیند۔ چمن چمن گلِ مُراد بدامنِ آرزو میکنند مرض از شربتِ آبی کہ از شست وشوی دار الشفائے قدمِ مبارک نصیب تشنہ لبان تمنا میگردد برائے عافیت میگیرند و تیمنًا بجہتہ دور دستاں می برند، سعادت منشاں باحراز مثوبات اخروی در حوالی ایں درگاہ مکانہا بمبلغ خطیر خریدہ، طرح مسکنِ آخرت میکنند، چنانچہ اطراف آں چندیں مقبرہ است وقبور غربا از دائرہ حساب بیروں، در ایام عرس شریف در و دیوار ایں مکان از کثرت طائفان نوعے لبریز میشود کہ جا برائے نشستن بہم نمی رسد، مگر از صبح سبقت نمایند۔ مطعومات و تنقلات کہ اغنیا بر سبیل نذر دریں ایام ارسال می دارند۔ صرف فقراء و مساکین می شود، و ذخیرۂ چندیں روزہ می گردد۔ سبحان اللہ عجب مکان فیض نشان است کہ انوارِ کرامت و اعجاز از در و دیوار می بارد۔ حوضش کہ در پیشگاہ دروازہ رخصت واقع شدہ۔ ماء المعین کرامت است۔ وعین الحیات سرچشمہ رافت۔ متعطشاں بکام دل ازیں زلال سیراب می شوند بادشاہے کہ در زمان سابق وفات یافتہ۔ بموجب وصیت او قدم معجز شیم را در سینہ اش نصب کردہ اند۔ بزار و یتبرک بر قدم گاہ امام مفترض الطاعۃ، یعسوب المسلمین، امیر المومنین

علی علیہ السلام' ازقلعہ بادشاہی بفاصلہ سہ کروہ واقع شدہ۔ زائران باحراز سعادت اخروی روز شنبہ جوق جوق عازم زیارت میشوند۔ وگلِ مجرا وتسلیم را زیب گوشۂ دستار اعتقادی سازند۔ خاک جنابش ذریعہ شفائے دردمنداںست وزلال چشمہ سار مرحمتش آبروئے حاجتمنداں۔ اکثرے بہ تحصیل متمنائے مافی الضمیر نذرہا می بندند۔ وبکامِ دل میرسند۔ دوازدہم محرم کہ روزِ زیارت حضرت خامس آلِ عباست۔ ارباب تعزیہ بادلِ محزوں وچشم گریاں برسمِ عزا پُرسی درآں مکان خلدآستان مجتمع می شوند۔ وشرائط زیارت بہ تقدیم میرسانند ہیچ متنفسے نیست کہ دریں روز بہرہ ازیں سعادت برندارد۔ ازکثرت سواری وضیع وشریف طرق وشوارع بسان چشم مور تنگ می شود۔ اہل حرفہ بترتیب وتزئین دکاکین پرداختہ۔ اقسام منافع برمی دارند۔ درچوکی خانہ کہ مکان معین ارباب ایمانست منقبت خوانان باآہنگ بلند قصائد عزا می خوانند ومنشور نجات ازآنجناب معجز انتساب حاصل می نمایند۔ مصرع "گر عقبیٰ خواہی زیارتش دریاب،"

درگاہ فلک بارگاہ حضرت قطب الاقطاب ازقلعہ بفاصلہ ہفت گروہ واقع شدہ ومرقدِ مبارک درصحنِ مسجد بے سقف زینت ترتیب یافتہ۔ مطاف زائرانِ خطۂ ہندوستان است۔ ومرجع ومقصد جمیع حاجت طالبان صفائی درو دیوارش یاد ازسواد بہشت میدہد۔ وفضائے برکات آثارش بوسعت آباد رحمت ایمامی نماید' دراحیان صبح درحوالی قبرمبارکش تجلی

بلاکیف صورت می بندد۔ وکیفت عجیبے بر دلہائے زائران طاری میشود۔ ارباب تمنا بعد از ادائے فریضۂ صبح بطوافش پرداختہ گلہائے مقصد می چینند۔ و درکمال انبساط و انشراح معاودت میکنند۔ زیارتش درہمہ روزہاست۔ بتخصیص روز پنجشنبہ طرفہ ہجوم می شود۔ مردم باستعداد شب روی از دہلی عزیمت میکنند۔ وبعد فراغ زیارت بسیر تنزہات کہ از میامن قدومش ہر طرف سبزہ زارسیت۔ و در ہر جا چشمہ ساری۔ بتخصیص جھرنہ و حوض شمسی کہ از چشمہ ہائے متبرک انواع تمتعات حاصل می کنند۔ در اطراف مزار فائض الانوارش جمعی از مردانِ خدا آسودہ اند۔ چنانچہ نکہت وجد و حال تا حال بمشام اہلِ یقین میرسد۔ و چاشنی درد بکام ارباب ذوق سرایت میکند۔ مکانہائے متبرک در نواح ایں سواد بہشت نشان واقع شدہ اند۔ بتخصیص مسجد اولیا حضرت قطب العارفین خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہٗ احداث کردہ اند۔ ہر کہ در آنجا نماز میخواند۔ حلاوت عبادت را می فہمد۔ غرض کہ از کثرتِ قبور اولیا رشک روضۂ رضوان است۔ در عیدگاہ ایں مکان در ملفوضات نوشتہ اند کہ اکثر اوقات حضرت خواجہ خضر علیہ السلام تشریف می آرند۔ قبر حضرت قاضی حمید الدین ناگوری ہم ہمسایہ مزار مبارکست و بہادر شاہ ہم بزور طالع در کنف رافت و کرامت جا یافتہ شانزدہم ربیع الاول عرس می شود و عالمے بہ نیت زیارت مستعد می شود و تا دو روز سیرہا میکنند قوالان علی الدوام از دور روبروئے قبر مبارک گاہے ایستادہ و گاہے نشستہ

مجرامی کنند۔ شاہ شہید محمد فرخ سیر بیک سمت درگاہ دیوارے از سنگِ مرمر تراشیدہ نصب کردہ شبکہ اش در نہایت نزاکت است و شفافی سنگ در کمال لطافت۔ رباعی

شاہی کہ بعالم علم فقر افراخت ازہر دو جہاں بگوشۂ عزلت ساخت

در راہِ خدا است رہنما قطب الدین چوں قطب کہ میتواں از و قبلہ شناخت

ذکر سلطان شمس الدین غازی۔ مرقد مبارکش در اطراف درگاہ حضرت قطب الاقطاب دریں غارے واقع است۔ ہر چند کہ از سلاطین اند لیکن بصحبتِ ارباب ذوق و مواجید باریاب بمدارج قصوائے ولایت عروج کردہ اند۔ چنانچہ شرح کمالاتش از ریاض الاولیا، کہ تذکرہ ایست بہین می گردد۔ ہوائے زار روضہ اش نمونہ ایست از روضۂ رضوان و سواد سرزمین فیض آگینش انموذج خلدیست بشگفتگی عنوان۔ در موسم برسات از ہجوم سبزہ و ریاحین خود رو رشک گلشن کشمیر است و باعتدال ہوا و کیفیتِ فضا دلچسپ و دلپذیر زائران را درضمن زیارتش نزہت خاصے دست می دہد و در اثنائے طوافش کیفیت رنگینی مشاہدہ می پیوندد نور اللہ مضجعہ اللّٰھم ارزقنا واغفرنا۔

حضرت سلطان المشائخ معشوق الٰہی مرقدِ مبارک آنحضرت از دہلی کہنہ بفاصلہ نیم کروہ واقع شدہ زہے روضہ کہ سلاطین را بجنابش التجاست و خواقین را بہ نسیم عتبۂ علیہ اش دلیل مدعا از در و دیوار سراپا انوارش فیضہا ترشح می کند و از سواد خاک پاکش چشمہ سار سعادت میجوشد و دور بارش عظمت و جلال آں آستان زہرۂ متکبرین را بگداز می دہد و سطوت قہرمان آں مکان رفیع الشان سرہائے

گردن کشاں را بے اختیار مائل سجود میگرداند۔ کیفیت ہا ازاں مرقدِ فردوس آئین محسوس می شود کہ ناطقہ در ادایش ابکم است و رنگہا ازاں چمنستان جنت آگین مرئی می گردد کہ خامہ در گذاشتن آں مقطوع الفم ہر چہار شنبہ جمہور خواص و عوام احرام زیارت می بندند و قوالان بآداب تمام ایستادہ بتقدیم مراسم مجرا می پردازند بتخصیص چہار شنبۂ آخرین صفر طرفہ انبوہے و عجب کثرتے می شود۔ اشخاص دہلی خیلے تقطیع و تزئین کردہ می آیند و بعد حصول زیارت بسیر حدایق کہ در جوار ایں روضہ مبارک واقع شدہ اند می پردازند ارباب محترفہ بہ ترتیب و تزئین جابجا متمکن می شوند و مرغوبات و مطلوبات تماشائیان در ہر جا عرض می کنند از کثرت نغمات مطربان سامعہ گرانی بہم می رساند۔ در ہر گوشہ و کنار نقال و رقاص داد خوش ادائیہا میدہند۔ عرس مبارک چہاردہم ربیع الثانی میشود باستدام سعادت آستان سدرہ نشان کلاہِ مفاخرت بہوا می فرستند و در اطراف واکناف بسبب کثرت قیام خیام جا تنگی میکند۔ ہمہ شب نوبت بنوبت قوالان مجرا میکنند و مشائخ و صوفیہ را بوجد و حال می آرند و صحبت بواہیر ہا خیلے امتداد می کشد و طرفہ شور و شغبی برپا میشود ایں فرقۂ علیہ و سائر زوار آں شب را احیا میدارند و بیشتر در اطراف مرقد منور مراقب می باشند و برخے بتلاوت اشتغال می نمایند۔ صبح آں شب طرفہ فیضی دارد و نماز فجر بعجب حلاوتے میسر می آید حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ بپایان قبر گرامی آسودہ اند فاصلہ غیر از چند ذرعہ درمیان

نیست کہ در عرس شریف ایشاں ہم کیفیت خاص دست میدہد و سماع میشود
مجاوران در اطراف ایں روضہ خانہ ہا و کاشانہ ہا دارند۔ برائے خود معمورہ ایست
و مدار معیشت اینہا بر نذور و وجوہ وکالت است خوشا حال سعادتمندانی کہ
در قرب ایں خطہ پاک مکان سکونت دارند علی الدوام تحصیل فیوضات زیارت میکنند
حضرت نصیر الدین چراغ دہلی مزار انوار ایں بزرگوار از دہلی کہنہ بفاصلہ سہ کروہ
واقع شدہ سواد روضہ اش چوں روضۂ رضواں در کمال دلکشائی و فضائے مرقدش
بسان خیابان بہشت در نہایت خوش ہوائی اشعۂ کمالاتش ازاں سرزمین
چوں نور آفتاب تابانست و لمعہ کراماتش ازاں خطہ دلنشین برنگ پرتو شمع
از تہ فانوس نمایاں چراغ حاجتمنداں بشعاع کرامتش روشن است و دل
مستمنداں بہ ہوائے توجہش رشک گلشن در واقعہ چراغ دہلی است بلکہ
چشم و چراغ تمام ہندوستان زیارتش روز یکشنبہ معین است بہ تخصیص
در ماہے کہ دیوالی می آید طرفہ ہجومے می شود۔ و دریں ماہ در ہر یکشنبہ جمیع
سکنۂ دہلی سعادت زیارت میروند و در اطراف چشمہ کہ از مضافات ایں
درگاہ است خیمہ ہا و سراپردہ ہا ایستادہ کردہ غسل ہا می کنند و اکثری از
امراض مزمنہ شفائے کامل می یابند مسلمین و ہنود در تقدیم شرائط زیارت
یکسانند از صبح گرفتہ تا غروب آفتاب کاروانہائے زایران متصل می رسند
در زیر ہر درختے و در سایہ ہر دیوارے عالمے بہ ترتیب فروش پرداختہ داد

عیش وخوش دلی می دہند سیر عجیبے است وتماشائے طرفہ در ہر جا راگ و رنگست و در ہر گوشہ وکنار صدائے پکھاوج ومورچنگ عرس مبارک ہم تبوزک می شود بادشاہ جم جاہ محمد شاہ در اطراف مرقد والا احاطہ پختہ ترتیب دادہ اند در صحنش وسعتے است کہ در ہیچ درگاہ شاید نباشد قدس اللہ روحہم واوصل الینا فتوحہم

حضرت شاہ ترکمان بیابانی علیہ الرضوان بکرامات غریبہ مشہور و بخوارق عجیبہ مصروف ثقات اینجا اتفاق دارند کہ پیش از بنائے دہلی در حین کہ صحرائے بحت بود۔ ایشان درجائیکہ آسودہ اند مقیم بودند و برخے معاصر حضرت قطب الاقطاب میدانند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال قبر مبارکش درون شاہجہان آباد است۔ بست وسوم شہر رجب عرس می شود۔ خادمان ومعتقدان آئین سنا در روز عرس توزکی میکنند از کثرت چراغان وقنادیل صحن فلک نورانی میشود و از وفور گلہا موج نکہت گل در روانی آرام گاہش جمعیت آباد است و روضۂ اش خلد اتحاد از نسیم صحنش آنچہ کیفیت بمشام می رسد واز شمیم فضایش نکہت حقیقت بدماغ میخورد جمیع سکنہ اعتقاد خاصے دارند و در مشکلات مہمات استعانت بروضۂ شریفش می برند و درخور رسوخ اعتقاد فائز مدعا می شوند۔

حضرت باقی باللہ مرقد مبارک ایشان مکان متعین وزیارتش بذمہ ارباب ایقان معین نسیم فضایش گلشن اتحاد وشمیم ہوایش خلد آباد از

درو دیوارش بیخودی استقبال می کند و از سرزمینِ فیض آگینش عبرت آغوش می کشاید درعین تموزکہ ہوائے دہلی آتشباز می شود و زمینہا تفتہ می گردد درصحن مزارکرامت آثارش برودت می جوشد ہرگاہ قدم درصحنش میگذارند بریخ می خورد و بیرون از حرارت آفتاب برشتہ میگردد یکے از خوارق عجیبۂ ایش اینست سکان شہر بتلاش درجوارش مدفون میکردند کہ بحمایت ہمسایکیش از تب و تاب جہنم محفوظ ماند نوراللہ مضجعہ۔

حضرت شاہ حسن رسول نما قبرش آئینہ جہاں نما است و تربتش چوں خطۂ بہشت دلکشا بصفائے اعتقاد اگر زیارتش نمائے بوسیلۂ روح پرفتوحش رویتِ جمال محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ممکن و بخلوص نیت اگر توسل جویند حصول مآرب و مقاصد متیقن بہ بست و یکم شعبان المعظم مراسم عرس بتقدیم می رسد و شمع تزئین و آرائش بکار می رود۔ صبح عرس جمیع نقالانِ دہلی تاشام بمجرا پرداختہ احتظاظ وافی بزایران میرسانند و عنان معاودت میگردانند۔

شاہ بایزید اللہ ہو جلوہ صفائے مشربش از درو دیوار پیدا است و انوار کرامتش از تربت بہشت صفت ہویدا آ واز عرس مجلس رنگینی منعقد می گردد و حلاوت خاصے بمذاق زایران عاید می شود۔

قدوۃ اصفیا معارف آگاہ شاہ عزیز اللہ قبر مبارک ایشاں

در دہلی کہنہ در مکان مرغوبے واقع است ارادتمندان بمقتضائے صفائے
عمارت مختصر رنگین ساختہ و بہ تعمیر احاطہ آں پرداختہ نسیم فزائش از ہوائے
خلد باج میگیرد و روائح ریاحین خیابانش از حدیقہ ارم خراج عشرت گاہ
نرد بانست و تماشا کدہ خلوت طلبان، ہیچ وقتے نیست کہ از خلفائش
کسے مشغول بمجرد رسیدن آن مکان بیخودی تمہید می کند وجلوہ از خود رفتی بمعائنہ
آہنگش می رساند و زمان حیات ایشاں عاصی بود کہ کلاغش بآئین مہملان شدید
فرصت نفس کشیدن نمی داد و ہرگاہ کہ منمعز سر خود از کلبۂ احزان برمی آورد بصدمات
منقار مجروح و مشبک می یافت درتمام شہر و جمیع مزارات ملتجی گردید شفاعت
ہیچکس در استعفائے جرائمش مفید نیفتاد اکابر عصر بآستانہ کرامت آشیانہ اش
سراغ رستگاری دادند و بیامن توجہات عالیہ مستظہر گردانیدند۔ بیچارہ را رجوع
بخانقاہ فلک اشتباہ کردن ہماں بود و بکام دل رسیدن ہماں خوارق عجیبہ ایشاں
از حد و حصر زیادہ است و تا حال استمداد و استعانت از قبر مبارکش باقیست
روز عرس سماع خاصی می شود و شیخ و شاب بعتبہ مواحدی آیند مطاف و مقصد ابرار۔

مرزا بیدل رحمۃ اللہ علیہ تربت موزوں ایشاں در دہلی کہنہ در
محوطہ مختصر برنگ معنی خاص در الفاظ رنگین واقع شدہ سیوم شہر صفر عرس می شود
تلامذہ اش وجمیع موزونان شہر بعزیمت مستفادہ روحش حاضر می شوند و دور
قبر حلقہ مجلس ترتیب می دہند۔ کلیاتش کہ بخط گرامی ترتیب و ترقیم یافتہ

مابین حلقۂ گذاشته افتتاح بشعر خوانی می نمایند برعنوانش این رباعی مرقوم است۔

رُباعی

اے آئینۂ طبع تو ارشاد پذیر   درکسب فوائد نمای تقصیر
مجموعۂ فکر ما صلائے عام است   سیری کن و سمتِ تسلی برگیر

بعد ازیں علی قدر مراتب بنتائج افکار خود را نقل مجلس می سازند۔ حلاوت طرفہ بحصول می پیوندد و انبساط خاصے بحضار عاید میگردد۔ محمد سعید برادرزادہ اش کہ چوں معنی بیگانہ از نسبت معنوی میرزا بیگانہ است بتواضع حاضرانِ مجلس و ترتیب شمع و چراغ دماغ خود را می سوزد و باتباع ہمہ معاجین و حبوب اختراعی میرزا کہ از قبیل کیمیاست و درہمہ دہلی انگشت نما صرف معیشت می نماید طاب ثراہ وجعل الجنتہ مثواہ۔

عرس خلد منزل بست و سیوم شہر محرم الحرام عرس مذکور ترتیب انتظام می یابد قبرش درجوار حضرت قطب الاقطاب است مہر پرور زوجہ خلد منزل باہتمام حیات خاں ناظر از یکماہ بہ تزئین و ترتیب چراغاں بندی کہ بہیئتِ متنوعہ و اشکال غریبہ طرح می یابد متوجہ می شود طراحان و صنعت پیشگان بادشاہی طراحی غریب بکار می برند و ہنرہائے عجیب بروے کار می آرند بآئینی سرو چراغاں ترتیب می دہند کہ سرو شمشاد از خجلت بسان چنار خورد می سوزد و نمطی روشنائی مشجر بجلوہ می آرند کہ از

ہر شجر ہش گلِ آفتاب گل می کند تا دو پاس شب سر از دریچہ مطلع بیروں نمی آرد
و آفتاب نفت خود دانستہ غیر از صبحدم متوجہ آفاق نمیگردد بر جہائے روشنی
بہ بروج آسمانی پیام انوار میفرستند و بنگلہ ہائے تجلّی آگین در ہر گوشہ و کنار
طرح وادی ایمن میکنند معاشران با محبوبان خود در ہر گوشہ و کنار دست در بغل
و عیاشان در ہر کوچہ و بازار بہول مشتہیات نفسانی در رقص جل مے خواران
بے اندیشہ محتسب در تلاش سیہ مستی و شہوت طلبان بے واہمہ مزاحمت سرگرم
شاہد پرستی ہجوم امارد نوخطاں توبہ شکن زہاد و آہو پسران بعشق بے مثال
برہمزنِ بنیاد صلاح و سداد تا نگاہ پرواز کند مائل روئیست و تا چشم واشود
حلقہ فتراک گیسوے سامان نواحش بمثابہ کہ یک عالم فساق بکام دل میرسند
و اسباب خباثت بدرجہ کہ یک جہاں فجار کسب تمتع می نمایند تا کسے بحال خود
وارسد امردی چشمک میزند و تا چشم چراغ روشن کند زنکہ پیام می فرستند
کوچہ و بازار از نواب و خوانین لبریز و گوشہ و کنار از امیر و فقیر شور انگیز
مطرب و قوال از مگس زیادہ تر و محتاج و سائل از پشہ افزوں تر قصہ مختصر
بایں ترتیب وضیع و شریف ایں دیار ہواجش نفسانی ترتیب می دہند و بمستلذات
جسمانی فایز می شوند درچنیں ہنگامہ چشم بستنہا عین مصلحت و بصر نکشودن
محض بصیرت۔

ذکر میر مشرف قبر آں اشمع روزگار در جوار معشوق الہی دہ باغے کہ نزد بہشت کدہ

آب و ہوایش استنباط طراوت از ریاض رضواں می کند ترتیب یافتہ از پائین احاطہ اش نہر آبی در نہایت نظر فریبی و بکمال دیدہ زیبی جاریست چوں ہوا و فضایش بہ سبب اکثر حدائق در ترطیب دماغ نزہت طلبان اثر وافی دارد و بسیارے از معاشران و نعیش پیشگاں نظر بر قدردانی ہوائے برسات درانجا سری میکشند و بزم آرا شدہ سیر فضا و کسب ہوا می کنند خیابانش از گلہائے رنگارنگ ہموارہ مملوست و نشیمنہایش از کیفیت نسیم بہار و شمیم گلزار لبریز رنگ و بو۔ زاہد خشک مغز ہم اگر بسیرش پردازد تر دماغیہائے ہوانشۂ کیفیت می بخشد خاکش بر سر محتسب بیخرد ہم اگر بہ نزہت آبادش راہ یابد نشہ پیمایہائے فضایش سرشاری گرداند زہے بیخبر رطوبت ہوایش خواہان نشہ شرابست و سرور و رنگینی سوادش بے اختیار مائل صدائے تار و طنبور۔ میر کلو پسرش بہ عجب طمطراقی و طرفہ شانے عرس می کند آئینہائے رنگین و وضعہائے دلنشین ترتیب چراغاں می کند اطراف خیاباں را تختہ بندی کردہ درِ تا بدا نہا رنگیں می کرد و شمعہا روشن می کند و بر کنار نہر آب کہ وسعتِ خاطر خواہی دارد بُرجہا و بنگلہا مرغوب و بر روش مطبوع لستہ روشنائی می کند و جمیع عمدہ ہائے دربار بادشاہی و ارباب نشاط را دعوت کردہ صلائے عام میدہد چوں خودش جوان است و با ہمہ امیرزادہ ہائے رنگیں آشنا برعایت خاطرش ہمہ باساز و نشاط و سامان انبساط می آیند

ومعشوقه ہارا باخود می آرند در ہربن ہر درختے و در سایہ ہر نہالے و درکنار
ہر چمنے خیمہ ہائے رنگا رنگ چوں گلہائے رعنا ایستادہ میکنند و بتجرع میل
می نمایند ہمہ شب در ہر جا رقص است و در ہر طرف سرود و طعامہائے
الوان وسایر مایحتاج مہمانداری بقدر رتبہ در ہر جا میرسد شبے چوں شب برات
مطلع الانوار و صبحے چوں صبح عید ہزار رنگ تہنیت و دلخوش دربار گشت
تماشائے غریب و سیر عجیب دست می دہد خیمہ مہمان خانہ بسان خیمہ دل بادل
مشرف بآب ایستادہ می شود ومحفل منعقد می گردد ہمہ جا مسندہا و فرش ہا میکنند
ولوازم ضیافت آمادہ میسازند رقاصان بلاتعین سمت گرم رقاصی ونقالان
وقوالان بے تشخیص میزبان ومہمان متوجہ نغمہ پردازی فقرا و مشائخ تواجد میگردد
واغنیا وارباب تمول راخندہ غرض بے تکلفیہا کارہا دارد وہیچگونہ مزاحمت
نیست از مشتہیات و مرغوبات نفسانی ہر چہ آرزو کند مہیا است لیکن
تمن یعملے و مایعرفی درکار۔

ذکر کیفیت چوک سعد اللہ خاں ہنگامہ اش محاذی دروازۂ
قلعہ است و مجمعش در فضائے پیشگاہ جلو خانہ سبحان اللہ کثرتے می شود کہ
نظر از ملاحظہ محسوسات رنگارنگ دست و پاگم می کند و نگاہ بمشاہدہ تجدد
امثال در تماشا و تعداد تمثال مواد تمنا در آئینہ خانہ حیرت می نشیند ہر طرف
رقص امارد خوش رو قیامت آباد و ہر سو شور افسانہ سنجان محشر بنیاد

راویانِ معتبر مثل ارباب عمائم چندیں جا کرسی ہائے چوبیں از قبیل منابر نصب کردہ مناسب ہر ماہ و ہر روز مثلاً در ماہ رمضان المبارک فضائل صوم و در ذیحجۃ الحرام مناسک حج وعمرہ و در ماہِ محرم مقدمات روضۃ الشہدا بادا ہائے فصیح تقریر کردہ ذہن نشین عوام می کنند و ایں جماعت را بہ رفت می آرند و مبلغے معتدبہ بایں تقریب تحصیل می نمایند روستا مزاجان بشغف تمام میل بایں مجامع دارند و خام طلبان بذوق ملا کلام بگردش حلقہ می بندند و اکثر ہا تا دو پاس شب ایں وعظ و تذکیر میکنند اہلِ تنجیم و رمال ابلہ فریب ہم معطل نبشنند قرعہ معرکہ جداگانہ انداختہ از روئے پردہ سرا بر مخفیات در ضمایر مغیبات بر می دارند مردم از اقبال و ادبار خود مستفسر می شوند و بمواعید دلخوش گردیدہ بقدر استعداد می گذرانند۔ حکمت پیشگان عذر انگیز چندیں جا در فضائے چوک آب پاش کردہ و فرش طول گستردہ اصناف دوا را در خریطہ ہائے رنگیں کہ در حقیقت خاک راہ باشد بر روئے دوکان چیدہ خود ہا را محتشم از لباس و چند ہا مقطع سر پیچی می نشینند و خواص ادویہ و منافع آنرا بتقریر رنگین و ادائے دلنشین بوجہے بیان می کنند کہ سفیہاں بریکدیگر سبقت کردہ خاک دوکانش نمیگذارند و سفوف و ایارج و شراب و معاجین و اقراص و حبوب و ضماد ہمہ موجود طالب از ہر جنس کہ استدعا نماید مطلبش حاصل است خصوص جائیکہ ذکر معالجہ حلق و استحکام عضو تناسل و امساک و مداوائے

آتشک و خیارک و سوزاک که مذکور می شود هنگامه عجبے است انفار و پواج
جاں کرد و جامہ کردہ ضماد و اطلیہ خرید میکنند استانزور خوش ادائی تقریر مبلغے
گرفتہ بدست یکے نسخہ کیر خر میدہد و بدست دیگرے اجزاے تضیب الفیل
وایں قرص ساقہا یہ بہجت تمام راہ خانہ خود ہا می گیرند از فلزات کشتہ گرما گرم
ہرچہ خواہش نماید چندیں جا آتش مشتعل و دود ایں نہ فلزات بسوے
نہ فلک متصاعد سرطان وسانڈہ درلیپ ہا جزو اعظم است ۔ چندیں جا
برشتہ ہا بستہ بخواہشمندان عرض می کنند ۔ نقالان و بادہ فروشان مکانہاے
معین وسمت ہاے متخص دارند و بوقت حاضر شدہ تمتع میگیرند از آمارد
و نوخطان اطراف واکناف مملو نگاہ ہمیں کہ بلند شود مہرہ کش صفحہ روے
است و دست ہرگاہ کہ دراز گردد دست در گردن گیسوے اسلحہ فروشان
از ہر قسم سلاح از نیام علم کردہ جوہر احتیاج کامل می کنند تا خریدارش کہ
باشند و اقمشہ داران اجناس رنگیں بر دست گرفتہ صفحہ ہوا را آئین
شفقے می بندند تا چشم مشتری مائل کدام رنگ گردد تنعمات و تنقلات
را در زیر بغل یکدیگر میفروشند دست دراز کردن لقمہ حوالہ دہن کردن است
میوہ و فواکہ ولایتی و ہندی دوش بدوش قسمت می کنند پہلو گردانیدن
ذائقہ را بکام رسانیدن گذر وحوش وطیور طایر حواس را بوحشت آباد پروا
میدہد افراط باز و جرہ وکبوتر وبلبل و سایر طیور قسمے است کہ تشخیص آنہا

بیشِ ادراک عاجز است مگر کسے کہ منطق الطیر خوانده باشد و بخدمت سلیمان
و آصف صحبت داشته باشد چندیں دشت و بیابان ویران کرده ہر روز
اقسام جانوری آرند مشتاقان وحش و طیر بتخصیص جوانان نوخیز و امارد شور
انگیز اکثرے. در آنجا بصیدی آیند و صیادان تجربہ کار ازاں مرغزار کمین
می کنند قفسہاۓ رنگین و مصنوع خوشنما تر از قفس عنصری و پنجره بشری
بر خواہشمند عرض می کنند الحاصل سایر مایحتاج انسانی و تمتعات نفسانی
دراں مجتمع آماده و مہیا است و ازانجاکہ پیشگاه قلعہ و عبور مرور امراء عمده ہا ست
ہمہ روز محشرے برپا۔

چاندنی چوک از ہمہ چوک ہا رنگین است و از ہمہ گذر ہا سراپا تزئین
سیرگاه موزونان است و تماشا کده نزہت طالبان اقمشہ عمده از ہر باب
در راستہائش آماده و ابواب امتعہ از ہر جنس بر روے مشتری کشاده نوادر
روزگار از ہر گوشہ اش گرم چشمک زدن و نفایس اعصار از ہر یک جنس
در صدد دل بردن راستہ اش چوں پیشانی نیک بختاں در وسعت آغوش
رحمت کشاده و نہرش چوں ماء العین از آب زلال آماده ۔ در ضمن ہر دوکانے
لعل و گوہر بدخشاں و در روۓ دست ہر کارگاہے سلک لآلی
و مروارید نیساں یکطرف راستہ اش جوہریاں باستغناۓ تمام
و یقین مالا کلام تکیہ بزبان دلالان ترغیب مشتری میکنند و یک سمت تجار

از اقمشه و سائر مایحتاج در فضائے دکاکین چیده بفریاد تمام خریدار تحریص می نمایند
که بشنود و نشنود ما گفتگوئے میکنیم روایح عطریات و طیوب اقسام بے فضولی
گفتگوئے عطار و زمزمه دلالاں و وسایط پیشکاراں بمشام ارباب خواہش پیام
رساں و موج شوخی لطائف ہر جنس بے تمہید بایع آرزوہا را سلسله جنبان
بملاحظه شمشیرہا که بشکل ابروئے خمدار بتاں نگاه تماشا محرف می خورد دست
بقبضه غافل زدن برہان قاطع مصلحت و بمشاہده اقسام کٹارہا که باسلوب
زبان مارجویائے حریفیست نگاه دزدیدن عینک مشورت کارخانه چینی از اقسام
و انواع بوفوریکه بملاحظه اش شیشه خانه حوصله بر سنگ جرمی خورد حقه ہائے
شیشه مختلف الاشکال ملون و مطلا بآئین مرغوب بر سر دکاکین قسمے چیده اند
که چشم فلک حقه باز شاید نظیر آں ندیده باشد و گلابی پیاله ہائے مطبوع
و رنگین باسلوبی در پیشگاه دوکانہا گذاشته اند که اگر زاہد صد ساله باشد بمجرد معائنه
اش ہوس صہبا بہم رساند اقمشه دوش بدوش و دست بدست که در حقیقت نسبت
از دکاکین حکم ابتذال دارد و بایں خوبی و لطافت که شاید در کارخانه امرا بہم نرسد
و قطع نظر ازیں در فضائے شام جلوه رنگارنگ ایں الوان متعذر الانحصار شفق
را در خون نشاند و کیفیتے محسوس باصره میگردد که شاید از سیر چمن بہم نرسد
در قہوه خانه ہا که در عین فضائے چوک واقع اند مستعدان سخن سنج ہر روز فراہم
آمده داد سخن و بذله سنجی میدہند امرائے عالیشان باوجود علوئے مرتبت

سرے بہ تماشائے ایں چوک میکشند ازبسکہ اشیائے غریبہ و نوادر نفیسہ ہرروز درینجا بنظر میرسد اگرفی المثل بضاعت قارونی بہمرسد شاید کہ وفا نکند آمیرزادہ نوجوانی ہوس سیر ایں چوک بخاطر داشت۔ مادرش بعد تمہید معذرت بے استعدادے لک روپیہ از متروکات پدرش حوالہ نمود کہ ہرچند ازیں مبلغ نفائس و نوادر ایں چوک تحصیل عنواں کرد لیکن چوں طبیعت عزیز القدر مصروف ایں معنی است ایں وجہ محقر یرا صرف ضروریات پسند خاطر باید نمود۔

ذکر حافظ شاہ سعداللہ علوجلالت وسمو مناقب ایشاں از اندازۂ تحریر و ترقیم بیرونست و شرح کمالات و بیان نزہت طلبان از از احاطہ گذارش افزوں خلائق در اعتراف مدارج ولایتش متفق اند و برخے بمرتبہ قطبیت ایشاں مقر در معاوضہ بصر ظاہر عدالت پیشگان قضا بصیرت کرامت فرمودہ اند و در سیماوی ہدایت انتمایش انوار ارشاد بقیہ کردہ اکثرے طالبان سلوک بمسکن معنویت موطن شاں رفتہ اکتساب کمال می نمایند وتصفیہ و تزکیہ نفس مشغول ذکر اند مدار صحبت ایشاں مبنی بر سکوت است خیلے مراقب می باشند وبسلسلہ عالیہ نقشبندی ربطے دارند لہذا بسماع میلے نیست حق تعالےٰ ہمکنا نرا برکات صحبت فیض منقبت ایشاں نصیب گرداند۔

ذکر شاہ غلام محمد داول پورہ دور باش شکوہ فقر ایشاں صولت اغنیا را

برعشہ می آرد و کلمات عظمت سمایش دولتمنداں را در لرزہ می افگند ثبات قدمش باوجود کثرت توابع کہ در دائرہ توکل مستقیم و استقلال ضعش باوصف افراط فقر و فاقہ در ناز و نعیم جمعی از فقرا و صلے وجوقے از محتاج وضعفا ہموارہ درحوالی نعمت متوالی ایشاں بسر می برند و از صبح تا شام حاضر می باشند و از موائد فتوح ذلہ خاطرخواہی بر می دارند بمقتضائے عدالت و نصفت علی السویہ تقسیم می فرمایند و احدالناس را محروم نمیگذارند بعد یکپاس شب کھچڑے پختہ میشود و باتفاق ہمکناں تناول می فرمایند و بخدمہ اندرون ہم موافق قسمت حصہ می رسد قوالان کہ بفیض المرام مجاورت آستان گرامیش تمتع پذیر فیوضات اند و شریک غالب فتوحات چوں سایہ از شخص جدا نبستند و ہمہ روزگار ہنگامہ وجد و حال گرم می دارند مکان شگفتگی عنوانش خالی از کیفیتے نیست باوضع و شریف و با اغنیاء وغربا یکساں سلوکست و از سرکار بادشاہی و امرا التماس یومیہ بسرحد مبالغہ رسید لیکن مسموع نگردید از بزرگانِ زمانہ اند و در فتوحات وجواں مردی یگانہ۔

شاہ محمد امیر از مشائخ نقشبندیہ اند و متوطن شہراند صیت کمالات و شرح حالات با برکاتش مستغنی البیان است و خامہ در تحریر اوصاف ولایت اتصافش حیران اوقات میمنت سمات مصروف کسب کمال و مزاج ہدایت اقتراحش مستغرق و مستہلک وجد و حال غیر از وقت

قیلولہ چشم معنی بینش آشنائیست والتزام صوم دھر و قیام لیل از مبادے صبح تمیز است و اوقات روز و شب منقسم است بہ چندیں قسم برخے بہ طاعات و دعوات و بعضے اذکار و اشغال و از مشاہد و مراقبات غرض تعطیلے در امور معہودہ ملحوظ احدے نگردید بعد یکپاس شب بدرون محل تشریف بردہ بہ تلقین و تعلیم پسران ارادت بنیان مشغول میشوند و قدرے موافق سنت نبوی استراحت کردہ باز بہ تہیہ نماز تہجد تشریف می آرند و تا یکپاس روز بسکوت می گزارند اوقات شریفش خیلے معمور است وجبہہ مبارکش لبریز تجلی و نور جنانش مرجع اہلِ نور است و آستانش مقصد و مطاف کشمیریاں اعتمادالدولہ وغیرہ عمدہائے ہمراہیش خود را در حلقہ ارادت محسوب می کنند۔ حضرت نواب صاحب باہم بارہا اکتساب فیوضات صحبت کثیرالبرکت کردہ اند نذور معتد بہ گذرانیدہ۔ دریں ایام طائر روح پُرفتوحش بسیر عالم علوی پرواز کردہ پسرانش سجادہ نشین اند اللہم اغفر و ارحم

شاہ پانصد منی از مردم توران است و بعظم جبہ و شکوہ جبہ درویش عظیم الشان از فقرائے فعلیہ جمعی باخود ہمراہ دارد و از امرائے تورانیہ مبلغہائے خطیر برائے دیگجوش میگیرد و شہرت خرسواریش بسرحد تشہیر رسیدہ است و از فرط خواہش ہمیں سواری را پسندیدہ ہر شبے در خانہ مہانست و ہر روز در مجمعے خراماں درویش صلوٰۃ خوانی از ہمراہیانش

مشہور بہ بزرگی عمامہ است و بہ طرز عجیبے می بندد و عمدہا نظر بغرائب دستارش اندرون محل می برند و این معنی را وسیلہ تفرج میدانند بتحمل کہ در وزن برست آتا برسد سبکباری گردنش موقوف بدراز کشیدنست خدا کند کہ نصیب شود۔

ذکر میر سید محمد جلالت نسب وحسب از چہرہ نمایاں سیمائش چوں شعشہ آفتاب تاباں است وعظمت شکوہ مرتبہ فقر وعرفانش بذروہ عیوق وکیوان صولت وضعش کہ مسبق از مادہ شجاعت است زہرہ زایران را بگداز مید ہد وصدمہ گفتگویش کہ مستنبط از مہابت است جگر مخاطبین را خوں میکند جلال وجبروتش از ہیئت جلسۂ شریفہ اش پیدا است وکمال فقر وقناعتش از درو دیوار تجلی آثار ہویدا در استقامت وضع عدیم البدل و در اعلان کلمتہ الحق باسلاطین و امرا ضرب المثل از زمان خلدمکان ترک منصب کردہ بہ نزہت آباد گوشہ فقر کوس شاہی میزند و باستغنائے تمام تعین مالا کلام اوقات بابرکات بسر می برد دریں بین از سلاطین وامرائے کبار اقسام تضرع و ابتہال دربارۂ قبول سیور غال بعمل آید لیکن بے نیاز بہائے منصب فقیر بگوشہ چشم ملتفت نگردید و از قبول فتوح و نذور ہم ہمیں عالم است مگر از غربیے پسراں و خویشانش درسلکِ ارباب مناصب انتظام دارند وآرزو میکنند کہ بفرمایش آبروئے دارین حاصل نمایند لیکن میسر نیست محاورۂ شریفش خیلے رنگین است وگفتگویش

نہایت شیریں ادائے کلامش مبنی بر لطائف و ترش خوے احوال طائفین ناشی از ظرائف باعتراف کمالاتش جمہور سکنہ دہلی متفق اللفظ و المعنی و زبان خاص و عام بمجاہدات معنوی آں ناطق و گویا و ایں شعر مولوی نظامی مصداق حال کرامت اشتمال است۔ **نظم**

تا بعہد جوانی از بر تو — بدر کس نرفتہ از در تو
ہمہ را بر درم فرستادی — من نمیخواستم تو میدادی

فقیر بارہا کسب سعادت کردہ و دریوزہ ہمت و التفات نمودہ۔ بیت

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند — آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

بندگان نواب صاحب یکمرتبہ احرام ملازمت بستہ بودند بسبب بے توجہی و بے اعتنائی و کلمات نصائح بے خط گردیدہ مراجعت فرمودند۔

ذکر مجنوں نانک شاہی کہ در ضعف و نحافت مصداق

نام خود است و بخوش وضعی فقر شہرۂ خاص و عام از جبہہ اش استدراج لائح است و از فحوائے کلماتش علامات برکات فائح تکیہ دل نشین در نہایت تقطیع و تزئین بر کنار دریا دارد و وقت معینے در خلوت گاہ بر آمدہ ملاقات طلباں را بار میدہد اکثرے از ہنود و مسلمین بداعیہ دیدنش سری بآں تفرج گاہ میکشند و در نہایت توقیر و تکریم باو ملاقی می شوند در حین جلوس او بمرکز معین پرستاراں مور چال طاؤس از دو طرف بہ پرواز می آرند۔

واقسام گلہا و انواع فواکہ و اصناف شیرینی در محاذیش می چینند بہ ہر یکے
ازیں اقسام بقدر تقسیم میدہد و بہ تمکینی می نشیند کہ حاضرآنرا قدرت نطق
محسوس نمی شود و خود ہم بے ضرورت بحرف آشنا نمی شود واز انداز جلسہ اش
مبرہن میگردد کہ شغل باطنی دارد بے تکلف در محفلش جمعیتے وسکوتے در
امزجہ مختلفہ حاضرین یافتہ می شد و ہر کس رغبت بسکوت میداشت۔ مگر
قوالان لاینقطع مجرا می کردند و با انعام ستوفی متخطط میگردند ہنود متولین
بسیار خدمت میکنند و بمبلغ خطیر می گذرانند و بعقیدہ فاسد خود نانک وقت
می دانند عملہ و فعلہ آں مکان در نہایت رفاہ بنظر می آید جمع کثیرے
آبیاتش معیشت دلخواہ میکنند وغیر ازیں از محتاجین ہر کہ بسر وقتش
وارد می شود بقدر قسمت کامیاب می گردد چوں مسکنش برلب آبست کشتی ہا
پائینش مستعد ہر روز عجب ہجومی می شود و طرفہ تفرجے دست میدہد
لیلیٰ منشان میانہ سوار زیادہ از شمار درآنجا می آیند و در سایہ اشجار سواری
گذاشتہ تفرج میکنند وتنہا بمجنوں ملاقات می نمایند و مقاصد مستورہ
گذارش نمودہ جہت حصول ضمایر استمداد میخواہند زبان حالش ترنم
بایں بیت است۔ بیت

شبے مجنوں بہ لیلیٰ گفت اے معشوق بے پروا
ترا عاشق شود پیدا و لے مجنوں نخواہد شد

در برسات حوالی تکیہ اش خیلے کیفیت پیدا میکند و انتعاش عجیبے بہ نزہت طلبان دست می دہد و دہم محرم بتقریب تغسیل شستن اعلام حضرت امام حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام طرفہ انبوہے می شود وسوادش عجب شکوہے بہم میرساند درصلح کل مکانش قابل گذاشتن وخودش لایق صحبت داشتن۔

ذکر مشایخ مقدمتہ الجیش معرکہ وجد وحال شاہ کمال درعالم

فقر خیلے رنگین ومیرزا واقع شدہ اند و درتقطیع لباس وخرقہ پوشی نظیر ندارند ملبوس ایشاں از پارچہ ہائے نفیس باریک ساختہ میشود و درغذا ہم طرفہ تکلف وصفای بکارمی برد و باعتبار تناسب و تعادل قوی مطبوع طبایع خلایق اند و بوجد وحال وسماع زیادہ ازحد شایق و اصطلاحات صوفیہ و استعارات مشایخ بعبارات رنگین واشارات دل نشین ادا می کنند و در مجامع وعرایس اکثرے حاضر می شوند و از حرکات تواجد ایشاں و سکناتہائے بے تکلفانہ ایشاں نظارگیاں طرفہ حظے برمی دارند واز مناسب خوانیہائے اشعار فارسی وریختہ عجب تمتعے می گیرند۔ از خواندن حلاوتے بسامع می رسد وبے اختیار متلذذ میگردد و درفکر ریختہ مدلول اسم خود واقع شدہ اند صحبت ایشاں غنیمت است ومجلس ایشاں بکیفیت۔

ذکر شاہ غلام محمد متصل حویلہ دارخانقاہ ایشانست ہر شبنہ مجلس سماع می منعقد شود

قوالان جمیع شہر ودیگر ارباب ذوق حاضر می شوند ومستفید می گردند آثار کمالات روحانی

از ناصیہ مبارکش لائح است و علامات ملکات فضائل نفسانی از کلام بہا التیامش واضح بیشتر اوقات بسکوت میگذرد و اکثرے مراقب می باشند چوں ذوق مفرطے بسماع دارند در خانۂ تاج خاں قوال کہ پنجم ہر ماہ مجلسے ترتیب می یابد و نامبردہ عقیدت خاصے دارد مقدمش رونق افزامی شود بار باب اعتقاد کہ جہت زیارت بخدمتش میروند طرفہ عنایت می فرمایند و بکلمات رنگین و دلچسپ محظوظ می گردانند ملازمتش بطالبان اہم است و صحبتش بہ مسترشدان مغتنم۔

ذکر شاہ رحمت اللہ قدوہ مشائخ شہراند و بوفور اشتہار در ہمہ عالم علم۔ عمدہ ہائے بمقتضائے صفای عقیدت بیشتر بخدمت ایشاں مربوط اند و سائر الناس بتقریب ارادت در سلسلہ علیہ اش منوط۔ حلقۂ ذکر ہمیشہ معمور است و سماع در محفلِ کرامت منزلِ دستور چہار قبیلہ دارند و ہر زور بنوبت در ہر جا بنوبۃ می فرمایند۔ با وجودِ کبر سن قوت ہائے جوانانہ از اوضاع گرامیش محسوس می گردد و ہر چندے کہ لبریز کیفیت معنوی واقع شدہ اند لیکن بہ تجرع دوام میل خاطر میفروش می شود۔ غالباً بنا بر مصلحت باشد و ظاہر برائے حکمتے۔ در تسطیر سفارش ارباب احتیاج قلم فیض رقمش بے اختیار است و در تحریک سلسلہ صدارت انامل وجد شوالمش در کار۔ وجود کرامت آموزش واجب التعظیم

وقدوم میمنت لزومش لازم التکریم -

ذکر اعظم خاں پسر فدوی خاں برادرزادہ خاں جہاں بہادر عالمگیری ازامرائے عظیم الشان است و بمقتضائے رنگینی مزاج و مہارت راگ ممدوح مطربان ہندوستان طبیعتش امارد پسند است و مزاجش بحبت سادہ رویاں دربند مداخل جاگیراتش صرف اخراجات ایں فرقہ است و ماحصل روزگارش خرچ پا انداز مقدم ایں طبقہ ہرجا از امردی رنگینی خبرمی یابد برعایت دلخواہ در کمند رفاقت خود می اندازد و ہرطرف از سادہ روی بپایمش میرسد بدامِ احسانش میکشد جمعے ازیں گروہ بحسن سعیش بمنصب مناسب امتیاز یافتہ انیس بساط اند و برخے بمراعات خانگیش اکتفا کردہ رنگ افروز محفلِ نشاط در سواری بشان تمام و تجمل مالا کلام براسپانِ بادپا سواری میشوند غرض ہرجا سبزہ رنگی بنظرمی آید منسوب بہ اعظم خاں است و ہرکجا نوخطے جلوہ میکند از وابستہائے آں عظیم الشان' بہ پرتو خال ایں گلرخاں صبح پیری را خضاب میکند' و باہمہ کم فرصتی ہائے زمان فرصتِ حیات در استجلاب و حظوظ نفسانی درشتاب -

میرزا منو کہ از امیرزادہ ہائے زمانہ است و دریں فن سحرکاریہا یگانہ اکثرے از امرازادہ ہائے احکام ضروری ایں علم از ویادمی گیرند و بشاگردیش فخر میکنند شیرازہ ایں محفل است و باعث انتظام

ایں بزم غلمان مشاکل خانہ اش بہشت شداد است و کاشانہ اش آشیاں مجمع پریزاد ہر نوخط رنگیں کہ با ایں محفل ربط ندارد فرد باطل است و ہر ملیحے کہ بایں مجمع مربوط نیست از حلیۂ اعتبار عاطل مجلسش دار العیار شاہدان است و بزمش محک امتحان گلرخاں نقد قراضہ حسن تا بدار الضرب بزمش رجوع نکند کامل عیار نیست چہ شد کہ مثل طلائے دست افشار است وسیم جمال تا در کوزہ مجمعش گداز نیابد چاندی نیست چہ شد کہ اگر نقرہ خالص است ۔

قطعہ

یاراں بقمار خانہ رندے چند ند ۔۔۔ با مردم عیار کم پیوندند
رندی چند ند و کس نداند چند ند ۔۔۔ بر نسیہ و نقد ہر دو عالم خندند

ذکر لطیف خاں لطف معاشرانش دستور العمل عشرت

طراز انست و ضابطہ ہائے بزمش معمول معاشران از امرا زادہ ہاست ہمتش مصروف بزم آرائیست و جہدش مبذول نغمہ سرائے بہارات راگ بمرتبۂ کہ نعمت خاں اکثر بخانہ اش می آید و طرز نغمہ را مستحسن میدارد و مزہ خواندنش بدرجہ کہ عمدہ ہا تلاش باریابی محفلش دارند و محظوظ میشوند عطائے بے نظیر است و معاشر رنگیں تقریر علی الدوام برنگ چشم سرشار نشۂ سیہ مستی است و بسان ساغر در خدمت بینا لا ینقطع سرگرم صہبا پرستی اشعار رنگیں در ضمن صحبتہا میخواند و نقلہائے شیریں را

در احیان نزہت بزم نقل مجلس میگرداند دلجوئیہائے یاراں بمرتبہ ایست که ہرکہ یکمرتبہ بہ صحبتش رسید خود را آشنائے دیرین خیال کرد و رعایت خاطر احباب بمثابہ کہ ہرکہ یکدفعہ مربوط گردید تا مدت العمر حق التفات او بذمہ اش ماند تواضعش باہمہ کس برنگ تواضع مینا با جام برش و خویش باہمہ طبائع گیرائے نشہ بشام حقہ ہائے باتکلف باظروف تجرع پیش ہرکدام علیحدہ میگذارند و گلابی ہائے پاشاں باسامان نقل بے شائبہ مشارکت بمحاذی ہریکے جداگانہ می چیند۔ یاران نغمہ سنج بنوبت دادخوش ادائی میدہند و حریفان خوشنوا بمراتب ترنم سرائی میکنند و درین ضمن لطیفہ ہم درمیان می آید و بذلہ و بدیہہ نیز چہرہ میکشاید از دو گھڑی روز تا یکپاس شب اجتماع این محفل است ہمیں کہ وقت معہود رسید مشار الیہ ملتفت استراحت است و تفرقہ دار آنجماعت بیشتر نور بائی و دیگر طوائف وخوندہا و نوازندہا و رقاص شیرازہ مجلسش بودند الحال کہ بضاعتہا صرف پا انداز شاہی گردیدہ اینہمہ ہجوم نیست لیکن مردم مخصوص جمع می شوند و یکپاس شب ہمیشہ بہ تعیش میگذرانند این شعر اکثر بزبانش میگذرد باین یادگاری قلمے گردید۔ بیت

در حریم بزم مستاں دور صبح و شام نیست
گردش جام است اینجا گردش ایام نیست

ذکر کیفیت بسنت در ہر ماہے کہ بسنت واقع می شود عزہ آں ماہ در قدمگاہ
جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرفہ مجمعے می شود وعجب ہنگامہ از
صبح آں روز جمیع سکنہ شہر بہ تقطیع وتزئین پرداختہ در راستہہائے آں بہارستان
فیض برنگینی خیابان دو طرفہ فروش ملون گسترده و بآرایش اماکن جلوه گر میشوند
و در حوالی صحن آں سعادت کدہ بریکدیگر سبقت جستہ بساط تفرج وانبساط
می گسترند وچشم براه قوالان ومجرائیان وزائران می باشند وانتظار می کنند
کہ دریں ضمن در صحن قوالان ونغمہ سرایان شہر بتجمل تمام وتزئین مالاکلام
اقسام گلدستہ ہا ترتیب دادہ ورایاحین متنوعہ را درکوزہ ہا گذاشتہ جہتہ نیاز
روح مقدس سرور کائنات علیہ افضل الصلوات بکمال خضوع وخشوع در ہر
قدم زمزمہ سنجان و در ہر خطوطین ترانہ طرازان بہ تانّی ہرچہ تمام تر رہ نورد
می شوند و ہمراه ایں جماعت زائران شیشہ ہائے رنگین گلاب وعرق بید مشک
وعرق بہار و دیگر عطریات لبریز ساختہ تحفہ روی دست میگردانند وبر سر
روئے متوجہان آں کعبہ تحقیق گلاب پاشی بعمل می آرند جلوه شیشہ ہائے
چینی نژاد در دست پری پیکران نازنین شیشہ خانہ حوصلہ تماشائیاں را
بسنگ می زند وعقل مصلحت بیں را فرسنگ بفرسنگ می برد گرد راہ آں
راستہ از کثرت طیوب عبیر خیز است وہوائے در و دیوار آں مکان فائض الانوار
از وفور روایح عطر انگیز جنوں بے اختیار بملاحظہ ایں حالت مستعد نالہ

و فریاد و اضطراب طبیعت بمشاہدہ ایں جلوہ گراں ہم پلہ گرد باد مطربان رنگین و نوخیز بجلوہ ہائے عجیب و ادا ہائے غریب در فضائے آں شفاعت گاہ صفہائے جُدا گانہ بستہ با ساز و نوا مراسم مجرا بتقدیم میرسانند و قوالان معمر طرف دیگر شیرازہ بند مجموعہ نیاز گردیدہ جبہ خضوع بخاک وکنار باظہار ضیاعت کہ درحقیقت طاعت میدانند بے تاکید احدے مشغول رقص و سرود اند وزوار تفاوت آثار لاینقطع در اتصال انخاف وہدایار درود نامعدود از طلوع صبح تا نماز عصر نوا سنجان بنوبت مساعی حمیدہ در تقدیم مجرا بکار بردہ بخانہ معاودت می نمایند وگلہائے قبول وتمنا بدامن آرزو می برند و روز دویم بہمیں ضابطہ نغمہ طرازان با ساز ونوا بزیارت حضرت قطب الاقطاب میروند و وظائف بندگی مودی ساختہ درحین مراجعت بطواف حضرت چراغ دہلی شمع امید روشن می کنند و روز سوم بجناب حضرت سلطان المشایخ کہ بسبب قرب شہر مرجع جمہور خلایق است وبسبب فرط عقیدت طوائف انام خیلے بطوافش شایق مجلس خاصے منعقد می گردد و بوجہ احسن بزم سماع ترتیب می یابد صوفیہ در وجد و حال گوئی مسابقت از اقران و امثال می ربایند ومشایخ وفقرا از تمتع خاطر خواہ حاصل می نمایند۔ تاریخ چہارم نظر بر ایں کہ مرقد حضرت شاہ حسن رسول نما در عین شہر واقع است وطوائف ارباب نغمات را رجوع

تماشاست طرفہ مجمعی می شود کہ از کثرت اشخاص عبور و مرور زائران متعذر
می گردد وحوالی آں مکان فیض آگین بسبب ہجوم اہلِ غنا وکثرت نقالان
باآں ہمہ وسعتے کہ دارد تنگتر از دیدہ موری نمایند و روز پنجم سواد پیشگاہ فلک
اشتباہ حضرت شاہ ترکمان بسبب انعقاد ارباب نشاط و حال و اجتماع
اصحاب حسن وجمال رشک انجم و پرویں ومحسود فضائے خلد بریں میگردد
چوں اکثرے قوالان عمدہ در جوار آں کرامت آثار ساکن اند باداے حقوق
جوار بیشتر از جاہائے دیگر نازکی و رنگینی ہا بعرض می آرند وسامعاں را
ممنون می گردانند روز ششم بطریق معہود بخانہ بادشاہ و امرا رجوع نمودہ
باستجلاب منافع وحطام دنیوی مشغول می شوند وشب ہفتم ایں ماہ ارباب
رقص بہیئتِ مجموعی بر قبر عزیزی کہ در احدی پورہ مدفونست حاضر گشتہ
قبرش را بشراب ناب می شویند وہمہ شب بے اہتمام متنفسے مرتبہ بمرتبہ
برقص وسرود پرداختہ صدور ایں حرکات را ذریعہ ترویح روحش میدانند
قوالان ہم جستہ جستہ فراہم می آیند مجلس رنگینی می شود مردمِ حسین درآنجا
وارد می شوند طرفہ خلوتے دست بہم میدہد وعجب صحبتے بیسر می آید
غرض بایں تقریب تا شش روز تماشائیانِ عشرت پرست ونظارگیان
سُبک سیر چابک دست داد انبساط میدہند و ذخیرہ احتظاظ براے
یکسال در یکہفتہ می اندوزند خوشا حال ایشاں۔

ذکر یاز دہم میرن نامبردہ ہرچندیکہ بوفور انکسار و وسعت اخلاق
وکثرت تواضع و رعایت مہان داریہا و ترتیب بزم آرائیہا محسود اقران
خود است لیکن بعلاقہ داروغگی ارباب رقص و نشاط و تقریب مرجعیت
اہل طرب فی الجملہ مطعون است چوں وزیر الملک بتجرع میلے دارند
و با اہل حسن و جمال و اصحاب غنج و دلال ازانجا کہ توجہ خاطر ایں عزیز
بتقدیم حسن خدمات معزز و محترم است و در تلاش مردم حسین طرفہ دستے
دارد و ہر روز بپیکرے تازہ بافسون تسخیر میکند از دیگر مصاحبانش کرم خانہ
اش از ہجوم جلوہ گلرخان گلشن آباد است و کاشانہ اش از ورود مہ جبینان
آشیانۂ پریزاد ہرجا کہ گل رخسار یست مائل صحبت او ست و ہر کسے کہ
نشئہ حسنے دارد شیفتۂ بزم سراپا کیفیت او امارد رنگیں از کلاونت بچہ ہا وغیرہ
درحلقۂ بزمش خیل درخیل و نوخطان دلچسپ از ہنود و مسلمین در دائرۂ
مجلسش جوق در جوق ہر ماہے یاز دہم میکند ارباب رقص بے اینکہ
تکلیف نماید از صبح درمحفل او خبر گردیدہ و منت بردل و دیدہ گذاشتہ
برقص و سرود اشتغال می نمایند و ہمیں قسم قوالان و نقالان بے شائبہ موقع
باداے مجرامی پردازند چوں خیمہ ہا متعدد ایستادہ میکنند و فروش رنگیں
گستردہ می شود و براۓ اہل شہر صلاۓ عام است مردم خوب خوب چیدہ
چیدہ دراں مجمع میشوند و آنہمہ ہجوم اہل حسن می شود کہ نگاہ از کثرت

اشخاص حسین و افراط مردم دلنشیں دست و پا گم می کند و چوں نادیدگان خود را بعیب گرسنہ چشمے می نمایند اسباب طرب برائے ہر کس مفت است وسواد تماشا جہتہ ہر کدام رایگاں اگر مبلغ خطیری درخانہ بخرچ آرند ایں صحبت وتماشا امکان ندارد و ایں کیفیت یسر نمی آید ہمہ شب از وفور شمع وچراغ مجمعش نورٌ علیٰ نور است وفضایش ہمسر وادی طور در صحن آں بزمگاہ تجلی دستگاہ ارباب حرفہ اقسام دکاکین از اطعمہ واشربہ مرغوب وتنقلات دلچسپ چیدہ ماکولات ضروری بنظارگیان عرض میکنند چوں محفل از استطاعت درستی وتوسعہ خاطر خواہی دارد در تقدیم مراسم مہمانداری قصور نمی کند ومردم ممتاز ومخصوص را در اماکن متعددہ کہ ہر یکے برنگینی فرش وخوش ہوائے رشک دیگر یست تکلیف نمودہ بطعام وفواکہ وروایح تواضع می نمایند ونشہ سنجاں را بجہتہ تردماغی صحبت وبرطیب مشام بصہبا کشی ہم مختار می گردانند وعطریات بوفور بیش ہر کسے می گذارند غرض در مہمان داری بے بدلست و در بزم آرائی ضرب المثل خانہ اش ہیچو خانہ امرا جلوۂ پری رخانِ جہاں۔

ذکر دوازدہم ربیع الاول در سرائے عرب کہ از قلعہ

بادشاہی بمسافت سہ گروہ واقع شدہ وبسبب توطن اہل عرب کہ ہمہ موظف بادشاہی اند آب ورنگ دیگر یافتہ و در ماہ ربیع الاول

خصوص دوازدہم طرفہ مجمعے وعجیب کیفیتے دست می دہد قریب دو ہزار کس
از اعراب در مسجدے کہ در وسط آں سرا واقع شدہ حوض وسیعے و فضائے
دل کشائے دارد و بامش مکرم خاں مرحوم است مجتمع گردیدہ تمام شب
زمزمہ سنج مولود می شوند وقصاید عربی کہ در نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم شعرائے عرب موزوں کردہ اند باہنگہائے خریں ونشید ہائے
دلنشیں میخوانند ومحققین صوفیہ را بمصداق ایں شعر۔ بلیت

کسانیکہ یزداں پرستی کنند　　باواز دولاب مستی کنند

بوجد وحال می آرند ہرطرف زمزمہ صلوات واز ہر سمت صدائے
تسبیح وتہلیل وبمسامع میرسد تمام شب بایں ہیئت احیا می کنند
وہمیں کہ آثار صبح ظاہر شد بختم قرآن مشغول می شوند چوں ہمگی حفاظ اند
وازقواعد تجوید آشنا سامعہ را طرفہ احتظاظی بہم میرسد وعجب نماز سراپا
حضوری میسر می آید اہلِ شہر خصوصاً صُلحا واتقیا بمقتضائے مناسب
نظرے بایں صومعہ رسیدہ باکتساب مثوبات اُخروی واحرار مقاصد
معنوی کامیاب مدعا می شوند و استیفائے لذت ذائقہ ہم میسکنند
چوں اہلِ عرب در تعظیم وتکریم مہمان ضرب المثل اند مقدم ایں اعزہ
را بہ ترحیب مبلغے ساختہ بماحضر خرمائے تر کہ دراں سرا خوب بہم میرسد
استقبال می کنند وشب ضیافت مستوفی از الوان طعام سرانجام میدہند

وپیاله ہائے کلاں قہوہ خوری کہ گاہے شیرینی ہم داخل میکنند علی الاتصال بردم تکلف می نمایند چوں تہوع آور است مہمان دردر و قبول سخت اذیت می کشند فقیر برفاقت خاں صاحب سر دفتر اشفاق کیشاں سید حشمت حال وارد گردیده بود معنی ایں شعر را دریں محل صادق یافتہ بود۔ بیت

روزے بخانۂ عربی مہماں شدم (کذا)
چنداں خورند قہوہ کہ من قہوہ داں شدم

غرض تفاوت منشاں معنی راہم فال وہم تماشا در آنجا دست میدہد وبرخے بجہتہ دیدن ملیحانِ عرب ہمسری میکشند گوا باس مقطع باموافق ضابطہ نباشد وحسن گرمی واد ائے دلچسپی بنظر نیاید و برائے مخلصے متمسک بایں شعر می شوند۔ بیت

محقق ہماں بیند اندر اہل
کہ در خوبرویان چین و چگل

صبح کہ عنان معاودت میگردانند بملاحظہ فضا وکسب ہوا عشرتے وبمشاہدہ قبور متقدمین وعمارات عالیہ مندرسہ عبرتے حاصل می نماید۔ **فرد**

ایں کما خانہ اقامت کدۂ الفت نیست
عبرتے گیر ز کیفیت بام و در خویش

اگرچہ دوازدہم ربیع الاول عرس حضرت سرورِ کائنات علیہ اکمل التحیات

درتمام دہلی بسیار آب و تاب می شود و مجلس ترتیب چراغاں بندی بائین مرغوب بعمل می آید وسماع خیلے بہ کیفیت منعقد می گردد۔ لیکن اسلوب بزم آرائی خان زماں بہادر کہ از امرائے عمدہ محمد شاہی است و بوفور حیثیت ہا سلسلہ محامدش تا منتہائے طرز خاصے دارد در دیوان خانہ عظیم الشان کہ پیشگاہ صفہ اش در وسعت چوں پیشانی نیکبختاں کشادہ است و در ضمن صحنش حوضے بماء الحیات آمادہ ایں بزم دلنشیں صورت تزئین می یابد و بقالین ہائے رنگین باج از فضائے گلشن میگیرد و در وسط این مسکن سعادت موطن صندوق آثار شریف جلوہ پیرا کردہ زایران در سمتہائے اربعہ متمکن می شوند و باستعمال صلوات حلاوتے بکام امید میرسانند بعد از ایں کہ افتتاح آں حقہ سربستہ کہ رشک حقہ فلک شعبدہ باز است۔ درمیان می آید مردم ہر سمت بنوبت بشرف تقرب آں بساط کرامت مناط بدست آویز صلوات بابرکات و تحیات زاکیات باصرہ را گلچین انوار سعادت میگردانند و بملاحظۂ آں متبرکات برائے رستگاری و نجات تحصیل می نمایند تا شام وظائف زیارت و شرائط استعمال سعادت بعمل می آرند و بعد نماز مغرب آں حقہ شفاعت شقہ را مضبوط ساختہ متوجہ سماع می شوند قوالان خوش لہجہ و نغمہ طرازان رنگین زمزمہ کہ منتظر ایمائی باشند بجرد توجہ ارباب محفل زمزمہ سنج گردیدہ صوفیہ صافیہ

را بوجد بسمل می آرند از هر طرف شور و شغب بلند می گردد و در هر سمت بقریادو افغان از اہل حال سر می زند بہ تعظیم تواجد منشان ارباب مجلس بقیام پرداخته هر طرفے سیر میکنند و از هر حلقه تمتع فیضے میگزیند از فرط هجوم و کثرت خلایق انتظام محفل برهم میخورد و بقسمے کیفیت در جمیع طبایع سرایت میکند که مطلق العنان می شوند تماشاے غریب و تفرج عجیب بملاحظه مصنوعات الهی نصیب نظارگیان میگردد۔ بیت

هرچه دیدیم از تو خالی نیست
سبزه شوخست و گل صفا دارد

ذکر کیفیت کسل پوره کسل سنگه از عمده هزاریان بادشاهی است

و باعتبار ثروت و دولت در امثال و اقران خود متفاخر و مباهی پوره در نهایت تقطیع و تکلف احداث کرده و از هر قسم طوائف و فواحش بازاری که عبارت از مال زادیها باشد آماده نموده و ارباب مناهی و مسکرات را بحمایت خود جا داده باوجود کثرت جمیعت محتسب در حوالیش راه ندارد و قدرت احتساب در خود نمی یابد در هر راسته هائش آنها بلباس رنگارنگ خود را بمردم عرض میکنند و در جسم هر کوچه بوساطت میانجی اشخاص را تکلیف می نمایند هوایش شهوت آمیز است و فضایش باه انگیز بتخصیص در حوالی شام طرفه مجمعے می شود و عجب هنگامه

در ہر مکانے رقص است و در ہر جا سرود۔ ارباب فسق بے مخالفت و مزاحمت سری دراں کارخانہ کشید و لگل چین خیار کِ دسوزاک دامن شہوت را لبریز میکنند وچندے بخمیازہ حسرت گذرانیدہ مشغول می شوند غرض طرفہ کارگاہے وعجب تماشا گاہ ہست۔

ذکر کیفیت ناگل

متصل سرائے خواجہ بسنت اسد خانی۔ احاطہ درنہایت صفا و جلا ترتیب یافتہ وصاحب کمالے کہ موسوم بناگل باشد مدفون گردیدہ است وہفتم ہر ماہ نسوان تعشق بنیان دہلی بکمال تقطیع وتزئین مزین ومحلے گردیدہ جوق جوق بتقریب زیارت کہ درحقیقت مدعاے دیگر است سرگرم تفرج می شوند و باشخاص کہ مربوط اند مجتمع گردیدہ داد دل خوش میدہند بیشتر اہلِ تجرید وغریب پیشگان بامید قبول وانتخاب آں جماعہ برنگ گلہائے چمن خود را رعنا زیبا ساختہ بجلوہ گاہ عرض می آرند۔ مصرع

تا دست کرا خواہد ومیلش بکہ باشد

و از خواص آں مکان نقل می کنند کہ اگر غریب وارد آں نزہت کدہ گردد فوراً بجفت می رسد از کثرت تماشاے سواداں تماشا گاہ کہ وسعت آبادیست تنگتر از دیدہ مور میگردد۔ مردم از صبح عازم آں مکان گردیدہ طرف شام معاودت می نمایند و درضمن بازگشت سیر حدایق وبساتین کہ برسرِ شارع واقع است می فرمایند غرض دل خوشی کارہا دارد وچیزہا

اختراع می کنند تعالیٰ شانہ نصیب جمیع دوستاں و احباب گرداند۔

ذکر ریتی مہابت خاں دراں ریگستاں کہ عرض کیفیت او طولے دارد جوانان رنگین و معرکہ گیران سراپا تزئین بتقریب گرفتن کشتی و اظہار قوت و پہلوانی فوج فوج فراہم آمدہ ہر کدام بہر یکے کہ مناسب قوت وصعب داشتہ باشد میگیرند و حرکات عجیب و غریب کہ موجب تفنن نظارگیاں باشد بہ وقوع آوردہ ارباب تماشا را محظوظ می گردانند در ہر گوشہ و کنار صحبتے و در ہر سمت اجتماعی و اختلاطی صورت می گردد و شغفی بد لہا سرایت می کند بعد فراغ ایں حرکات شیرنی ہا تقسیم کردہ ہر یکے بسمتے روانہ می شود و باز بروز موعود کہ یکشنبہ باشد حاضر آمدہ معرکہ آرا می گردد و سیر ایں مکان ہم خالی از لطفے نیست اکثر مردم حسین وارد می شوند و نظارگیاں بتماشایش گلچیں انبساط می گردند۔

ذکر سخن سازان محافل صاحب کمالے و معنی طرازان جامع شیریں مقالے میرزا جانِ جاناں نزاکت مزاج بہار امتزاجش کہ پروردۂ آب و ہوائے گلشن معنویت از وسمہ کاری توصیف مستغنی است صبا بامید اینکہ گاہے در کارگاہ مدایحش تار و پود اوراق گل بکار آید سرگرم حسین آرائیست و نامیہ دریں اندیشہ کہ قلم نرگس روزی بتقریب نگارش مناقبش علم افتخار برافرازد۔ مستعد گلشن پیرائے تار سطر کلامش اگر از رگ گل

ترتیب دہند برجاست ومسودات افکارش بر پردۂ چشم بلبل تحریر نمایند فکر طبع رسا صفائی روز مرہ بخابت گفتگویش بشابہ نکہت گل مشام آرائے سامعانست وعذوبت کلامش چوں نسیم بہار شور انگیز جنون طینتاں است ادائے سخن شوخی دارد کہ نافہم مخاطب پے بمعنیش برد برنگ تجدد امثال سراز عالم دیگر برمی آرد وانداز تکلم عکسے میریزد کہ تا مستمع ہوش بفہمش گمارد بے اختیار شور از نہادش سرمی زند کلام نمکینش نقل گزک محفل مستانست ونشہ فکرش صہبائے معنی پرستاں چاشنی دروش طبیعی است وسوز عشقش فطری بعد از تحصیل علوم بتحریک جاذبہ شوقِ محبت الٰہی بانقطاع علایق پرداختہ قدم بجادۂ فقر گذاشتہ و درویشے را بامیرزائی جمع ساختہ عالمے شیفتہ صحبت گرامیست تا کرا دست دہد وجہانے مشتاق ہم صحبتے تا طالع کدام کس مساعدت نماید خواندن شعرش مزہ دارد کہ اگر جاں ہارا درجنب صلہ او بتواضع بگذرانند منت ہمت است ولطف سخنش ناخنے بدلہا میزند کہ نقد رواںہا در کنفت تنگش آں صرفہ فطرت اگرچہ تقدس ذات ایں نشہ سنج معنی ازاں رفیع تر است کہ در سلک موزونان مذکور گردد۔ لیکن چوں زبانش بفکر شعر گل فشانی دارد لہذا قلم گستاخی رقم سری دریں وادی کشید۔ امرائے عالی شان بہ تمنائے ملازمت تدبیرہا بکار می برند وصحبتش میسر نمی آید روز پنجشنبہ در مسجد جہاں نما اکثرے از ستر صدان

سعادت حضور دریں جا کامیاب مقصد می شوند در دہلی کہنہ اقامت گاہ
شرافت است لیکن چوں طبیعت رنگین بہ تنزہات مائل است و تبدیل مکان ہمیشہ
منظور نظر۔ بطریق ندرت صحبت والا کسے را دست میدہد ازانجا کہ بارادت
کیشاں صمیم گوشۂ خاطر ہست بمقتضائے نوازش چوں معنی بیگانہ بیک ناگاہ
ورود فرمودہ کلبۂ محقر منتظراں را نورانی می فرماید۔ اگرچہ اشفاق عمیم ایشاں
نسبت بہر وضیع و شریف یکساں است و بمقتضائے عنایت توجہ
مخصوصی بحال ارادت اشتمال است فقیر اکثرے استفادہ فیوضات نمودہ۔
غریب خانہ ہم بنزول مقدم ضیا توام بیت الشرف تجلیات گردیدہ۔

معنی یاب خاں از چیدہائے بادشاہی است رنگینی طبعش بمثابہ ایست
کہ اگر بہار دریوزہ گری نماید می تواند گلشن امکان را زیادہ ازیں رنگیں گرداند و شوخی
سخنش بمرتبہ کہ اگر نکہت گل نکتہ آموز سبکروحی شود بیشتر از بیشتر مشام آرا تواند گشت
در تسخیر غزال معنی ید بیضا دارد و در ادائے لطف سخن اندیشہ ساغرل بہ سامان تمام میگوید
و ادا ہائے طرفہ بکار می برد کہ سامع بوجد می آید۔ سوئم ماہ صفر کہ عرس میرزا بیدل مرحوم
است جمیع شعرائے دہلی بر مزار ایشاں مجتمع می شوند و دیوان میرزا را
درمیان گذاشتہ افتتاح شعر خوانی از انجا می کنند و بعد ازیں بتدریج مسودات
اشعار خود را بعرصہ آوردہ از حضار مجلس متوقعہ تحسین می شوند اول کسیکہ
شروع بغزلخوانی میکند ہمیں عزیز است و در حقیقت تقدیمش مستحسن ارباب

معنی است شعرش از ابتدا تا انتہا ناخن زن دلہا است و از اندیشۂ نکتہ گیراں
مبرا مطلعے بآئین یادگاری دریں تذکرہ ثبت می شود و آں اینست ۔ بلبیت

بگلشن چشم شہلا یت چو می آشام می گردد
دکانِ حسنِ خوباں تختہ چوں بادام می گردد

حزیں مہمان دیار ہندوستان بہشت نشانست و بعلو طبیعت و
تقدس فطرت ممتاز سخنوران زمان است اصلش از ولایت ایران است
بمقتضائے وارستگیہا و آوارگیہا در عالم سیاحت بلباس ارباب فقر سری
بہ دہلی کشیدہ مقدمش ہمہ جا محترم است و قدوم موزونی لزومش درہمہ محافل
مغتنم بر جادۂ استقامت و انزوا مستقیم است و بکمال استغنا در مہماں سرائے
توکل مقیم ارباب استعداد بسر انجام احتیاج تحصیل سعادت میکنند و اغنیائے
معینہ بتقدم حسن خدمت ذخیرہ نیت بذمۂ خود میگیرند معاشش در نہایت
پاکیزگی و رنگینی است و کاشانہ اش کہ بیت الشرف اخلاص نشان است
در کمال موزونی و کیفیت آفریں در احیان سہ پہر صحن آں مکان بہ صفائی
رو فت روب و آب پاشی چوں پیشگاہ آئینہ جلوہ پیرائے نظرہا میگردد چوکی ہا
مفروش می شود ۔ نکتہ سنجان و موزونان مقررے کہ جز و لا یتجزی ایں صحبت
اند در خدمت شریفش حاضر شدہ عندلیب آسا بزمزمہ غزلخوانی تر زبان میشوند
واز بہار صحبتش گلہائے استفادہ دامن می برند طبیعت رنگینش در نہایت

شوخی و رسائیت و حرکات لطیفش در کمال رعنائے و خوش ادائے شعرش سرمشق ارباب کمال است و سخنش ہنگامہ فروز بزم وجد و حال شمہ از نتائج افکار چمن بہارش بضیافت سامعہ منتظران گل افشاں جریدہ شوق میگردد وآں اینست۔ رباعی

شعلہ شمع مسلسل ز دل آید بیروں آہِ دل سوختگاں متصل آید بیروں
ایں گہر نیست کہ نشمردہ بخاک افشانم اشک گل رنگ بصد خون دل آید بیروں

سراج الدین خاں آرزو بتحریر کلام انتسامش اوراق گل منت پذیر و از نوائے شعر بلبل بہار چاشنی گیر رنگینی گفتگویش سامعہ را نرگسدان میکند و بہار روز مرہ اش فضائے بزم را چمنستان۔ مسودہ شعرش پہلو بکاغذ زر می برند و نازکیہائے خیالش خوں از رگ اندیشہ می چکاند سفینہ اش ہیکل بازوئے عشاقست و جریدہ اش حمائل ارباب وفاق فروغ انجمن موزونانست و چشم و چراغ محفل نکتہ سنجان جمیع سخنوران دہلی شیفتہ صحبت اند و تمام عمدہ ہائے دار الخلافت آرزو مند مواصلت چو در ضمن کمالاتش شیوہ مساومت مضمر است بارباب دول خیلے صحبتش گیر است و در جمیع مجامع برنگ ہلال انگشت نما در بزمے کہ ورود مقدمش می شود نوائے تہنیت بلند می گردد و بمحفلے کہ رنگ افروز گشت صدائے مرحبا بہوا می پیچد حصول صحبتش بہ مشتاقان اتفاقی است روز عرس میرزا بیدل مرحوم

بہ نسبت شاگردیش بزم آرا میگردد و عالمے را از صافیخانہ افکار ذلہ چین منت می گرداند مطلعے بہ تزئین این گلدستہ یادآوری جلوہ تحریری یابد

بیت

زبس بردند باخود در لحد ہم رنج مخمورے
سزد لوحے مزار میکشاں از شیم انگورے

میر محمد افضل ثابت نشہ کلامش دماغ آرائے ارباب وجد و حال و نتیجہ فکرش سرمشق اہلِ کمال افکار چمن طرازش برنگ نسیم بہار شور افزائے دیوانگانست و گلہائے خیالش ہنگامہ پیرائے جنوں طینتاں برعایت انواع و اقسام دقایق سخن آشنا و بہ تمہید متانت خیال از اہلِ معاصر خود مستثنا جمیع نکتہ سنجان باعتراف استادیش تر زبان اند و بہ بہار کمالات معنویت آمالش گل افشاں بمقتضائے غنائے ذوقی و نجابت فطرتے رجوعے باہلِ دنیا نیست و برسائے نشہ فقر باز کستی باغنیا بکلیہ بے نیازی مسند نشین توکل است و بذروہ بے احتیاجے سامان طراز عرض تحمل شکوہ ہمتش پائے استقامت بدامن درویشے پیچیدہ و خاطر استغنا مظاہرش خود را از رسوم ابتذال کشیدہ غیر از فکر شعر و تالیف کتب صوفیہ التفاتے باموردیگر نیست نسخہ مفیدے در علمِ تصوف از ہمہ کتابہا انتخاب نمودہ چوں عمر شریفش با تمام آں وفا نکردہ اوقات برخے از تلامذہ اش در تتمیم

آں مصروفیست ارباب کمال ہموارہ در خدمتش حاضر گشتہ تمتع وافی برمیداشتند
وایں معنی را وسیلہ سعادت می انگاشتند دیوان مرادف ترتیب دادہ ومنت
براہلِ روزگار گذاشتہ مطلع دیوانش چہرہ افروز بیاض است ونسیم کلام
شگفتگی بیامش نزہت طراز ایں ریاض۔

رباعی

کشد چو صبح وصال تو شمع جان مرا　　بہ بزم شہد پروانہ استخوان مرا
نگیں ز صفحہ چو برخاست نام چہرہ کشود　　جدا شدن ز تو پیدا کند نشان مرا

ابراہیم علی خاں راقم ازلبش گوشِ خرد گلچین است سخنش
نامِ خدا رنگین است۔ نسبت نسب دودمانش بحاجی شفیع خاں عالمگیری
میرسد و سخنش چوں عالمگیر است۔ خراج از اہلِ سخن میگیرد فکرش چمن طراز
یک عالم بہار است و سخنش بمقتضائے رنگہائے گوہر نثار بدیہہ گوئیہایش
بر تامل شعرا تفوق میکند و بذلہ سنجی ہائش گوئی مسابقت از اقران میربایند
باوصف کم بضاعتی ہا اسباب معاش خانہ اش از ہجوم مستعدان رشک گلشن
است وشکوہ روزگار کہ دلہا خوں کردہ است اصلا بزبانش نیست ہموارہ
تر زبان شکر منعمِ حقیقی بودہ با دوستاں سرخوش ہنگامۂ اختلاط است وشیرازہ
بند مجموعہ ارتباط نمونہ از بہار طبعش بمشتاقان چشمگی می زند وبتقریب یادآوریہا
بزم بیکسی را بخیال آں رنگیں خیال می آراید۔

در ہر مکانے رقص است و در ہر جا سرود۔ ارباب فسق بے مخالفت و مزاحمت سری دراں کارخانہ کشید و لنگ چین خیارک دسوزاک دامن شہوت را لبریز میکنند وچندے بخمیازہ حسرت گذرانیدہ مشغول می شوند غرض طرفہ کارگاہے وعجب تماشاگاہ ہست۔

ذکر کیفیت ناکل متصل سرائے خواجہ بسنت اسد خانی۔

احاطہ درنہایت صفا و جلا ترتیب یافتہ و صاحب کمالے کہ موسوم بناکل باشد مدفون گردیدہ است و ہفتم ہر ماہ نسوان تعشق بنیان دہلی بکمال تقطیع و تزئین مزین و محلے گردیدہ جوق بجوق بتقریب زیارت کہ درحقیقت مدعاے دیگر است سرگرم تفرج می شوند و باشخاص کہ مربوط اند مجتمع گردیدہ داد دل خوش میدہند بیشتر اہل تجرید وغریب پیشگان بامید قبول وانتخاب آں جماعہ برنگ گلہائے چمن خود را رعنا زیبا ساختہ بجلوہ گاہ عرض می آرند۔ مصرع

تا دوست کرا خواہد و میلش بکہ باشد

و از خواص آں مکان نقل می کنند کہ اگر غریب وارد آں نزہت کدہ گردد فوراً بجفت می رسد از کثرت تماشائے سواداں تماشا گاہ کہ وسعت آبادیست تنگتر از دیدہ مور میگردد۔ مردم از صبح عازم آں مکان گردیدہ طرف شام معاودت می نمایند و درضمن بازگشت سیر حدایق وبساتین کہ برسر شارع واقع است می فرمایند غرض دل خوشی کارہا دارد وچیزہا

اختراع می کنند تعالیٰ شانہ نصیب جمیع دوستاں واحباب گرداند۔

ذکر ریتی مہابت خاں دراں ریگستاں کہ عرض کیفیت اوطولے دارد جوانان رنگین ومعرکہ گیران سراپا تزئین بتقریب گرفتن کشتی واظہار قوت وپہلوانی فوج فوج فراہم آمدہ ہرکدام بہریکے کہ مناسب قوت وصعب داشتہ باشد میگیرند وحرکات عجیب وغریب کہ موجب تفنن نظارگیاں باشد بہ وقوع آوردہ ارباب تماشارا محظوظ می گردانند درہرگوشہ وکنار صحبتے وددرہرسمت اجتماعی واختلاطی صورت می گردد وشغفی بدلہا سرایت می کند بعد فراغ ایں حرکات شیرنی ہا تقسیم کردہ ہریکے بسمتے روانہ می شود وباز بروز موعود کہ یکشنبہ باشد حاضر آمدہ معرکہ آرا می گردد وسیر ایں مکان ہم خالی از لطفے نیست اکثر مردم حسین وارد می شوند ونظارگیاں بتماشائش گلچیں انبساط می گردند۔

ذکر سخن سازان محافل صاحب کمالے ومعنی طرازان جامع شیریں مقالے میرزا جانِ جاناں نزاکت مزاج بہار امتزاجش کہ پروردۂ آب وہوائے گلشن معنویت از وسمہ کاری توصیف مستغنی است صبا بامید اینکہ گاہے درکارگاہ مدایحش تار وپود اوراق گل بکار آید سرگرم چمن آرائیست ونامیہ دریں اندیشہ کہ قلم نرگس روزی بتقریب نگارش مناقبش علم افتخار برافرازد۔ مستعد گلشن بپیرایۂ تار مسطر کلامش اگر از رگِ گل

ترتیب دہند برجاست و مسودات افکارش بر پردۂ چشم بلبل تحریر نمایند فکر طبع رسا صفائی روز مرہ نجابت گفتگویش بشابہ نکہت گل مشام آرائے سامعانست و عذوبت کلامش چوں نسیم بہار شور انگیز جنون طینتاں است ادائے سخن شوخی دارد کہ نافہم مخاطب پے بمعنیش برد برنگ تجدد امثال سر از عالم دیگر برمی آرد و انداز تکلم عکسے میریزد کہ تا مستمع ہوش بفہمش گمارد بے اختیار شور از نہادش سر می زند کلام نمکینش نقل گزک محفل مستانست ونشہ فکرش صہبائے معنی پرستاں چاشنی دروش طبیعی است وسوز عشقش فطری بعد از تحصیل علوم تبحر بایں جانبہ شوق محبت الہی بانقطاع علایق پرداختہ قدم بجادۂ فقر گذاشتہ و درویشے را بامیرزائی جمع ساختہ عالمے شیفتہ صحبت گرامیست تا کرا دست دہد وجہانے مشتاق ہم صحبتے تا طالع کدام کس مساعدت نماید خواندن شعرش مزہ دارد کہ اگر جاں ہارا در جنب صلہ او بتواضع بگذرانند مفت ہمت است ولطف سخنش ناخنے بدلہا میزند کہ نقد روانہا در کنف تنگش آں صرفہ فطرت اگرچہ تقدس ذات ایں نشہ سنج معنی ازاں رفیع تراست کہ در سلک موزونان مذکور گردد۔ لیکن چوں زبانش بفکر شعر گل فشانی دارد لہذا قلم گستاخی رقم سری دریں وادی کشید۔ امرائے عالی شان بہ تمنائے ملازمت تدبیرہا بکار می برند صحبتش میسر نمی آید روز پنجشنبہ در مسجد جہاں نما اکثرے از مترصدان

سعادت حضور دریں جا کامیاب مقصدمی شوند در دہلی کہنہ اقامت گاہ شریفست لیکن چوں طبیعت رنگین بہ تنزہات مائل است وتبدیل مکان ہمیشہ منظورنظر۔ بطریق ندرت صحبت والا کسے را دست مید ہد ازانجاکہ باارادت کیشاں صمیم گوشہ خاطرہست بمقتضائے نوازش چوں معنی بیگانہ بیک ناگاہ ورود فرمودہ کلبہ محقر منتظراں را نورانی می فرماید۔ اگرچہ اشفاق عمیم ایشاں نسبت بہروضع وشریف یکساں است وبمقتضائے عنایت توجہ مخصوصی بحال ارادت اشتمال است فقیراکثرے استفادہ فیوضات نمودہ۔ غریب خانہ ہم بہ نزول مقدم ضیا توام بیت الشرف تجلیات گردیدہ۔

معنی یاب خاں ازچیدہائے بادشاہی است رنگینی طبعش بمثابہ ایست کہ اگربہار دریوزہ گری نماید می تواند گلشن امکان را زیادہ ازیں رنگیں گرداند وشوخی سخنش بمرتبہ کہ اگرنکہت گل نکتہ آموز سبکروحی شود بیشتر از بیشتر مشام آرا تواند گشت دستینہ غزال معنی ید بیضا دارد ودرادائے لطف سخن اندیشہ سا غزل بہ سامان تمام میگوید وادا ہائے طرفہ بکارمی بردکہ سامع بوجدمی آید۔ سویم ماہ صفرکہ عرس میرزا بیدل مرحوم است جمیع شعرائے دہلی برمزار ایشاں مجتمع می شوند ودیوان میرزا را درمیان گذاشتہ افتتاح شعرخوانی ازانجا می کنند وبعد ازیں بتدریج مسودات اشعارخود را بعرصہ آوردہ از حضار مجلس متوقعہ تحسین می شوند اول کسیکہ شروع بغزلخوانی میکند ہمیں عزیز است ودرحقیقت تقدیمش مستحسن ارباب

معنی است شعرش از ابتدا تا انتہا ناخن زن دلہا است و از اندیشہ نکتہ گیرال
مبرا مطلعے بآئین یادگاری دریں تذکرہ ثبت می شود و آں اینست ۔ بلبیت

بگلشن چشم شہلا یت چو می آشام می گردد
دکانِ حسنِ خوباں تختہ چوں بادام می گردد

حزیں مہمان دیار ہندوستان بہشت نشانست وبعلو طبیعت و
تقدس فطرت ممتاز سخنوران زمان است اصلش از ولایت ایران است
بمقتضائے وارستگیہا و آوارگیہا درعالم سیاحت بلباس ارباب فقر سری
بہ دہلی کشیدہ مقدمش ہمہ جا محترم است و قدوم موزونی لزومش درہمہ محافل
مغتنم برجادۂ استقامت و ازو استقیم است وبکمال استغنا در مہمان سرائے
توکل مقیم ارباب استعداد بسرانجام ایحتاج تحصیل سعادت میکنند و اغنیائے
معینہ بتقدم حسن خدمت ذخیرہ نیت بذمہ خود میگیرند معاشش درنہایت
پاکیزگی و رنگینی است و کاشانہ اش کہ بیت الشرف اخلاص منشان است
در کمال موزونی و کیفیت آفریں دراحیان سہ پہر صحن آں مکان بہ صفائی
رو فت روب و آب پاشی چوں پیشگاہ آئینہ جلوہ پیرائے نظرہا میگردد چوکی ہا
مفروش می شود ۔ نکتہ سنجان و موزونان مقررے کہ جز ولاینجزی ایں صحبت
اند در خدمت شریفش حاضر شدہ عندلیب آسا بزمزمہ غزلخوانی تر زبان میشوند
واز بہار صحبتش گلہائے استفادہ دامن می برند طبیعت رنگینش درنہایت

شوخی ورسائیت وحرکات لطیفش درکمال رعنائے وخوش ادائے شعرش سرشق ارباب کمال است وسخنش ہنگامہ فروز بزم وجد وحال شمہ از نتائج افکارچمن بہارش بضیافت سامعہ منتظران گل افشاں جریدہ شوق میگردد وآں اینست۔ رباعی

شعلہ شمع مسلسل زدل آید بیروں　　آہ دل سوختگاں متصل آید بیروں
ایں گہر نیست کہ نشمردہ بخاک افشانم　　اشک گل رنگ بصد خون دل آید بیروں

سراج الدین خاں آرزو بتحریر کلام انتسامش اوراق گل منت پذیر واز نوائے شعر بلبل بہار چاشنی گیر رنگینی گفتگویش سامعہ را نرگسدان میکند وبہار روزمرہ اش فضائے بزم را چمنستان۔ مسودہ شعرش پہلو بکاغذ زرمی برند ونازکیہائے خیالش خوں از رگ اندیشہ می چکاند سفینہ اش ہیکل بازوئے عشاقست وجریدہ اش حمائل ارباب وفاق فروغ انجمن موزونانست وچشم وچراغ محفل نکتہ سنجان جمیع سخنوران دہلی شیفتہ صحبت اند وتمام عمدہ ہائے دار الخلافت آرزومند مواصلت چو در ضمن کمالاتش شیوہ مساومت مضمر است بارباب دول خیلے صحبتش گیر است ودر جمیع مجامع برنگ ہلال انگشت نما در بزمے کہ ورود مقدمش می شود نوائے تہنیت بلندی گردد وبمحفلے کہ رنگ افروز گشت صدائے مرحبا بہوا می پیچد حصول صحبتش بہ مشتاقان اتفاقی است روز عرس میرزا بیدل مرحوم

بہ نسبت شاگردیش بزم آرا میگردد و عالمے را از صافیخانہ افکار ذلہ چین منت می گرداند مطلعے بہ تزئین ایں گلدستہ یادآوری جلوہ تحریر می یابد

بیت

زبس بردند باخود در لحد ہم رنج مخمورے
سزد لوحے مزار میکشاں از شیم انگورے

میر محمد افضل ثابت نشہ کلامش دماغ آرائے ارباب وجد و حال و نتیجہ فکرش سرمشق اہلِ کمال افکار چمن طرازش برنگ نسیم بہار شور افزائے دیوانگانست و گلہائے خیالش ہنگامہ پیرائے جنوں طینتاں بر غایت انواع و اقسام دقایق سخن آشنا و بہ تمہید متانت خیال از اہلِ معاصر خود مستثنا جمیع نکتہ سنجان باعتراف استادیش تر زبان اند و بہ بہار کمالات معنویت آمالش گل افشاں بمقتضائے غنائے ذوقی و نجابت فطرتے رجوعے باہلِ دنیا نیست و برسائے نشہ فقر باز کستی باغنیا بکلیہ بے نیازی مسند نشین توکل است و بذروہ بے احتیاجے سامان طراز عرض تحمل شکوہ ہمتش پائے استقامت بدامن درویشے پیچیدہ و خاطر استغنا مظاہرش خود را از رسوم ابتذال کشیدہ غیر از فکر شعر و تالیف کتب صوفیہ التفاتے بامور دیگر نیست نسخہ مفیدے در علمِ تصوف از ہمہ کتابہا انتخاب نمودہ چوں عمر شریفش باتمام آں وفا نکردہ اوقات برخے از تلامذہ اش در تتمیم

آں مصروفیست ارباب کمال ہموارہ درخدمتش حاضر گشتہ تمتع وافی برمیداشتند
وایں معنی را وسیلہ سعادت می انگاشتند دیوان مرادف ترتیب دادہ ومنت
براہل روزگار گذاشتہ مطلع دیوانش چہرہ افروز بیاض است ونسیم کلام
شگفتگی بیامش نزہت طراز ایں ریاض۔

رباعی

کشتہ چو صبح وصال تو شمع جان مرا ۔ بہ پر بشہد پروانہ استخوان مرا
نگیں زصفحہ چو برخاست نام چہرہ کشود ۔ جدا شدن زتو پیدا کند نشان مرا

ابراہیم علی خاں راقم از لبش گوش خرد گلچین است بہ سخنش
نام خدا رنگین است۔ نسبت نسب دودمانش بحاجی شفیع خاں عالمگیری
میرسد وسخنش چوں عالمگیر است۔ خراج از اہل سخن میگیرد فکرش چمن طراز
یک عالم بہار است وسخنش بمقتضائے رنگہائے گوہر نثار بدیہہ گوئیہایش
بر تامل شعرا تفوق میکند و بذلہ سنجی ہائش گوئی مسابقت از اقران میربایند
باوصف کم بضاعتی ہا اسباب معاش خانہ اش از ہجوم مستعدان رشک گلشن
است وشکوہ روزگار کہ دلہا خوں کردہ است اصلا بزبانش نیست ہموارہ
تر زبان شکر منعم حقیقی بودہ بادوستاں سرخوش ہنگامہ اختلاط است وشیرازہ
بند مجموعہ ارتباط نمونہ از بہار طبعش بمشتاقان چشمگی می زند وبتقریب یاد آوریہا
بزم بیکسی را بخیال آں رنگیں خیال می آراید۔

ید بیضا دارد از ہر لفظ مرثیہ اش درد میبارد و ہر کلمہ اش خون از دیدہا می چکاند مضامینے در ریختہ می آرد کہ فارسان مضمار فارسی زمین گیر می شوند شعرش چون ناشی از درد و اندوہ است بمجرد شنیدن طبائع را مقارن غم و الم میگرداند و بے اینکہ بہ آہنگے درست نمایند برقت می آرد در سخنش تاثیر عجبی است و در کلامش تصرف طرفہ۔

ذکر ارباب طرب۔ نعمت خان بین نواز۔ در ہندوستان وجودش از نعمتہائے عظمیٰ است در اختراع نغمات و ایجاد شعبات ید طولے دارد و با نایکان پیشیں پہلو می زند و موجد خیالہائے رنگین است در چندیں زبان تصانیف دارد بالفعل سر جمیع مغنیان دہلی است و بمقتضائے تمنائے ذاتی غیر از بادشاہ بہ ہیچکس سر فرو نمی آرد و در عہد محمد معز الدین طرفہ ساز و برگ داشت در عرسہائے بزرگان حاضر می شود و خود ہم یازدہم می کند رؤسا و اعیان شہر ہر ماہے روز یازدہم بخانہ اش ہجوم میکنند بمثابہ بکثرت می شود کہ جا ہم نمی رسد۔ لہذا از صبح مردم سبقت می کنند و ایں صحبت تا سپیدہ صبح می کشد و ختم راگہا بر بہاسش می شود در نواختن بین مہارتے دارد کہ شاید در عرصہ وجود بہتر ازیں خلق نشدہ باشد۔ بلبت

مطرب ایں بزم از بس راہ دلہا میزند
دست بر طنبور و ناخن بر دل ما میزند

زہے مین نازنینی کہ نا بردوشش نشست ہوش از دماغ چو صدا از تار بر جست کدو ہائے بینش در نظر باریک بیں چوں شیشہ ہائے بادہ مستی خیز۔ و تارہائش بشابہ رگ کرد جاں ستاں شور انگیز۔ مضراب ناخنش تا بساز آشنا شود نالہ ہا چو صدائے تار از دلہا جستہ اند و شعلہ صدا تا از حنجرہ بلند شود قالبہا بسان کدو تہی گردیدہ شور تحسینہا بہوا می پیچد و نغمۂ دیگر طرح می گردد و آہنگ آفریں بفلک می رسد و غلغلہ در بزم ناہید می افگند آشنایان عالم آب را در مجمع امکان کدوئے بہ ازیں نظر نہ رسیدہ و مشتاقان نغمہ را آہنگی بہ از آہنگ نغمت خاں بگوش نخوردہ۔ فرد

عالم آبست می گویم بآواز بلند
آشنائی بادہ را باید کدو برداشتن

برادرش در تمہید آلات طرفہ دستے دارد تا چہار چہار ساعت بچندیں رنگ بہ نغمات مختلف و آہنگہائے بیشی مترنم می شود و بقوت استعداد اعادہ باصل آہنگ می نماید ہوش در تضنع آواز کلہ مغنیاں می پرد و ایں قسم صنعت و قدرت مقدور ہیچکس نیست خواندنش بکیفیت است برادر زادہ اش در نواختن سہ تار عجب مہارتے دارد طرزے تازہ ایجاد کردہ تلاشہائے کہ از سازہائے عمدہ بظہور می آید از سہ تار بتقدیم می رساند از اعجوبہ روزگار است مکرر اتفاق ملاقاتہا شد و صحبت ہائے مستوفی

دست بہم داد مشار الیہ بسیار رعایت خاطر منظور می داشت و بعد از انتشار کثرت ہم تا صبح بیک وتیرہ سرگرم ترنم می بود و فرمایش ہائے راقم قبول می کرد و بانشراح خاطر مترنم می گردید۔

تاج خاں از قوالان است برنگے نغماتش از عالم بیخودی پیغام میداد و بسان نے کوچہ داری راہ از خودی کشاد رنگینی نغمہ اش از آہنگ بلبل رنگیں تر و نوایش از ورق گل نازک تر سامعہ در وجد بے اختیار بود و فضولیہائے شوق مستدعی تکرار آہنگش چوں خامہ بہزاد ہزار نیرنگ در بغل و الفاظ صوتش باوجود تفصیل چندیں شعبات ہماں فقرہ مجمل طبیعت قسمے اختلاط حاصل میکرد کہ غیراز نغمہ اش بہ ہیچ چیز ملتفت نمی گردید و بماکولات و مشروبات نمی پرداخت عمداً چندیں مرتبہ بامتحان رسید چوں مذاقش بچاشنی فقر و درد آشنا بود اکثرے در عین ترنم گریہ میکرد غرض کہ دمش گیرا بود و اثرش در دلہا رسا ہفتم ہر ماہ بخانہ اش مجمع بود و اکثرے از فقرا و مشایخ کہ قدر دان سمع بودند تشریف می آوردند و جمیع قوالان معتبر حاضر می شدند و بنوبت نغمہ آزمائی می کردند باعتقاد فقیر بر جمیع حاضرین ترجیح داشت پسرانش **جانی** و **غلام رسول** از شراب ایں بادہ روحانی حظ وافر دارند و خلف الصدق پدر اند و باہمدیگر اتحاد بمرتبۂ تمام دارند کہ اصلا فرقے محسوس خیال نمی شوند چوں باانیہار بطے بود اکثر از صحبت ہا احتظاظ برداشت

باقر طنبورچی تار طنبورش رگِ جانست کہ تا بہ تحریک آمد دلہارا برعشہ میکرد ونغمہ اش سوہان کہ دلہائے گراں جاناں بمجرد استماع خراشیدہ میشود حزینے صدائے سازش اکثرے سامعانرا برقت می آرد وخودش را بوجد کاسۂ طنبورش از ساغرِ بادہ درچشم مستان خوشنما وگردن سازش درنظرہا رنگین تراز گردن مینا تلاشہائے برجستہ اش راصدائے آفریں مہیّا وادا ہائے پرداختہ بے ساختہ را پیام تحسین درہوا میرسد خرطنبورش را اگر برخرِ عیسیٰ ترجیح دہندمی سزد ونغمہ اش اگر شعبۂ لحنِ داؤدی تصور نمایندمی زیبد درسرکار بادشاہے منتظم است ودرامثال واقران خود محترم۔

حسن خاں ربابی قامتش دریں فن بسان چنگ خمیدہ ودرپختگی مشق صبح پیریہا ازجیب عمرش دمیدہ ازغایت ضعف سرش چوں تار رباب رعشہ ناک وہموارہ درغمِ معیشت معین سینہ اش چاک بیچارہ درچنگ فلاکت گرفتار است مگررب الارباب بامداد او رسد درمستعدان ایں فن رباب نوازی او مسلم الثبوت وکمال مہارت وارد ازمشاہیر دہلی است۔

غلام محمد سارنگی نواز تر زبانی سازش سامعہ نواز است و حزینی آہنگ دلخراش خاراگداز۔ کمانچہ اش درہرکشش تیرہائے متواتر بجانہا میرساند ومضرابش متصل ناخن بدلہا می زند مشقش درنہایت پختگی وصفایت دنوائے سازش مستمعانرا احتظاظ وافی ارباب ایں فن مستثنے می دانند

بتوقیرش می پردازند بیشتر بامشایخ مربوط است وبخیال خود نشه فقر دارد
صحبتش باہمہ اشخاص گیر است وتعریفش ہمہ جا پذیرا۔

رحیم سین و تان سین از نبائر تان سین اند رسائی استعداد ایشاں
برصحت نسب گواہی میدہد و در واقع مخدوم زادہ جمیع مغنیان اند رسائی حنجرہایش
غلغلہ در بزم ناہید می انگند وقدرت نغمانش گرہ برروئے ہوا میزند صدا بمرتبہ
تابع گلوکہ ہر قدر بمد و شد پردازند زورش کمی آں ندارد وآہنگ باینی موافق
کہ ہرچند بترفع صوت پردازند خارج آہنگے صورت نہ بندد درعالم کبت اعجوبہ
روزگار اند و در عرصۂ دھرپد مبارز سپہ سالار آمد آمد نشنیدش تعلیم خرام
ببیل بہاران میکند و معاودت آہنگش بمرکز اصول آواز تلاطم امواج دریا
می دہد یکمرتبہ بحسب اتفاق اینہا وحسین ڈھولک نواز کہ نادرالعصر بود
وحسن خاں ربابی وگھانسی رام پکھاوجی کہ بے نظیر وقت خود اند بہیئت
مجموعی مجتمع بودند وہنگام ابر ہم بود طرفہ صحبت رو داد درجنب نغمات
ایشاں اصلا شور رعد مسموع نمی شد و درعمارتے کہ طرح صحبت بود چنیں
بتخیل میرسید کہ صدائے اینہا سقف را شگافتہ بر می جہد مدتہا مزہ ایں
صحبت متمکن خاطر بود مصرع ؎ یاد ایامی کہ عیشِ رایگانے داشتیم ؎

قاسم علی از تلامذہ نعمت خان اند واکتساب ایں نعمت از ایشاں
کردہ ذلہ وافی بر داشتہ اند آثار حسن رشادت از جبین اینہا لایح ونگہت

قبول از شمایم صورت فایح کبت برنگینی تمام می خوانند و سامعان راممنون می سازند در پیشگاهِ ظلِ سبحانی در امثال خود امتیاز دارند و امراء بیشتر توقیر می کنند چوں عنفوان جوانی است و نغمہ وصوت در کمال مناسبت مقبول جمہور اند و بر دلہا اثر نغمہ اینہا مترتب می شود یکمرتبہ اتفاق شنیدن شد اشتیاقہا مایل است لیکن بے استعدادیہا حایل۔

معین الدین قوال استاد زمانہ است و در فنون قوالی یگانہ نوع نغماتش چوں گلہائے گلشن کشمیر خارج از دائرۂ شمار و تموج سیل آہنگ چوں دور و تسلسل روزگار متعذر راالانحصار آہنگش برنگ خامہ بہزاد نغمہ را بر صفحہ ہوا تصویر می کشد وغزال برجستہ صدارا بدام نفس در تسخیر می آرد تردید غنا وابستہ گلوئے اوست و تجوید نوا شیفتہ آرزوئے او قصہ مختصر صافی بہ ازیں سامعہ را در عالم امکان نیست خدا گوش شنوا نصیب گرداناد۔

برہانی قوال مطلق غناہائے تصرفش در عالم موسیقی شنیدنی است و آہنگ نغماتش برائے ضیافت سامعہ دوستان تمنا کردنی مشقش از پختگی آں طرف خیال رسیدہ و درہمیں فن صبح پیری از مطلع عمرش دمیدہ باشاہ کمال کہ سر دفتر ارباب وجد وحال اندطرفہ ربطے است روز شنبہ مجلسے انعقاد می یابد و دست آویز عجبے جہت تواجد بدست متصوفہ می آید یکمرتبہ ایں صحبت دست بہم دادہ بود و درہمیں محفل چہل پہل ذے معاطے

وارد شده بود کہ در جنب صولت صدایش آواز کرنائے انفعال می کشد وبشدت آہنگ خارج آہنگش و بر اعضائے حاضران قیام می نمود وارباب حال متواجد بودند وموقوف نمی کردند۔

برہانی امیرخانی آہنگش باعتدالست وصدایش متوسط بمذاق امیرخاں ترنم می دارد و درادائے نغمات خیلے تمکین بکار می برد وسامعانرا منتظر می دارد۔

رحیم خاں جہانی از منتسبان سرکار امیرخان است خیال را بمزہ می خواند وتلاشہا بکار می برد شنید نیست۔

شجاعت خاں نسبتش بہ کلاونت ہائے عمدہ اعلیٰ حضرت می رسد درکبت دعویٰ دارد لیکن اثرے در دلہا نیست وضعش منصدیانہ است و دستار را بہ ترتیب وتقطیع می بندد و التزام سرپیچ دارد چشمش ہمیشہ بسرمہ آشنا است لیکن با بے بصران اورا منظور نمیداریم۔

ابراہیم خاں کلاونت یکمرتبہ در مجمعے اتفاق شنیدن شد سامعہ آنقدر محظوظ نگردید کہ اعادۂ صحبت بخاطر بگذرد مثل میر بود لیکن برخے ہندوستان زاہا معروف بودند۔

سوادخاں مشہور بکولہ و سوادہ در وقتے از مشاہیر دہلی بودند الحال چوں دہلی کہنہ اعتبارے نداشتند قدمارا بصحبت اینہا شغفے بود۔ لیکن

جوانان ایں عصر اعتنا بہ کمال آنہا نمی کردند و احترامش در اماثل و اقران بہماں و تیرہ بود۔

بولے خاں کلاونت از ملازمان بادشاہست و در جرگہ ناظران شاہی اعتبار دارد خواندنش قدما پسند است۔

گھانسی رام پکھاوجی در فنِ خود مہارت مالا کلام دارد اگر سازش را بجائے چرم از گلبرگ ترتیب دہند بجاست کہ حرکات دستش چوں برگِ گل برروئے ہوا خرام دارد گردش انامل ہا در کمال نازکی چوں طپش نبض مستقیم درنہایت آرمیدگی است وجنبش اصابع از فرط ملایمی برنگ اندیشہ ذوالعقول درعین ہمواری و سنجیدگی۔

حسین خاں ڈھولک نواز نادرہ روزگار و اعجوبہ اعصار است رتبہ نواختن ڈھولک را بدرجہ اقصی رسانیدہ کہ زیادہ بریں متصور نیست اہلِ ہند متفق اندکہ بہ ازیں ڈھولک نواز از سرزمین دہلی نشو ونما نکردہ در مجمعے بآئین تفاخر نقل می کرد کہ اگر تا شش ماہ دریک مجمع صحبتہا امتداد کشد میتواں ڈھولک را در ہر راگ بطرقِ شبے نواخت کہ شائبہ ابتذال درآں نباشد و حاضران تصدیق ایں معنی میکردند و در واقع ید بیضا داشت اگر قرص آفتاب و مہتاب را بجائے خبراش استعمال نمایند سزد و اگر انامل او را کہ در سرعت سیر کرد از شوخی نگاہ می برد بجواہر گرانمایہ ترصیع

نمایند می سنز د بے اندیشہ بہ تشخیص می پر داخت تبدیل گت می کرد و با تامل رجوع بہ تفہیم می کرد رنگ دیگر بر روئے کار می آورد. زبا ہا صرف تحسین بود و بیا ہا وقت آفریں۔

تہنا کہ از جملہ تلامذہ اوست بلیاقت خلیفت۔ امتیاز دارد و از طرز مندل ترکتاز است ہر چندے کہ باو نمی رسد چوں بہنر از و در دہلی نیست نعم البدل می انگارند۔

شہباز دھمد ھمے نواز پدرش در سرکار اعظم شاہ نوکر بود و ہمیں ساز را می نواخت بالفعل در تمام دہلی نظیرش نیست صنایعے بکار می برد کہ از پکھاوج و ڈھولک نواز امکان ندارد و بہ بیت خواننده ہر راگے کہ و نقش باشد در ساز خود می نوازد چنانچہ آہنگش مفہوم مستمعان می شود اگرچہ پیشتر در طبیعت قبول ایں امر انکار محض داشت لیکن بعد از حصول صحت روایت تصدیق انجامید۔

نقد نام شاہ درویش سبو چہ نواز اعلیٰ با در زاد است در نواختن سبو چہ قسمے تصرفات بکار می برد کہ از ناصیہ پکھاوجی و ڈھولک نواز عرق خجالت می چکد و شیشہ حوصلہ از چابکدستی ہائش تن بشکستن می دہد معاشران بتوقیر تمام سواری بہ تکیہ اشں فرستادہ می طلبند و صحبتہا می دارند و سازی اختراع کردہ کہ جامع چندیں ساز است ہمصدائے ڈھولک دارد و ہم پکھاوج

در ضمنش صدائے طنبور بر می آید هر چند ے کہ بصر ندارد لیکن بصیرت دارد۔ نابینائے دیگر بنظر آمد کہ شکم را موافق قانون و اصول باسلوب ڈھلولک پکھاوج می نواخت و تلاشہائے نازک بظہور میرساند اکثرے از طوالف بدستیاری ساز شکمش رقص می کردند و فتورے در ارکان اصول راہ نمی یافت شکمش از کثرت ضرب چوں بختش سیاہ شدہ بود۔

تقی از عمدہ بھگت بازان است و سرخیل جمیع شعبدہ طرازان ہندوستان از منظوران جناب سلطانی است و ارباب سرائے خلوتخانہ خاقانی امرائے عظیم الشان بکمال توقیر دعوت می کنند و خواہان صحبتش می باشند سامان بھگت از اقمشہ و اسلحہ مناسب رسم ہر دیار و ہر فرقہ درخانہ اش موجود و مہیّا و اسباب ہزار رنگ تماشا بفراخور صنعت او درکیسہ استعدادش آمادہ و پیدا امارد متعدد چوں گلہائے رنگارنگ در گلشن کارگاہش حاضر و سبزان عنبر ملیحے برنگ ریاحین نورس در چمن زار اکھاڑہ اش متعدد یکطرف فرقۂ نوخطان بصید دل نظارگیان دام گرفتاری در زیر سبزہ پنہا می کنند و بیک سمت جرگہ خوش نگاہان بہ تیر غمزہ دلدوز تماشائیاں رانخچیر می فرمایند صبیحانش یکسر خمیر مایہ سفیدہ صبح فطرت و ملیحانش یکقلم نمک مایدہ نعمت خانہ قدرت خانہ اش جلوہ گاہ پری خانہ است و کاشانہ اش رشک آئینہ خانہ پیچ و تاب میان نازک کمران برگ گل را تاب می آرد و سلسلۂ زلف

مشکبویاں نبض سنبل را در اضطراب ۔ سہی قدان از خرام نازنین در انداز
تسخیر دلہا و سیہ چشمان با تمامی سخن گو چوں پیام جانہا ہر جا امردی از حلیہ
مردمی عاطل می شود چشم آرزو روشن است و ہر کجا طفلے ملایم واقع شود
خانہ بمثالش رشک گلشن قبلہ حیرانِ ہر صنف است کہ نسبت کمال را
بدو منتہی میگردانند و رب النوع مخنثان ہر نوع است کہ باعنافت
بیعت او کلاہ تفاخر می افرازند سخنِ مختصر رئیس المخنثین است و انیس الفوادین۔
عطائے عدیم المثال شاہ دانیال المعرف بہ سرخی۔ طوطی ناطقہ اش
باوجود نواسنجی بسان بلبل ہزار داستان بچندیں زبان آشنا است و در نقالی
و لطیفہ گوئی باسلوب ندما در عالم مصاحبت بے ہمتا از کثرت مشق و فرط
اختلاط در باب موسیقی در کبت و خیال وغیرہ اقسام ایں فن مہارت خاصے
دارد چنانچہ ماہران ایں پیشہ توقیرش می کنند و چوں دریں حالت خود را
بفقیری منسوب می کند و آبا و اجداد خود را مشائخ میگیرد رعایت حرمتش
واجب می دانند کہ خواندنش خیلے بہ پختگی و رنگینی است و در حقیقت باب
مجلس اکابر است و در نشیدہاے قدما نشید صوفی قریب باہزار ہر عالم
یک نمونہ دارد و بایں تقریب ساز و برگ معیشت فراہم می آرد و در
جمیع محافل دخیل است و در ہمہ مجامع دلیل با امرازادہ ہائے شہر
مربوط است و چوں مرد متحمل و خوش گوست عقد صحبتش در ہمہ جا منوط

ہر جا کہ وارد شد طرفے از جلب منفعت متصور گردید از مغتنمات است و شہید طعامہائے الوان در جنب اشتہائے صافش جوع البقر انفعال می کشد و بملاحظہ خوردنش طبائع اذکیا مانع می گردد و در اکل طعام طرفہ مکثی دارد و در خواہش حقہ عجب اضطرابی خوابیدنش ہم از خالی دہشتے نیست وصبح برخاستن و تنخنخ در نشوونمائے کردن ہم بے وحشتے نہ باایں ہمہ نظر برنگینی صحبت و آرائش مراعات ہا العمل می آید و طبعیت مجوز مفارقت نمی گردد قابل مجلس ولایق محفل۔

ذکر خواصی وانوٹھا از نقالان معتبر دہلی اند و در سرکار پادشاہی منسلک و منتظم در انشا بمضامین رنگین نشاط آور مستثنا اند و در گذارش نقول تازہ ایجاد بے ہمتا خواندن خیال و رقص و ہم علے دارد در محفلے کہ اجتماع طوائف باشد نشہ رنگینی اینہا دوبالاست و دماغ تقریرش اوج گرا سبزہ و مزہ ہم از نونہالان ہیں چمن اند و نوبادگان ہمیں گلشن در رقصہا طراز و در ادامہا سراپا اعجاز در شوخی و تشنگی آب اختلاط و برائے منادمت قابل ارتباط کاکلہائے رسائش چوں عمر دراز خوشنما تر و دنبالہ ہائے چشم سیاہش از حد نگاہ ہم رسا تر قدہایش موزوں و گفتگوہایش ہمہ خوش مضمون۔ **فرد**

بہر طرف کہ نگہ می کنم تماشائیست
خدا کند کہ فلک فرصتے دہد مارا

ذکر یاری نقال قلم را از پر طوطی ایجاد باید تا تعریف سبزہ خطش کہ

یکقلم خط نسخ بر صفحہ ریاحین می کشد شروع نماید و زنگار را بجا مرکب استعمال باید نمود تا سطری از کیفیت ہائے حسن سبزش بہ تحریر تواند رسید بلیت

حسن سبز آفت جاں بود نمی دانستم
دام در سبزہ نہاں بود نمی دانستم

شکوہ حسن نہ بمرتبہ کہ نگاہ بے محابا مقابلش تواند گردید وصفائی رنگ نہ بحدے کہ نظر در حوالی آں جا تواند گرفت انداز خرامش برنگ شاخ گل از نسیم بہار در خم و چم و عشوہ نگاہش بسان جلوہ پریزادان خیال در رم ہر کسیکہ دو چارش شد چوں پری زدہ مدہوش است و ہر کہ در کنارش راہ یافت تا بقیۃ العمر حسرت آغوش سبزہ بہار در جنب سبزہ حسنش چوں موے خمیر است و گلدستہ چمن در مقابل طلعتش زمیں گیر قطعہ

خوبی حسن خوبی آواز ببرد ہر یکے بہ تنہا دل
چوں شود جمع ہر دو در یکجا کار صاحبدلاں شود مشکل

ہمگی طائفہ اش موزونست و نقالانش سراپا خوش مضموں دو سہ نونہال دیگر ہمدرین چمن مستعد قد کشیدن اند فلک حاسد فرصت نظارہ کرامت فرماید۔

ذکر معشوقہ ابوالحسن خاں پسر شریف خاں

خمیر مایہ فطرتش ناشئے از تمکین است و مزاج سراپا ابتہاج چون صحن گلشن

رنگیں ادائے ہر حرفش منتے بخاطر می گذاشت و بہار تبسمش بطرح یک گلشن بہجت می گماشت تکلم سنجیدہ اش از عالم متانت و وقار و روزمرہ صافش جہانے مستنبط از حسن گفتار خواندنش در نہایت خوبی و دلربائی و رقصش در کمال خوش آیندگی و رعنائی و رودش در کاشانہ میاں محمد ماہ غفرلہ اتفاقی بود ارباب محفل آنہمہ احتظاظ بر داشتند کہ تا حال ہر گاہ ذکرش بر می آمد در حسرت تجدید صحبت او زمزمہ سنج تاسف می شوند۔ گیتے و بایک خیالے در سور تہہ مسموع گردید کہ اگر ہمہ عمر اعادہ اش نماید طبیعت را سیری ممکن نیست و استغنا متصور صحبتش نہ چوں تجلی برقی بود کہ تکرار صورت نہ بست۔

ذکر جٹا قوال زیب مجامع ارباب وجد و حال و شمع محفل صوفیہ تواجد اشتمال نصوص قرآنی را کہ مشتمل بر وحدت وجود است با آہنگہائے حزیں می خواند و متصوفہ را بسان مرغ نیم بسمل مضطرب می گرداند اقوال مشایخ سلف آں قدر مستحضر کہ اگر بترتیب کتاب سلوک پردازد گنجائش دارد واشعار شعرائے صوفیہ آن ہمہ از بر کہ اگر بقید تعین آرد سفینہ ضخیم کہ منتخب و مستنبط جمیع دواوین قدیم باشد می تواند ساخت و وجد و حال فقر فزع نغمہائے اوست و اضطراب دلہا متعلق ساز و نوائے او ممدوح جمیع مشایخ کبراست و محبوب ہمگی فقرا و در خانقاہ شاہ باسط کہ برادر زادہ صمصام الدولہ اند و خود را در فقرا محسوب می کنند و در ہر ہفتہ روز یکشنبہ

صحبت خاصے منعقد می گردد فقراء واغنیارا در باب تماشا ہجوم می کنند و ہمہ روز سماع مستوفی دست بہم میدہد واز کثرت اشخاص حسین خانہ ایشاں مثل پریخانہ می شود چوں جبٹا از ملازمان ایشاں است بلکہ از تربیت یافتگان ہموارہ ملتزم آں انجمن فیض نشان است واکثرے بتصانیف ایشاں کہ در فن قوالی طرفہ مہارت دارند رطب اللسان خصوصیات ایں محافل وجدانی است نہ بیانی

مصرع قلم اینجا رسید و سر بشکست

ذکر رحیم خاں و دولت خاں و گیان خاں و ٹڈو اولا

دلیل کمال اینہا این ست کہ از اخلاف کولہ و سواد اند کہ شہرت خوانندگی ایشاں از فرط وضوح محتاج بیان نیست و در واقعہ ایں ہر چہار برادر در خواندن خیال نظیر ندارد و بایں نازکی و بایں پرداز می خوانند کہ طبیعت سامع بے اختیار متلذذ می شود و باعتبار کمال تعینی دارند خصوص دولت خاں کہ نازک مزاجیہائے معشوقانہ او قیامت می کند پنجم ہر ماہ در خانہ اینہا مجمع است جمیع قوالان وارباب غنا مجتمع گردیدہ داد خوش نوائے می دہند وچوں آں ہنگامہ محضر ارباب کمال است سند پختگی حاصل می کنند بعد فراغ دیگراں نوبت باینہا میرسد خیلے انتظارکش باید گردید تا دولت خاں زباں را بزمزمہ آشنا گرداند چوں صدایش باریک است وکثرت خلائق مردم تبلاش تقرب او طرفہ سعیہا بکار می برند تا سامعہ تند نباشد احتمال شنیدن نیست بیشتر مردم بہ تبعیت

اشخاص محفل لفظ تحسین استعمال می کنند و محروم می روند۔ و رحیم خاں کہ در سادگی پر کارے دارد مشقش در کمال پختگی و خوش ادائیست و آہنگش در نہایت خاطر فریبی و دلربائی امرا باشتیاق و بتلاش اینہا را منتظم سرکار خود ہا می کنند و دست بدست می برند و حرکات نا ملایم اینہا کہ از افراط دادن شراب سرزد می شود متحمل می شوند چوں چشم سیاہ مست خوباں ہمہ روز مخمور می باشند وغیر از گفتگوئے مینا و جام حرفے ندارند۔ کیان خاں و بڈو کہ برادران خورد اند ایں ہا نیز در عالم خود تلاشہا دارند و از اہلِ مجلس ذلہ آفریں بر می دارند جمیع مشاہیر دہلی دریں ہنگامہ حاضر می شوند و عرضِ کمال می دہند مجمع جمیع خاطر خواہی است و صحبت دلچسپی۔

الہ بندی امردیست مخطط مشتمل بر تناسب اعضا ترکیبش نہہا بسیار خوب می نماید پدرش از مشاہیر قوالان بود خودش ہم خیال را بمزہ می خواند و رنگینی بکار می برد منظور نظر ہاست و مقصود خاطر ہا۔

رحی امرد سیہ فامیست گلویش در نہایت نازکی پہلو بصدائے تار می زند و از فرط تناسب متمیز نمی شود تا قوتِ ممیزہ درست نباشد فرق از صدائے تار سازش کردن متعذر است و بخیالہائے مروجہ دہلی کہ منصف تبسدارنگ است زبانش آشنا است و ناطقہ اش بایں اسلوب مرغوب زمزمہ پیرا۔

امردِ ہنگامہ پیرا میاں ہینگا رنگش چینی است ولباسش یاسمینی

درپیشگاہ قلعہ دارالخلافہ ہر روز بزم آراست و بجاے تماشائیاں ہنگامہ پیرا بملاحظہ رقص او اشخاص معتبرہ تمہید سیر چوک میکنند و بمشاہدہ حسن او تقریب ابتیاع نفائس و نوادر بروے کار می آرند و بے تکلف مشتریان خود بلا شائبہ تصنع در اطراف مجمع او سوار اسپانِ باد پا گشتہ صنع الٰہی را معائنہ می نمایند حلقۂ اقبال و ہجوم جبول در جوانب ایں سیرگاہ متعذر الانحصار است وکثرت خلائق از قائمین وقاعدین در دور ایں تماشا کدہ خارج از دائرہ شمار امور ضروری ابتیاعی را مردم موقوف کردہ مشغول تفرج می شوند و وجہ خرید و نقد فرصت را از کف دادہ خائن وخاسر بخانہ میروند اداہاے خرامش خانہ برانداز عالمے است والتفاتہاے مخصوصش تاراج کن مردے صباحت رنگش از ملاحت باج میگیرد و سبزہ خطش از سبزان چمن خراج از سفید پوشیہا بشابہ خوشنماست کہ گویا درعین شام صبحی دمیدہ یا گل چاندنی است کہ در فضاے چمن بے اختیار بالیدہ تا غروب آفتاب جلوہ گریہا کردہ مبلغے معتدبہ تحصیل می نماید و راہ خانہ می گیرد و ہر چندے کہ اعزہ تکلیف می نمایند بخانہ ہیچ کسے اقدام نمی نماید ہر کہ شیفتہ او باشد می باید کہ بخانہ اش برود واحتیاط وافی بردارد۔

سلطانہ امردیست سبزہ رنگ و در سن دوازدہ سالگی در رقص طرفہ اداہا

دشوخی ہا دارد سحر کاریہاے خواندنش عالمے را مفتون و خلقے را مجنوں کردہ
دریں عمر قسمے تحصیل علم موسیقی کردہ کہ مزیدے براں متصور نباشد در غنچگی
پہلو بگلہاے شگفتہ میزند وباوجودیکہ پرتو چراغیش نیست دعوی ہمسری آفتاب
دارد سامعہ ازکم وسعتے ہاے خود درحسرتست و باصرہ ازکم ظرفیہاے نگاہ
درخجلت شبے تا صباحے ازصاحبان ما بزم آرا بود صحبت مستوفی دست داد
وہمہ شب بعشرت وانبساط گذشت خارخار حسرت اعادہ صحبتش در دلہاے
یاران باقیست شوق تحریکے می خواہد درگاہے نام زنگولہ نوازی ہمراہش بود
مراحل امر دیرا قطع کردہ چوں تعینے ازمزاجش محسوس نمی گردید تامل بہ تفتیش
پرداخت معلوم گردید کہ درنواختن زنگولہ ورقص نظیر ندارد ہرچندے کہ
ہیاتش مقتضی حرکات رقص نبود لیکن طبیعت بریں آمد کہ عیارش بمحک
امتحان رسد مامور کردند درواقع استغنا وتعینش بجابود بمجرد تہیہ رقص
حسرت ہا دست داد ہمہ تن چشم گردید گاہے درعین رقص صدا ازیکرنگ
برمی آورد گاہے ازدو وگاہے ازہمہ غرض طرفہ قدرتے وعجب مشقے داشت
شور تحسینہا برصداے زنگولہ اش چیرہ بید وصداے پہہ پہہ آفرینہا اصول
رامعطل کرد وہمیں قسم مورچنگ نوازی درہمیں طائفہ معائنہ گردید
کہ ہمتا نداشت وبرگ کاہ را در دہان گرفتہ مثل بلبل ہزار داستان
شروع بنواسنجی کرد وبہزار زبان گویا گردید بے تکلف ازنواے او

وچہچہہ بلبل داستاں سرا ہیچ فرق کردہ نمی شد منطق الطیر مجسم بمشاہدہ رسید۔

سرس روپ بمشاہدہ حرکات دلفریبش چشم تمنا روشن و باندیشہ خرامش صفحۂ خاطرہا رشک گلشن نسایم آہنگش بہار آفریں وشمایم نغمہ اش عطر آگیں رقصش درنہایت رنگینی ومحبوبے وخواندنش در اقصا مرتبہ دلچسپی و مرغوبی منتخب ارباب جاہ وجلالست ومستحسن اصحاب وجد وحال شعشعہ حسنش نظر را خیرہ میکند وتصور لمعہ جلوہ اش عقل را تیرہ۔ دریافت صحبتش بے وسیلہ تعرف متعذر راست ونیل ملاقاتش تقدیم تواضعات مناسب متعسر تعالے شانہ بسیر خاطر خواہی باریاب ذوق نصیب گرداند ودست شوق بداماں تمنا رساند۔

نور حدیقہ خوش ادائی خمیر مایہ روشنائی **نور بائی** از ڈومنی ہائے دہلی است رفعت شانش بمرتبہ کہ امرا بدیدنش التجا دارند و برخے بخانہ اش میروند خانہ اش چوں خانہ ارباب دول سامان ہزار رنگ تجمل دربار وکوکبہ سواری عمدہ ہا پر از چاوش وچوبدار بیشتر سواریش سواری فیل است درخانہ عمدہ ہا کہ وارد می شود یک رقم جواہر رونما تواضع میکنند ومبلغے معتدبہ بخانہ اش می فرستند کہ قبول دعوت می کند رخصتانہ را ازہمیں قیاس باید کرد کہ مزہ صحبتش بمذاقے آشنا شد باعث خانہ خرابی است ونشۂ آشنائیش بدماغے کہ سرایت کرد چوں گرد باد در کشایش بیتابی عالمے بفضا عتہار ا درسلرین کار کرد

دخلقے سرمایہ ہارا بغارت ایں ستمگر داد صحبتش تاکیسہ پراست گیراست والفتش تا نقدی باقیست پذیرا تمکنش با تمکین گوہر ہم ترازو وآبِ رنگش آب ورنگ گلشن ہم پہلو سخن فہم بے نظیراست ونکتہ دان خوش تقریر صفائے روز مرہ اش سامعہ را در بوئے بہار غوطہ می دہد واداۓ محاورہ اش زبانہا از گلبرگ می تراشد مصاحبے بایں رنگینی اگر نصیب شود مفت آرزوست وہمدمے بایں شوخی اگر دست دہد ہرچہ باشد ہمہ از ومراعات مجلس وادب بمرتبہ کہ چنداں ادیب می باید تعلیم گیرند و پاس خاطر جمیع حضار محفل بمثابہ کہ صاحبان تہذیب اخلاق می باید تلقین پذیرند خواندنش خالی از مزہ نیست مستحسن ارباب موسیقی است جنگلہ را کہ بالفعل رائج الوقت دہلی است خوب مشق کردہ بموافقت جمعے از نسواں کہ ہریکے بیگم و خانم نام دارد بزم آرامی شود و برائے رعایت ہرکدام سفارشہا می کند چوں خاطرش ہمہ جا عزیز است ہرچہ می گوید مبلغے قبول می شود الحاصل دیدنیست نہ شنیدنی فقیر یکمرتبہ استفادہ صحبت کردہ۔

چمنی از مشاہیر دہلی است و بادشاہ رس و بمقتضائے کسبِ کمال موسیقی کہ پہلو بصاحب کمالان عصری زند ہمہ جا معزز و محترم وصحبتش بدول بذل مبلغے لایق از ممتنعات سوائے ایں کمال خوش صحبت وخوش روزمرہ است و سخن در نہایت پختگی می گوید چوں از بہار جوانیش تباشیر صبح پیری

گل کرده غیر ازیں که کسے صرف به نشیدن سرود شوقے داشته باشد میل نمی کند
بادشاه هم گاه گاهے یاد می فرمایند و التفات می کنند نغمه اش طائر هوش را
به پرواز وداع سر میدهد و آهنگش آب رفته آرزو ها را باز بجوئی می آرد۔
و ترانه سنجی زبانش از مقراض گوئے سبقت برده اکثرے معاصر او اعتراف
بکمال او دارند خالی از اهلیت نیست مراعات آشنائی می کند یک شبے
درخانه اش اتفاق صحبت افتاد تا صبح صحبتها کوک بود۔

ادا بیگم در دهلی مشهور و معروف اند که پایجامه نمی پوشند و بدن
اسفل را برنگ آمیزے هائے خامه نقاش باسلوب قطعه پایجامه رنگین
می کنند بے شائبه تفاوت گل و برگ که در تهان کیمخاب بند رومی نی باشد
بقلم می کشند و در محافل امرا میروند هرگز امتیاز پایجامه و ایں رنگ کرده
نمی شود تا پرده از کارش نیفتد فهم هیچکس بکنه صنعت انها نمی رسد چوں
خالی از ندرت و غرائب نیست مرغوب دلها اند۔

بهینا سے فیل سوار از مشاهیر رقاصان و رئیس طائفه دار است
چوبداران نوکر اند با امرا بائین چشماں ارتباط است رقعه ها در سفارش
می نویسند و اینها در قبول می کنند۔ سابق باعتماد الدوله ربط خاصے بود و اینها
بخانه او می رفتند یکمرتبه برسم تواضع آلات و ادوات تجرع که عبارت از
گلابے و پیاله ها وغیره باشد گذرانیده بود چوں همه اش ترصیع داشت

هفتاد هزار روپیہ قیمت گشت صدقش ہذا علی التمول۔

خوشحالی رام جنی از ملازمان سرکار اعتماد الدولہ است طرفہ خنانے دارد وعجب تعینے در مجلس کہ رقص می کرد واکثرے از اعیان شہر مجتمع بودند وہیچکس را در نظرش وقعتے نبود واز فرط استغنا ہیچ سمت التفاتے وخطابے نمیکرد وخواندنش بسیار رنگین وحرکاتش در نہایت تمکین بود آساپورا از رام جنی ہاست واز شہرت کمال در ہمہ محافل محترم است وپیش جمیع نغمہ سنجان مکرم کبت خوانیش بقاعدہ کلاونت ہائے قدیم در نہایت مضبوطی وزیر وبمش بقانون استادان باقصے غایت مربوطے نغمہ اش درہمہ حال سرسبز جاوید وآہنگش درہمہ جاروسپید بسبب رسائی سن اندکی از دلہائے معاشران یکسوست لیکن بچشم قدردانان نغمہ باید دید کہ چقدر در نظر آنہا وقعی دارد حرمت طلب است ومستحق حرمت خواہان عزت است وشایستۂ عزت۔

چک مک ومانی دربہار جوانیہا طرفہ شوخے داشت مطبوع جمہور بود وبادشاہ جم جاہ فریفتگی داشتند چک مک خطاب دادہ بودند الحال کہ قدم کہ در شیب گذاشتہ اعتبارش رو بہ نشیب است درد آہنگش سامعہ پرور وشور نغمہ اش جنون در سر مبلغہا صرف تواضعش می کردند تا شبے میسر می آمد وزرہا سبیل راہش می نمودند تاراہِ مدعا وامی شد حالا ہم حصول صحبتش بے تواضع مستوفی متعذر است ورابطہ آشنایش بے سماجتہائے رسا متعسر۔

کالی گنگا از معتبر رقاصان است و از فرقهٔ احترام کیشان سیه فامش چو خال گلرخان زیب افزا است و چون سواد دیده سیه چشمان مردمک آرا تمکینش بمرتبه که سخن بهزار پیچ و تاب بزبان آشنای گردد و خرامش بتدریجی که تا قدم بدائرہ مجلس گذارد اضطراب بدلها راه می یابد خوانندش سر مشق نغمه سنجانست و رقصش دستور العمل چابک خرامان خالی از تعین نیست و می سزد سماجتهای طلبند و می کنند۔

زینت و بهجی خوش ادائی هایش در تهیج مواد باه و خیل نازک اندامهایش هیجان شهوت را کفیل نغمه اش پیام حلاوت میرساند و آهنگش بصفای منتهی بر سامعه میگذارد نغمات راگش با صافی چهره او همرنگ و آهنگش بصفای رنگ او همسنگ طبایع لطیف را نظر بملاحظه لطافتش میل طبعی و امزجه لطیف را نگاه بمشاهده لطافتش خواهش فطری رقصش غیر از خرامے بیش نیست و بدل نزدیک حمراست و تعینش در قبول هم آغوشی هابر جاست و خوش آیند تر هر شبی ردیف آغوش حریفے است و هر روز همدوش ظریفے و از هجوم استدعا سررشته قبول صحبت کم است کاش از سودائے سر بدر می آورد از کثرت تکالیف قافیه وقتش تنگ است خانه اش بدوش یارانست دعوائے خانه بدوش اورا مسلم و کاشانه اش در بغل معاشران است و ادعائے بغل گیری باو مناسب و متحتم۔ **فرد**

می کشندش چو قدح دست بدست

می برندش چو سبو دوش بدوش

گلاب ازخواندنش رائحہ گلاب بمشام می خورد واز ملاحظہ حرکات رنگینش کیفیت شراب دست می دہد پختگی ہائے وضعش مطبوع و حاضر جوابیش پیش ہمہ کس منظور ومسموع نکتہ فہم است وسخندان خوش نغمہ است ومسلم نغمہ سنجان **فرد**

محو کدام آئینہ سیما شود کسے

آئینہ خانہ ایست دو عالم زروئے تو

رمضانی خیالش چوں صبح عید رمضان زنگ از دلہا می برد ونغمہ اش درسواد خاطر معاشران اثرہا می کارد در محفلے کہ وارد می شود حکم عیدگاہ بہم می رساند وبمجمعے کہ ورودش واقع می گردد رسم تہنیت بعمل می آید والہ صحبت قدردانست وشایق ادا فہم ونکتہ دان سنش مانع کرم اختلاطے است ہوس پیش پا می خورد وکہولتش باعث خودداری پہلو از تکلف خالی میکند۔

رحمان بائی از دھاڑی زادہ ہاست سیاہی رنگش بمنزلہ تصویر سیاہ قلمی منظور صاحب نظران ورسائی رنگش بمثابہ نشتر فصاد باعث تحریک رگ جاں خال روئے استعداد است وسرمہ چشم اتحاد سوادش چوں شام کشمیر درنظرہا خوشنما وسیاہی نونش چوں سیاہی آب حیات درمردمکہا روح افزا

سکناتش شوخے آمیز و حرکاتش فتنہ انگیز بہر محفل کہ وارد می شود خود را از تکلف
می دزدد و از دست بردِ ہوس محفوظ بدر می جہد می گویند نامہ اش سر بستہ است
و مہرش ناشکستہ ؎

خطش نہ کردۂ مانی بہ نقش بہزاد است
کہ ایں سیاہ قلم کار خوب استاد است

پنا بائی از تلامذہ مخصوصہ نعمت خان است و بلبل زبان او
غزل خواں اگر قلم زمرد بہ تحریر وصفش مخترع شود می سزد کہ سرسبزی بہار
آہنگ وابستہ صدائے اوست و تریاق مار گزیدہ ہائے فراق سازونوائے
او استقامت اوج گرانی ہائے نغمہ اش بمرتبہ کہ تا نفس بلند شود درحین شد
و مد نغمہ صدایش بسان تار شعاعے آفتاب بآسمان می پیوندد و قدرت
موشگافیہائے انداز تصرفاتش بشابہ کہ تا فہم سلیم ادراک نماید گرہ بر تار ہوا
می بندد آہنگ رسایش بسان اندیشہ ذو العقول فلک پیما و نغمہ بلندش
برنگ فکر منجم اوج گرا تقریر دلپذیرش سند معاشرت پیشگان و تمہید گفتگویش
دستور العمل عشرت طرازان در ضمن ہر سخن لطیفہ رنگینی مضمر و در ادائے ہر حرف
طینتے خاصے مدغم و مستتر حسن ادایش از حسن دیگران چسپاں تر است
و لطف مقالش از غنج و دلال این و آں خوش آیندہ تر سامعہ کہ آشنائے
آہنگش گردید از مسموعات دیگر مستغنی است و ذائقہ کہ متلذذ بہ نغمائے

نغماتش گشت از چاشنی نوائے دیگراں منزوی مقدمش در ہمہ جا اعزاز اکتساب
است و خواندنش در ہمہ حال عشرت انتساب ۔

طوطی شاخسار خشنوائی کمال بائی صافی مشقش در موسیقی چوں
نامش بافصلے غایت کمال است و ترتیبش در رقص خوش ادائی بکمال عظمت
وجلال مدتے در محل بادشاہی بزم آرا بود و در حلقہ نوا سنجی سخن سرا دریں ولا
کہ از سوانحۂ نادر شاہی مزاج بادشاہ دین پناہ از استماع سازونوا انحراف
ورزیدہ و نغمۂ ارباب نغمہ یک قلم متروک وموقوف گردیدہ بایں تقریب
صحبتش میسر آمد والا ممتنعات عقلے بود و خواندنش موافق ضوابط کلاونت
بچی ہاست بسیار برنگینی و حزینی میخواند وسامعہ را بدائرہ تواجد می نشاند
بیشتر خیال نعمت خان کہ منسوب بہ بادشاہ غازیست استعمال می نماید
و ابواب انبساط برروئے مشتاقان می کشاید مشابہ مشاق کہ اگر تکلیف صحبت
روز و شب نمایند چوں بلبل بہار غزل خوانست و برنگ قطعہ چمن از تر زبانی
خود گلفشاں خالی از تمکین و ادا نیست از شوخیہا آشنا ست و باعتبار آداب
و آئین در امثال واقران مستثنے ہر کہ طلبید خط مستوفی برداشت و رقم النقش
بروح خاطر نگاشت ۔

سر مشق رنگین و پختہ روائی او ما بائی رنگینی بہار دلپذیرش
برنگ نسیم بہار چمن آرائی انبساط و بہار آہنگی نغمات بنظیرش گلدستہ بند

ریاحین نزہت و نشاط بدیہہ گوئیہا لطیفش در عالم بدایت چوں فکر اسیر لبریز شوخی و رنگینی و نقالیہا یش بسان نقل شراب در نہایت خوش مزگی رنگینی حرکات و سکناتش ہمہ موزوں و مرغوب خرام و ادایش ہمہ خوش اندام و خوش اسلوب در عالم کبت کشتی گیر و در فضائے خیال چوں خیال نظیر بے نظیر طبیعتش الفت پیراست و مزاجش بوفا آشنا اکنوں کہ نہال نو خیز ہمیں چمن است و بموزونی قد رشک سرو گلشن معشوقہ صاحبی میاں محمد ماہ است کہ سند معاشرت پیشگان اند و سر آمد جمیع بزم آرایان اکبری بدولت خانہ ایشان صحبتہا منعقد می گشت و احتظاظ وافی محصل می گردید۔

پنا و تنو مقدم ایں طایفہ باعتبار حسن سرشار و کمال وجاہت و حسن غنا و تناسب جوارح و اعضا منظور جناب بادشاہی بود و مورد عنایات نامتنہاہی اکنوں بطور خود ببزم آرائی مشتاقانست و رنگ افروزنہ جہتہ تکلیف آرزو مندان خرامش ہمیں کہ بحرکات رقص آشنا گردید شور تحسین در نغمہ بلند میگردد و صدایش ہر گاہ کہ باوج کشید غلغل آفریں فضائی ہوا تنگ می نماید رنگینی روزمرہ ہایش سامعہ را بہ گلگشت بہار میبرد و قسم ہائے شیرینیش کہ درحقیقت جزو محاورہ است افسون بیخودی بگوش دلہا میخواند خواندن خیال بہ نزاکتے و انداز کہ حوصلہ سامعہ بفریاد می آید و بے اختیار بہار موکشان بدایرہ وجد و حال می آرد گرسنہ چشمان راگ را از مایدہ صحبتش سیری و نادیدگان حسن را دام اختلاطش

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ [illegible]

۱۔ اردو میں [illegible] اعلیٰ علمی [illegible] [illegible]
[illegible] تصنیفات [illegible] کی کتابیں ایک ایک [illegible]
۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ [illegible] [illegible] جامعہ
[illegible] دارالترجمہ [illegible] کی کتابیں ایک ایک [illegible] [illegible]
۳۔ طلبائے [illegible] کو [illegible] کتابیں [illegible] ایم۔ اے، ایل ایل بی [illegible] اور [illegible] [illegible] سے
[illegible] کتابیں [illegible] [illegible] ایک [illegible] [illegible]
۴۔ [illegible] کتابیں [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] کتاب [illegible] [illegible] جائیگا
۵۔ [illegible] کتابیں [illegible] جاری کی جا سکیں گی [illegible]
[illegible] کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے
۶۔ [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] کا نقصان [illegible] [illegible]
۷۔ قلمی نسخے اور [illegible] کی کتابیں
جاری نہیں کی جا سکیں گی فقط